حدائقِ بخشش

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَّاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

سرکارِ اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت

مولانا **احمد رضا خان** صاحب بریلوی

قدس سرہٗ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ

حدائقِ بخشش

حصہ اوّل

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ ○ اُردو بازار ○ لاہور

فون: 7124354

نام کتاب	ـــــــــ	حدائق بخشش
مصنف	ـــــــــ	اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی
ناشر	ـــــــــ	چوہدری غلام رسول
پرنٹرز	ـــــــــ	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور
بار اوّل	ـــــــــ	سنہ ۱۹۹۷ء
تعداد	ـــــــــ	۱۱۰۰۔ گیارہ سو
کتابت	ـــــــــ	افضل محمود چٹھہ
قیمت	ـــــــــ	روپے۔ مجلد ڈائی دار
	ـــــــــ	روپے۔ ڈسٹ کور

مِلنے کے پتے

- پروگریسو بکس ○ فیصل مسجد ○ اِسلام آباد
- اِسلام بُک ڈپو ○ ۱۲۔ گنج بخش روڈ ○ لاہور

حمد

حضرت رضا قدس سرہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْکَوْنِ وَالْبَشَرِ
حَمْدًا یَّدُوْمُ دَوَامًا غَیْرَ مُنْحَصِرٖ

وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ الزَّاکِیَاتِ عَلٰی
خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ مُنْجِی النَّاسِ مِنْ سَقَرٖ

بِکَ الْعِیَاذُ اِلٰہِیْ اِنْ اَسَا حُکْمًا
سِوَالَکَ یَا رَبَّنَا یَا مُنْزِلَ النُّذُرٖ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُتَوَحِّدِ
بِجَلَالِہِ الْمُتَفَرِّدِ

وَصَلَاتُہٗ دَوَامًا عَلٰی
خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ ھُمْ
مَاوٰی عِنْدَ شَدَائِدِیْ

فَاِلَی الْعَظِیْمِ تَوَسُّلِیْ
بِکِتَابِہٖ وَبِاَحْمَدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

ذریعۂ قادریہ

۱۳۰۵ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَاٰلِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

وصلِ اوّل

درنعتِ اکرم حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا — نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا — تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا
فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا — آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا
اَغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا — اَصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں — خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان — صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب و مُحبّ میں نہیں میرا تیرا
تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا مُنہ کیا دیکھیں — کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا
بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا — خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف — تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

خوار و بیمار خطاوار گنہ گار ہوں میں!
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

کس کا منہ تکیے کہاں جائیے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابہ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

دور کیا جانیے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

وصل دوم

در منقبت آقائے اکرم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کُتّا تیرا

تو حُسینی حَسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

مُصطفٰے کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مری جاں جلوہ زیبا تیرا

ابنِ زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق مرے دولہا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابنِ ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

نبوی مینھ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول حسینی ہے مہکنا تیرا

نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل
حسنی چاند حُسینی ہے اُجالا تیرا

نبوی خور، علوی کوہ، بتولی معدن
حَسنی لعل حُسینی ہے تجلا تیرا

بحر و بر، شہر و قری سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

لے: سیدنا فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرا میفرمانید یا عبدالقادر بحقی علیک کل و بحقی علیک اشرب الخ ۱۲ منہ

ئے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اوائل مر اصحاب را می فرمود کہ اولیاء عراق مرا تسلیم کردہ اند۔ بعد از مدتے فرمود کہ ایں زمان جمیع زمین شرق و غرب بر و بحر و سہل و جبل مرا تسلیم کردہ اند، ہیچ ولی از اولیاء نماند دراں وقت مگر آنکہ بر شیخ آمد و تسلیم کرد او را بہ قطبیت . ۱۲۰ تحفہ قادریہ

حسنِ نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

عرضِ احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابرِ کرم تکتی ہیں رستا تیرا

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول
آ برس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

آب آمد وہ کہے اور میں تیمم برخاست
مشتِ خاک اپنی ہو اور نور کا اہلا تیرا

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا تیرا

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردا تیرا

بد سہی، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوں ہی!
کہ وہی نا، وہ رضا بندۂ رسوا تیرا

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید[1] تو نہ ہو
سیدِ جید[2] ہر دہر ہے مولا تیرا

فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظمِ رفیع
چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرہ تیرا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1]: اشارہ بقول اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِن لَم یکن مریدی جیّدًا فانا جیّدٌ

[2]: علی وزان قول رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ، والمعنی اطلاق التفضیل الا من خص بدلیل کما حققنا فی المجیر المعظم شرح مدحیتنا الاکسیر الاعظم ۱۲ منہ

وصل سوم

در حسن مفاخرت از سرکار قادریت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
اُفقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

مُرغ سب بولتے ہیں بول کے چُپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین و حریم
کہ ہُوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

تجھ سے اور دہر کے اَقطاب سے نسبت کیسی
قُطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا

سارے اَقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف درِ والا تیرا

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار
شمع اک تُو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

شجرِ سرو سہی کس کے اوگائے تیرے
معرفت پھول سہی، کس کا کھلایا تیرا

تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصلِ سمن گوندھ کے سہرا تیرا

ہ ترجمہ آنچہ فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعراً غربت شموس الاولین وشمسنا ابداً علی افق العلی لاتغرب ۱۲۔ منہ

ہ ترجمہ آنچہ سیدی تاج العارفین ابوالوفا قدس سرہٗ سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت کل دیك یصیح و یسکت الادیکک فانہ یصیح الیٰ یوم القیامۃ، ہر خروس بانگ کند خاموش شود جز خروس شما کہ تا قیامت در بانگ است ۱۲۔

ہ ترجمہ ارشاد حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ما اتخذ اللہ ولیا کان اویکون الا ھو متادب معہ الی یوم القیٰمۃ ۱۲

ہ یعنی حضرات ابوعمرو عثمان صریفینی و ابو محمد عبدالحق حریمی کہ ہر دو از اولیائے معاصرین حضور سیدنا بودہ اند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم

ہ ذد آں بے خرد آنکہ ہمہ اقطاب را با سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مساوی المرتبہ دانند. و ایں دو شعر ترجمہ آں اشعار است کہ از حضور سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل می کنند کما ذکرنا فی المجیر المعظم واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

ڈالیاں جھومتی ہیں رقصِ خوشی جوش پہ ہے ‏ ‏ بُلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا
گیت کلیوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی چہک ‏ ‏ باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانا تیرا
صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری ‏ ‏ شاخیں جُھک جھک کے بجالاتی ہیں مُجرا تیرا
کس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز ‏ ‏ کون سے سِلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
نہیں کس چاند کی منزل میں ترا جلوۂ نور ‏ ‏ نہیں کس آئینہ کے گھر میں اُجالا تیرا
راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام ‏ ‏ باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا
مزرعِ چشت و بخارا[1] و عراق[2] و اجمیر ‏ ‏ کون سی کِشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
اور محبوب[3] ہیں، ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں ‏ ‏ یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا
اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں ‏ ‏ تنگ ہو کر جو اُترنے کو ہو نیما تیرا
گردنیں جُھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے ‏ ‏ کشفِ[4] ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا
تاجِ فرقِ عُرفا کس کے قدم کو کہیے ‏ ‏ سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا
سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں ‏ ‏ خضر کے ہوش سے پُوچھے کوئی رُتبہ تیرا
آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس ‏ ‏ نشے والوں نے بھلا سُکر نکالا تیرا
وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حضیض ‏ ‏ اور ہر اَوج سے اونچا ہے ستارا تیرا

دل اعداء کو رِضاؔ تیز نمک کی دُھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

---

[1] حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبند قدس سرہ العزیز بخاری است ۱۲۔منہ

[2] حضرت شیخ الشیوخ سہروردی قدس سرہٗ از اولیائے عراق است سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ او ز فرموانت اخر المشہورین بالعراق ۱۲۔منہ

[3] : رد جاہلانیکہ ہمہ محبوباں را ہمسر حضرت سیدنا دانند۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[4] یقول کانہم لکمال الدہش ذہبت اذہانہم الی قولہ تعالیٰ یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ مع انہ لم یکن الا جلوۃ العبد لا تجلی المعبود کما تسجد اہل الجنۃ حین یرون نور رداءِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند تحولہ من بیت الی بیت زعما منہم انہ قد تجلی ربہم تبارک وتعالیٰ کما ورد فی الحدیث ۱۲۔منہ

وصل چہارم

در منافحت اعدا و استعانت از آقا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا — مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

بادلوں سے کہیں رکتی ہے کڑکتی بجلی — ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اُٹھتا ہے جو تیغا تیرا

عکس کا دیکھ کے منہ اور بپھر جاتا ہے — چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

کوہ سر مکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے — ہاتھ پڑتا ہی نہیں بھول کے اوچھا تیرا

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے — چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

عقل ہوتی تو نہ خدا سے لڑائی لیتے — یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر — بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے — نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے — جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

سمِ قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار[۱] — مُنکرِ فضلِ حضور آہ یہ لکھا تیرا

میرے سیاف[۲] کے خنجر سے تجھے باک نہیں — چیر کر دیکھے کوئی آہ کلیجا تیرا

۱؎: قال مولانا وسیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکذیبکم لی سمٌّ قاتل لادیانکم وسبب لذھاب دنیاکم واخراکم ۱۲ منہ

۲؎: قال سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا سیاف انا قتال انا سلاب الاحوال ۱۲ منہ

ابن زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے — بل بے او منکر بے باک یہ زہرا تیرا

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرتی — دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے — کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے — ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

سگِ[1] در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی — بند بندِ بدن اے روبۂ دنیا تیرا

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ — بندہ مجبور ہے خاطر[2] پہ ہے قبضہ تیرا

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری — دم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا

جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے — جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر — کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزدِ رجیم — الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

نزع میں، گور میں، میزان پہ، سرِ پل پہ کہیں — نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلیٰ تیرا

دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر — مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے — کہ فلک[3] وار مریدوں پہ ہے سایا تیرا

اے رضا چیست غم از جہاں دشمن تست
کردہ ام مامنِ خود قبلۂ حاجاتے را

---

[1] ف: اشارہ بقصہ صنعانی

[2] ف: ثبوت روشن ایں معنی در رسالۂ مصنف فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ مطبوعہ مطبع اہل سنت وجماعت بریلی باید دید (پروگریسو بکس لاہور)

[3] ف: ان یدی علی مریدی کالسماء علی الارض (قال سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہم خاک ہیں[ل] اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جدِّ اعلیٰ ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیدِ عالم
اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

خم ہو گئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سُن ہم پہ مدینہ ہے وہ رُتبہ ہے ہمارا

اُس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدرِ کرّار کہ مولےٰ ہے ہمارا

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفون شہِ بطحا ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہِ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضؔا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

[ل] در ردِ مبتدی کہ بعض علمائے کرام بہ پیرِ خود گفتہ بود۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ۱۲۔ منہ

غم ہو گئے بے شمار آقا   بندہ تیرے نثار آقا
بگڑا جاتا ہے کھیل میرا   آقا آقا سنوار آقا
منجدھار پہ آ کے ناؤ ڈوبی   دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا
ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری   لِلّٰہ یہ بوجھ اُتار آقا
ہلکا ہے اگر ہمارا پلّہ   بھاری ہے ترا وقار آقا
مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے   تم کو تو ہے اختیار آقا
میں دور ہوں تم تو ہو مرے پاس   سُن لو میری پُکار آقا
مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہوگا   تم سا نہیں غمگسار آقا
گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی   ڈوبا، ڈوبا اُتار آقا
تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے   میں وہ کہ بدی کو عار آقا
پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا   دے دے ایسی بہار آقا
جس کی مرضی خدا نہ ٹالے   میرا ہے وہ نامدار آقا
ہے مُلکِ خدا پہ جس کا قبضہ   میرا ہے وہ کامگار آقا
سویا کئے نابکار بندے   رویا کئے زار زار آقا
کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں   دنیا کے یہ تاجدار آقا
ان کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں   ایسے ایسے ہزار آقا
بے ابرِ کرم کے میرے دھبّے   لَا تَغْسِلُهَا الْبِحَارُ[1] آقا

اتنی رحمت رضا پہ کر لو
لَا يَقْرَبُهُ[2] الْبَوَارُ آقا

---

[1] ترجمہ: انہیں سمندر نہ دھوئیں   [2] ترجمہ: ہلاکت اس کے پاس نہ آئے

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

یہی ہے اصلِ عالم مادہ ایجاد خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

گدا بھی منتظر ہے خُلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

گنہ مغفور دل روشن خنک آنکھیں جگر ٹھنڈا
تعالیٰ اللہ ماہِ طیبہ عالم تیری طلعت کا

نہ رکھی گُل کے جوشِ حُسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غُنچہ کوئی باغِ رسالت کا

بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دَورِ زلفِ والا میں
تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظُلمت کا

صفِ ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہگارو چلو مولیٰ نے دَر کھولا ہے جنّت کا

سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یا رب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کر کے حیرت کا

اِدھر اُمت کی حسرت پر اُدھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردشِ چشمِ شفاعت کا

بڑھیں اس درجہ موجیں کثرتِ افضالِ والا کی
کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

خمِ زلفِ نبی ساجد ہے محرابِ دو ابرو میں
کہ یا رب تو ہی والی ہے سیہ کارانِ اُمت کا

مدد اے جوششِ گریہ بہا دے کوہ اور صحرا
نظر آ جائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

ہوئے کمخوابیِ ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی
تصور خوب باندھا آنکھوں نے استارِ تربت کا

یقیں ہے وقت جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے
ملے جوشِ صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

یہاں چھڑکا نمک واں مرہم کافور ہاتھ آیا
دلِ زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا

الٰہی منتظر ہوں وہ خرامِ ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخوابِ بصارت کا

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سدِ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

زبانِ خار کس کس درد سے ان کو سناتی ہے
تڑپنا دشتِ طیبہ میں جگر افگار فرقت کا

سرہانے انکے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے
شہِ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا

جنھیں مرقد میں تا حشر امتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

وہ چمکیں بجلیاں یارب تجلی ہائے جاناں سے
کہ چشمِ طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا

رضائے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن اُن کی رحمت کا

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا — شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا
جان دے دو وعدۂ دیدار پر — نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا
شاد ہے فردوس یعنی ایک دن — قسمتِ خدام ہو ہی جائے گا
یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں — نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا
بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں — مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا
یادِ گیسو ذکرِ حق ہے آہ کر — دل میں پیدا[1] لام ہو ہی جائے گا
ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز — چہچہا کہرام ہو ہی جائے گا
سائلو دامن سخی کا تھام لو — کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا
یادِ ابرو کر کے تڑپو بلبلو — ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا
مفلسو ان کی گلی میں جا پڑو — باغِ خلد اکرام ہو ہی جائے گا
گر یوں ہی رحمت کی تاویلیں رہیں — مدح ہر الزام ہو ہی جائے گا
بادہ خواری کا سماں بندھنے تو دو — شیخ دُرد آشام ہو ہی جائے گا
غم تو ان کو بھول کر لپٹا ہے یوں — جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا
مٹ کہ گر یوں ہی رہا قرضِ حیات — جان کا نیلام ہو ہی جائے گا
عاقلو اُن کی نظر سیدھی رہے — بوروں کا بھی کام ہو ہی جائے گا
اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر — بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

اے رضاؔ ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

---

[1] گیسو دو ہیں اور ان کی تشبیہ لام۔ اور لفظ آہ کے دل میں دو لام پیدا ہونے سے کلمہ اللّٰہ آشکارا ہوتا ہے۔ ۱۲۔ منہ

[1] لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

[2] اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغیٰ من بے کس و طوفان ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

[3] یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلیٰ لَیْلِیْ چو بطیبہ رسی عرضے بکنی!
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

[4] لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْہِ الْاَجْمَلْ خط ہالۂ مہ زلف ابرِ اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی برن برسا جانا

[5] اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

[6] یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

[7] وَاهًا لِّسُوَیْعَاتٍ ذَهَبَتْ آں عہدِ حضور بارگہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینے کا جانا

---

[1] ترجمہ: حضور کا نظیر کسی کو نظر نہ آیا۔ [2] سمندر اونچا ہوا اور موجیں طغیانی پر ہیں۔

[3] اے آفتاب تو نے میری رات دیکھی۔ اس میں ارشاد ہے کہ میری رات آفتاب کے سامنے بھی رات ہی رات رہی [4]: حضور کیلئے سب سے زیادہ خوبصورت چہرہ میں ایک چودھویں رات کا چاند ہے۔ ۱۲ منہ [5] ترجمہ: میں پیاس میں ہوں اور تیری سخاوت سب سے زیادہ کامل و تام ہے۔ ۱۲ منہ [6]: اے میرے قافلے اپنے قیام کی مدت زیادہ کر۔ ۱۲ منہ

[7] ترجمہ: آہ افسوس چند قلیل گھڑیاں کہ گزر گئیں۔ ۱۲۔ منہ

اَلْقَلْبُ شَجٌ[1] وَّالْهَمُّ شُجُوْن دل زار چناں جاں زیرِ چنوں

پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

اَلرُّوْحُ[2] فِدَاكَ فَزِدْ حَرْقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا

مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

بس خامۂ خامِ نوائے رضاؔ نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا

ارشادِ احبّا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

۱؎ ترجمہ: دل زخمی ہے اور پریشانیاں رنگ رنگ کی ہیں۔ ۱۲ منہ

۲؎ ترجمہ: جان تیرے قربان اپنی سوزش زیادہ کر۔ ۱۲ منہ

نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا / حضورِ خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا

اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا / کنارِ خارِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا

حضور ان کے خلافِ ادب تھی بیتابی / میری امید تجھے آرمیدہ ہونا تھا

نظارہ خاکِ مدینہ کا اور تیری آنکھ / نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا

کنارِ خاکِ مدینہ میں راحتیں ملتیں / دلِ حزیں تجھے اشکِ چکیدہ ہونا تھا

پناہ دامنِ دشتِ حرم میں چین آتا / نہ صبرِ دل کو غزالِ رمیدہ ہونا تھا

یہ کیسے کھلتا کہ اُن کے سوا شفیع نہیں / عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہ کامل کو / سلامِ ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

لَاَمْلَئَنَّ[2] جَہَنَّمَ تھا وعدۂ ازلی / نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی / کہ صبحِ گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

ٹپکتا رنگِ جنوں عشقِ شہ میں ہر گل سے / رگِ بہار کو نشتر رسیدہ ہونا تھا

بجا تھا عرش پہ خاکِ مزارِ پاک کو ناز / کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

گزرتے جان سے اک شورِ یا حبیب کے ساتھ / فغاں کو نالۂ حلق بُریدہ ہونا تھا

مرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر / کوئی تو شہدِ شفاعت چشیدہ ہونا تھا

جو سنگِ در پہ جبیں سائیوں سے تھا مٹنا / تو میری جان شرارِ جہیدہ ہونا تھا

تری قبا کے نہ کیوں نیچے نیچے دامن ہوں / کہ خاکساروں سے یاں کب کشیدہ ہونا تھا

رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خودی سے رہیدہ ہونا تھا

---

[2] ترجمہ: بیشک میں ضرور جہنم کو بھر دوں گا۔

شورِ مہِ نو سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں ترے صدقے مے دے رمضاں آیا

اس گل کے سوا ہر پھول با گوش گراں آیا
دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقت فغاں آیا

جب بامِ تجلّی پر وہ نیّرِ جاں آیا
سر تھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا

جنت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا
اب تک کے ہر ایک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا

طیبہ کے سوا سب باغ پامالِ فنا ہوں گے
دیکھو گے چمن والو جب عہدِ خزاں آیا

سر اور وہ سنگِ در آنکھ اور وہ بزمِ نور
ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا

کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا

جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی
لو وہ قدِ بے سایہ اب سایہ کناں آیا

طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیے تو جناں والو
کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا

لے طوقِ الم سے اب آزاد ہو لے قمری
چٹھی لیے بخشش کی وہ سروِ رواں آیا

نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ برے کامو
دیکھو مرے پلّہ پر وہ اچھے میاں آیا

بدکار رضا خوش ہو بدکام بھلے ہوں گے
وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

معروضہ ۱۲۹۶ھ بعد واپسی زیارت مطہرہ بار اوّل

خراب حال کیا دل کو پُر ملال کیا
تمہارے کوچہ سے رخصت کیا نہال کیا

نہ روئے گُل ابھی دیکھا نہ بوئے گُل سونگھی
قضا نے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا

وہ دل کہ خوں شدہ ارماں تھے جس میں مل ڈالا
فغاں کہ گورِ شہیداں کو پائمال کیا

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستمگر اُلٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم
چھڑا کے سنگِ درِ پاک سرِ وبال کیا

چمن سے پھینک دیا آشیانۂ بلبل
اُجاڑا خانۂ بےکس بڑا کمال کیا

ترا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا
یہ کیا سمائی کہ دُور ان سے وہ جمال کیا

حضور ان کے خیالِ وطن مٹانا تھا
ہم آپ مٹ گئے اچھا فراغ بال کیا

نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی
ہماری بےبسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا

جو دل نے مر کے جلایا تھا منتوں کا چراغ
ستم کہ عرض رہِ صرصرِ زوال کیا

مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا
یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا

تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا

ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ
یہ درد کیسا اٹھا جس نے جی نڈھال کیا

الٰہی سُن لے رضاؔ جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگانِ کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا
لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا

بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا

تیری رحمت سے صفی اللہ[1] کا بیڑا پار تھا
تیرے صدقے سے نجی اللہ[2] کا بجرا تر گیا

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

وہ کہ اس در کا ہوا خلقِ خدا اس کی ہوئی
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوفِ حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

رحمۃ للعالمین! آفت میں ہوں کیسی کروں
میرے مولا میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

کیوں جنابِ بوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سُنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

اللہ اللہ یہ علوِ خاص عبدیت رضاؔ
بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضاؔ اول گیا آخر گیا

---

[1] حضرت آدم علیہ السلام

[2] حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلمدان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولیٰ مرے آقا ترے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکامِ تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پُر ارمان گیا

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اُف رے مُنکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

تابِ مرآتِ سحر گردِ بیابانِ عرب
غازۂ روئے قمر دودِ چراغانِ عرب

اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب
پاک ہیں لوثِ خزاں سے گل و ریحانِ عرب

جوششِ ابر سے خونِ گلِ فردوس گرے
چھیڑ دے رگ کو اگر خارِ بیابانِ عرب

تشنۂ نہرِ جناں ہر عربی و عجمی،
لبِ ہر نہرِ جناں تشنۂ نیسانِ عرب

طوقِ غم آپ ہوائے پرِ قمری سے گرے
اگر آزاد کرے سروِ خرامانِ عرب

مہر میزاں میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے
ڈالے اک بوند شبِ دے میں جو بارانِ عرب

عرش سے مژدۂ بلقیس شفاعت لایا
طائرِ سدرہ نشیں مرغِ سلیمانِ عرب

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

کوچہ کوچہ میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
یوسفستاں ہے ہر اک گوشۂ کنعانِ عرب

بزمِ قدسی میں ہے یادِ لبِ جاں بخش حضور
عالمِ نور میں ہے چشمۂ حیوانِ عرب

پائے جبریل نے سرکار سے کیا کیا القاب
خسروِ خیلِ ملک خادمِ سلطانِ عرب

بلبل و نیلپر و کبک بنو پروانو!
مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب

حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ ہے خود حسنِ ازل طالبِ جانانِ عرب

کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسانِ عرب

۱؎ اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایسے تقابل سے ہے کہ مفید تفضیل حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ ۲؎ وہاں حسن، یہاں نام۔ وہاں کٹنا کہ عدمِ قصد پر دال ہے، یہاں کٹانا کہ قصد و ارادہ بتاتا ہے۔ ۳؎ وہاں مصر، یہاں عرب کہ زمانہ جاہلیت میں اس کی سرکشی و خودسری مشہور تھی۔ ۴؎ وہاں انگشت، یہاں سر۔ وہاں زنان، یہاں مرداں۔ وہاں انگلیاں کٹیں کہ ایک بار وقوع بتاتا ہے، یہاں کٹاتے ہیں کہ استمرار پر دلیل ہے۔ ۱۲۔ منہ

پھر اٹھا ولولۂ یادِ مغیلانِ عرب
پھر کھنچا دامنِ دل سوئے بیابانِ عرب

باغِ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب
ہائے صحرائے عرب ہائے بیابانِ عرب

میٹھی باتیں تری دینِ عجم ایمانِ عرب
نمکیں حسن تیرا جانِ عجم شانِ عرب

اب تو ہے گریہ خوں گوہرِ دامانِ عرب
جس میں دو لعل تھے زہرا کے وہ تھی کانِ عرب

دل وہی دل ہے جو آنکھوں سے ہو حیرانِ عرب
آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جو دل سے ہوں قربانِ عرب

ہائے کس وقت لگی پھانس الم کی دل میں
کہ بہت دور ہے وہ خارِ مغیلانِ عرب

فصلِ گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
پھولتے پھلتے ہیں وہ بے فصل گلستانِ عرب

صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستانِ عرب

عندلیبی پہ جھگڑتے ہیں کٹے مرتے ہیں
گل و بلبل کو لڑاتا ہے گلستانِ عرب

صدقے رحمت کے کہاں پھول کہاں خار کا کام
خود ہے دامن کشِ بلبل گلِ خندانِ عرب

شادیِ حشر ہے صدقے میں چھٹیں گے قیدی
عرش پر دھوم سے ہے دعوتِ مہمانِ عرب

چرچے ہوتے ہیں یہ کملائے ہوئے پھولوں میں
کیوں یہ دن دیکھتے پاتے جو بیابانِ عرب

تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسانِ عجم
تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزارانِ عرب

ہشتِ خلد آئیں وہاں کسبِ لطافت کو رضا
چار دن برسے جہاں ابرِ بہارانِ عرب

جوبنوں پر ہے بہارِ چمن آرائی دوست | خلد کا نام نہ لے بلبل شیدائی دوست

تھک کے بیٹھے تو درِ دل پہ تمنائی دوست | کون سے گھر کا اجالا نہیں زیبائی دوست

عرصۂ حشر کجا موقفِ محمود کجا | ساز ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائی دوست

مہر کس منہ سے جلوداریٔ جاناں کرتا | سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست

مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمرِ جاوید | زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست

ان کو یکتا کیا اور خلق بنائی یعنی | انجمن کر کے تماشا کریں تنہائی دوست

کعبہ و عرش میں کہرام ہے ناکامی کا | آہ کس بزم میں ہے جلوہ یکتائی دوست

حسنِ بے پردہ کے پردے نے مٹا رکھا ہے | ڈھونڈنے جائیں کہاں جلوۂ ہرجائی دوست

شوق روکے نہ رکے پاؤں اٹھائے نہ اٹھے | کیسی مشکل میں ہیں اللہ تمنائی دوست

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور | سجدہ کرواتی ہے کعبے سے جبیں سائی دوست

تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا | سارے داراؤں کی دارا ہوئی دارائی دوست

طور پر کوئی، کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار | سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

انتَ فیہم[1] نے عدو کو بھی لیا دامن میں | عیش جاوید مبارک تجھے شیدائی دوست

رنج اعدا کا رضا چارہ ہی کیا ہے کہ انہیں
آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

---

[1] قال اللہ تعالیٰ ما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کریگا جب تک اے رحمت عالم تم ان میں تشریف فرما ہو۔ ۱۲۔ منہ

طُوبیٰ میں جو سب سے اُونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعت نبی لکھنے کو رُوحِ قدس سے ایسی شاخ

مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول
صدّیق و فاروق و عثمان و حیدر ہر ایک اس کی شاخ

شاخِ قامتِ شہ میں زلف و چشم و رُخسار و لب ہیں
سُنبل نرگس گل پنکھڑیاں قدرت کی کیا پھولی شاخ

اپنے ان باغوں کا صدقہ وہ رحمت کا پانی دے
جس سے نخلِ دل میں ہو پیدا پیارے تیری وِلا کی شاخ

یادِ رُخ میں آہیں کر کے بن میں مَیں رویا آئی بہار
جھومیں نسیمیں نیساں برسا کلیاں چٹکیں مہکی شاخ

ظاہر و باطن اوّل و آخر زیب فروع و زینِ اصول
باغِ رسالت میں ہے تُو ہی گل غنچہ جڑ پتّی شاخ

آلِ احمد خُذ بِیَدِی یا سیّد حمزہ کُن مَددی
وقتِ خزانِ عمرِ رضا ہو برگِ ہدیٰ سے نہ عاری شاخ

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمانِ سرائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمد برائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد برائے جنابِ الٰہی
جنابِ الٰہی برائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بسی عطرِ محبوبیٔ کبریا سے
عبائے محمد قبائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بہم عہد باندھے ہیں وصلِ ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر
محمد محمد خدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گِروں کا سہارا عصائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

میں قرباں کیا پیاری پیاری ہے نسبت
یہ آنِ خدا وہ خدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد کا دم خاص بہرِ خدا ہے
سوائے محمد برائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت
بڑھی کس تزک سے دعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رضاؔ پل سے اب وجد کرتے گزریئے
کہ ہے ربِّ سلّم صدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اے شافعِ اُمم شہِ ذی جاہ لے خبر
لِلّٰہ لے خبر مری لِلّٰہ لے خبر

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد
اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا
ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

منزل نئی، عزیز جدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہِ غم میں پرِ کاہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں
تکتا ہے بے کسی میں تری راہ لے خبر

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

پُرخار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور
مولٰی پڑی ہے آفتِ جانکاہ لے خبر

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثّرہُ اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رِضاؔ
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

در منقبت حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہٗ

بندۂ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبد القادر
سرِ باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبد القادر

مفتیِ شرع بھی ہے قاضیِ ملت بھی ہے
علمِ اسرار سے ماہر بھی ہے عبد القادر

منبعِ فیض بھی ہے مجمعِ افضال بھی ہے
مہرِ عرفان کا منور بھی ہے عبد القادر

قطبِ ابدال بھی ہے محورِ ارشاد بھی ہے
مرکزِ دائرۂ سِر بھی ہے عبد القادر

سلکِ عرفاں کی ضیاء ہے یہی دُرِ مختار
فخرِ اشباہ و نظائر بھی ہے عبد القادر

اس کے فرمان ہیں سب شارحِ حکمِ شارع
مظہرِ ناہی و آمر بھی ہے عبد القادر

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی، مختار بھی ہے
کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

رشکِ بُلبل ہے رضاؔ لالۂ صد داغ بھی ہے
آپ کا واصف و ذاکر بھی ہے عبد القادر

گزرے جس راہ سے وہ سیدِ والا ہو کر   رہ گئی ساری زمین عنبرِ سارا ہو کر
رُخِ انور کی تجلّی جو قمر نے دیکھی   رہ گیا بوسہ وہ نقشِ کفِ پا ہو کر
وائے محرومیٔ قسمت کہ پھر اَب کی برس   رہ گیا ہمراہ زوّارِ مدینہ ہو کر
چمنِ طیبہ ہے کہ وہ باغ کہ مُرغِ سدرہ   برسوں چہکے ہیں جہاں بُلبلِ شیدا ہو کر
صَرصَرِ دشتِ مدینہ کا مگر آیا خیال   رشکِ گلشن جو بنا غنچۂ دل وا ہو کر
گوشِ شہ کہتے ہیں فریاد رسی کو ہم ہیں   وعدۂ چشم ہے بخشائیں گے گویا ہو کر
پائے شہ پر گرے یارب تپشِ مہر سے جب   دلِ بیتاب اُڑے حشر میں پارا ہو کر

ہے یہ اُمید رِضاؔ کو تری رحمت سے شہا
نہ ہو زندانیٔ دوزخ ترا بندہ ہو کر

نارِ دوزخ کو چمن کر دے بہارِ عارض — ظلمتِ حشر کو دن کر دے نہارِ عارض
میں تو کیا چیز ہوں خود صاحب قرآں کو شہا — لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض
جیسے قرآن ہے وِرد اس گلِ محبوبی کا — یوں ہی قرآں کا وظیفہ ہے وقارِ عارض
گرچہ قرآن ہے نہ قرآن کی برابر لیکن — کچھ تو ہے جس پہ ہے وہ مدح نگارِ عارض
طُور کیا عرش جلے دیکھ کے وہ جلوہ گرم — آپ عارض ہو مگر آئینہ دارِ عارض
طرفہ عالم ہے وہ قرآن ادھر دیکھیں ادھر — مصحفِ پاک ہو حیران بہارِ عارض
ترجمہ ہے یہ صفت کا وہ خود آئینہ ذات — کیوں نہ مصحف سے زیادہ ہو وقارِ عارض
جلوہ فرمائیں رُخ دل کی سیاہی مٹ جائے — صبح ہو جائے الٰہی شب تارِ عارض
نام حق پر کرے محبوب دل و جان قربان — حق کرے عرش سے تا فرش نثارِ عارض
مشکبو زلف سے رُخ چہرہ سے بالوں میں شعاع — معجزہ ہے حلب زلف و تتارِ عارض
حق نے بخشا ہے کرم نذر گدایاں ہو قبول — پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں نثارِ عارض

آہ بے مائگی دل کہ رضائے محتاج
لے کر اک جان چلا بہر نثارِ عارض

تمہارے ذرّے کے پرتو ستارہائے فلک ‏ ‏ تمہارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک
اگرچہ چھالے ستاروں سے پڑ گئے لاکھوں ‏ ‏ مگر تمہاری طلب میں تھکے نہ پائے فلک
سرِ فلک نہ کبھی تا بہ آستاں پہنچا ‏ ‏ کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک
یہ مٹ کے ان کی روش پر ہوا خود ان کی روش ‏ ‏ کہ نقشِ پا ہے زمیں پر نہ صوتِ پائے فلک
تمہاری یاد میں گزری تھی جاگتے شب بھر ‏ ‏ چلی نسیم ہوئے بند دیدہائے فلک
نہ جاگ اٹھیں کہیں اہلِ بقیع کچی نیند ‏ ‏ چلا یہ نرم نہ نکلی صدائے پائے فلک
یہ اُن کے جلوہ نے کیں گرمیاں شبِ اسریٰ ‏ ‏ کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ و طلائے فلک
مرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن ‏ ‏ گیا جو کاسۂ مہ لے کے شب گدائے فلک
رہا جو قانعِ یک نانِ سوختہ دن بھر ‏ ‏ ملی حضور سے کانِ گہر جزائے فلک
تجمّلِ شبِ اسریٰ ابھی سمٹ نہ چکا ‏ ‏ کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبز ہائے فلک
خطابِ حق بھی ہے دربابِ خلق مِنْ اَجْلِكَ ‏ ‏ اگر ادھر سے دمِ حمد ہے صدائے فلک
یہ اہلبیت کی چکی سے چال سیکھی ہے ‏ ‏ رواں ہے بے مددِ دست آسیائے فلک

رضاؔ یہ نعتِ نبی نے بلندیاں بخشیں
لقب زمینِ فلک کا ہوا سمائے فلک

کیا ٹھیک ہو رُخِ نبوی پر مثالِ گُل
پامال جلوۂ کفِ پا ہے جمالِ گُل

جنت ہے انکے جلوہ سے جو یائے رنگ و بُو
اے گُل ہمارے گُل سے ہے گُل کو سوالِ گُل

ان کے قدم سے سلعۂ غالی ہوئی جناں
واللہ میرے گُل سے ہے جاہ و جلالِ گُل

سُنتا ہوں عشق شاہ میں دل ہو گیا خونفشاں
یارب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فالِ گُل

بلبل حرم کو چل غمِ فانی سے فائدہ
کب تک کہے گی ہائے وہ غنچہ وہ لالِ گُل

غمگین ہے شوق غازۂ خاکِ مدینہ میں
شبنم سے دُھل سکے گی نہ گردِ ملالِ گُل

بلبل یہ کیا کہا میں کہاں فصلِ گُل کہاں
اُمید رکھ کہ عام ہے جود و نوالِ گُل

بلبل گھرا ہے ابر دِلا مژدہ ہو کہ اب
گرتی ہے آشیانہ پہ برقِ جمالِ گُل

یارب ہرا بھرا رہے داغِ جگر کا باغ
ہر مہ مہِ بہار ہو ہر سال سالِ گُل

رنگِ مژہ سے کر کے خجل یادِ شاہ میں
کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ عطرِ جمالِ گُل

میں یادِ شہ میں روؤں عنادل کریں ہجوم
ہر اشکِ لالہ فام پہ ہو احتمالِ گُل

ہیں عکسِ چہرہ سے لبِ گلگوں میں سرخیاں
ڈوبا ہے بدرِ گُل سے شفق میں ہلالِ گُل

نعتِ حضور میں مترنم ہے عندلیب
شاخوں کے جھومنے سے عیاں وجد و حالِ گُل

بلبل گُلِ مدینہ ہمیشہ بہار ہے
دو دن کی ہے بہار فنا ہے مآلِ گُل

شیخین اِدھر نثار غنی و علی اُدھر
غنچہ ہے بلبلوں کا یمین و شمالِ گُل

چاہے خدا تو پائیں گے عشقِ نبی میں خلد
نکلی ہے نامۂ دلِ پرخوں میں فالِ گُل

کر اس کی یاد جس سے ملے چین عندلیب
دیکھا نہیں کہ خارِ الم ہے خیالِ گُل

دیکھا تھا خوابِ خارِ حرم عندلیب نے
کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیالِ گُل

ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجئے رضاؔ کو حشر میں خنداں مثالِ گُل

؎ حدیث میں جنت کو سلعۂ غالیہ فرمایا یعنی متاعِ گراں بہا۔ ۱۲ منہ

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول! لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول اس غنچۂ دل کو بھی تو ایما ہو کہ بن پھول
تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول
واللہ جو مل جائے مرے گُل کا پسینہ مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دُلھن پھول
دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول
شب یاد تھی کن دانتوں کی شبنم کہ دمِ صبح شوخانِ بہاری کے جڑاؤ ہیں کرن پھول
دندان و لب و زلف و رُخِ شاہ کے فدائی ہیں دُرِّ عدن، لعلِ یمن، مُشکِ ختن پھول
بو ہو کے نہاں ہو گئے تابِ رُخِ شہ میں لو بن گئے ہیں اب تو حسینوں کے دہن پھول
ہوں بارِ گنہ سے نہ خجل دوشِ عزیزاں لِلّٰہ مری نعش کر اے جانِ چمن پھول
دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول
دل کھول کے خوں رو لے غمِ عارضِ شہ میں نکلے تو کہیں حسرتِ خوں نابہ شُدن پھول
کیا غازہ مَلا گردِ مدینہ کا جو ہے آج نکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول
گرمی یہ قیامت ہے کہ کانٹے ہیں زباں پر بلبل کو بھی اے ساقیِ صہبا و لبن پھول
ہے کون کہ گِریہ کرے یا فاتحہ کو آئے بیکس کے اٹھائے تری رحمت کے بھرن پھول
دل غم تجھے گھیرے ہیں خدا تجھ کو وہ چمکائے سورج ترے خرمن کو بنے تیری کرن پھول

کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نُور فزا کی قسم
قسم شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہُوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

وُہ خُدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو مِلے نہ کسی کو مِلا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر[1] و کلام[2] و بقا[3] کی قسم

ترا مسندِ ناز ہے عرش بریں ترا محرمِ راز ہے رُوحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خُدا کی قسم

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسُول ہیں تیرے میں بندہ تیرا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خُلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لُطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دُعا
مجھے جلوۂ پاکِ رسُول دکھا تجھے اپنے ہی عزّ و علا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے اُمّید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بُلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

---

[1] : قال اللہ تعالیٰ، لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ط مجھے اس شہر مکہ کی قسم ہے اس لیے کہ اے محبوب تو اس میں تشریف فرما ہے۔ [2] : قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ؛ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ مجھے رسُول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔
[3] : لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ط اے محبوب مجھے تیری جان کی قسم یہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
یاالٰہی کیوں کر اُتریں پار ہم

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم

تم کرم سے مشتری ہر عیب کے
جنس نامقبول ہر بازار ہم

دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم
دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

لغزشِ پا کا سہارا ایک تم
گرنے والے لاکھوں ناہنجار ہم

صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد
کیسے توڑیں یہ بتِ پندار ہم

دم قدم کی خیر اے جانِ مسیح
در پہ لائے ہیں دلِ بیمار ہم

اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور
جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم

اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند
مر مٹے پیاسے اِدھر سرکار ہم

اپنے کوچے سے نکالے تو نہ دو
ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم

ہاتھ اُٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

چاندنی چھٹکی ہے ان کے نور کی
آؤ دیکھیں سیرِ طور و نار ہم

ہمت اے ضعف ان کے در پر گر کے ہوں ۔ بے تکلف سایۂ دیوار ہم
باعطا تم شاہ تم مختار تم ۔ بے نوا ہم ، زار ہم ، ناچار ہم
تم نے تو لاکھوں کو جانیں پھیر دیں ۔ ایسا کتنا رکھتے ہیں آزار ہم
اپنی ستاری کا یارب واسطہ ۔ ہوں نہ رُسوا بر سرِ دربار ہم
اتنی عرضِ آخری کہہ دو کوئی ۔ ناؤ ٹوٹی آپڑے منجدھار ہم
منہ بھی دیکھا ہے کسی کے عفو کا ۔ دیکھ او عصیاں نہیں بے یار ہم
میں نثار ایسا مسلماں کیجیے ۔ توڑ ڈالیں نفس کا زنار ہم
کب سے پھیلائے ہیں دامن تیغ عشق ۔ اب تو پائیں زخم دامن دار ہم
سُنیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں ۔ پھول ہو کر بن گئے کیا خار ہم
ناتوانی کا بھلا ہو بن گئے ۔ نقش پائے طالبانِ یار ہم
دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں ۔ اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم
قسمتِ ثور و حرا کی حرص ہے ۔ چاہتے ہیں دل میں گہرا غار ہم
چشم پوشی و کرم شانِ شُما ۔ کار ما بے باکی و اصرار ہم
فصلِ گل سبزہ صبا مستی شباب ۔ چھوڑیں کس دل سے درِ خُمار ہم
میکدہ چھُٹتا ہے للہ ساقیا ۔ اب کے ساغر سے نہ ہوں ہشیار ہم
ساقی تسنیم جب تک آنہ جائیں ۔ اے سیہ مستی نہ ہوں ہشیار ہم
نازشیں کرتے ہیں آپس میں مَلک ۔ ہیں غلامانِ شہِ ابرار ہم
لُطف از خود رفتگی یارب نصیب ۔ ہوں شہیدِ جلوۂ رفتار ہم

ان کے آگے دعوئے ہستی رضاؔ
کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

عارضِ شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

جا بجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

نجم گردوں تو نظر آتے ہیں چھوٹے اور وہ پاؤں
عرش پر پھر کیوں نہ ہوں محسوس لاغر ایڑیاں

دب کے زیرِ پا نہ گنجائش سمانے کی رہی
بن گیا جلوہ کفِ پا کا اُبھر کر ایڑیاں

اُن کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جن کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

دو قمر دو پنجۂ خور دو ستارے دس ہلال
ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے
بے تکلّف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

تاجِ رُوح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی
کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

اے رضاؔ طوفانِ محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
شاد ہو ہیں کشتیٔ اُمت کو لنگر ایڑیاں

عشقِ مولیٰ میں ہوں خوں بار کنارِ دامن — یا خدا جلد کہیں آئے بہارِ دامن
بہ چلی آنکھ بھی اشکوں کی طرح دامن پر — کہ نہیں تارِ نظر جز دو سہ تارِ دامن
اشک برساؤں چلے کوچۂ جاناں سے نسیم — یا خدا جلد کہیں نکلے بخارِ دامن
دل شدوں کا یہ ہوا دامنِ اطہر پہ ہجوم — بیدل آباد ہوا نام و دیارِ دامن
مشک سا زلفِ شہ و نور فشاں روئے حضور — اللہ اللہ حلبِ جیب و تتارِ دامن
تجھ سے اے گل میں ستم دیدۂ دشتِ حرماں — خلشِ دل کی کہوں یا غمِ خارِ دامن
عکس افگن ہے ہلالِ لبِ شہ جیب نہیں — مہرِ عارض کی شعاعیں ہیں نہ تارِ دامن
اشک کہتے ہیں یہ شیدائی کی آنکھیں دھو کر — اے ادب گردِ نظر ہو نہ غبارِ دامن

اے رضاؔ آہ وہ بلبل کہ نظر میں جس کی
جلوۂ جیبِ گل آئے نہ بہارِ دامن

رشکِ قمر ہوں رنگِ رخِ آفتاب ہوں
ذرہ ترا جو اے شہِ گردوں جناب ہوں

درِ نجف ہوں گوہرِ پاکِ خوشاب ہوں
یعنی ترابِ رہ گزرِ بو تراب ہوں

گر آنکھ ہوں تو ابر کی چشمِ پُر آب ہوں
دل ہوں تو برق کا دلِ پُر اضطراب ہوں

خونیں جگر ہوں طائرِ بے آشیاں شہا
رنگِ پریدۂ رخِ گل کا جواب ہوں

بے اصل و بے ثبات ہوں بحرِ کرم مدد
پروردۂ کنارِ سراب و حباب ہوں

عبرت فزا ہے شرمِ گنہ سے مرا سکوت
گویا لبِ خموشِ لحد کا جواب ہوں

کیوں نالہ سوز سے کروں کیوں خونِ دل پیوں
سیخِ کباب ہوں نہ میں جامِ شراب ہوں

دل بستہ بے قرار جگر چاک اشکبار
غنچہ ہوں گل ہوں برقِ تپاں ہوں سحاب ہوں

دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں

مولا دہائی نظروں سے گر کر جلا غلام!
اشکِ مژہ رسیدۂ چشمِ کباب ہوں

مٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں
دردا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں

صدقے ہوں اس پہ نار سے دے گا جو مخلصی
بلبل نہیں کہ آتشِ گل پر کباب ہوں

قالب تہی کیے ہمہ آغوش ہے ہلال
اے شہ سوارِ طیبہ میں تیری رکاب ہوں

کیا کیا ہیں تجھ سے ناز ترے قصر کو کہ میں
کعبہ کی جان عرشِ بریں کا جواب ہوں

شاہا بجھے سقر مرے اشکوں سے تا نہ میں
آبِ عبث چکیدۂ چشمِ کباب ہوں

میں تو کہا ہی چاہوں کہ بندہ ہوں شاہ کا
پر لطف جب ہے کہہ دیں اگر وہ جناب ہوں

حسرت میں خاک بوسیٔ طیبہ کی اے رضاؔ
ٹپکا جو چشمِ مہر سے وہ خونِ ناب ہوں

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

قصرِ دنا کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روحِ قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سُنا کہ یوں

میں نے کہا کہ جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں
صبح نے نورِ مہر میں مِٹ کے دکھا دیا کہ یوں

ہائے رے ذوقِ بے خودی دل جو سنبھلنے سا لگا
چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں

دل کو دے نور و داغِ عشق پھر میں فدا دو نیم کر
مانا ہے سن کے شقِ ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں

دل کو ہے فکر کس طرح مُردے جلاتے ہیں حضور
اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں

باغ میں شکرِ وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گُل
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

رخصت قافلہ کا شور غش سے ہمیں اُٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہی غریب کو
روئیں جو اب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں

یاد حضور کی قسم غفلت عیش ہے ستم
خوب ہیں قید غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

دیکھ کے حضرت غنی پھیل پڑے فقیر بھی
چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آنہ جائے کیوں

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا نازِ دوا اُٹھائے کیوں

ہم تو ہیں آپ دلفگار غم میں ہنسی ہے ناگوار
چھیڑ کے گل کو نو بہار خون ہمیں رلائے کیوں

یا تو یونہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں
منتِ غیر کیوں اُٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں

اُن کے جلال کا اثر دل سے لگائے ہے قمر
جو کہ ہو لوٹ زخم پر داغِ جگر مٹائے کیوں

خوش رہے گل پہ عندلیب خارِ حرم مجھے نصیب
میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں؟

گردِ ملال اگر دُھلے دل کی کلی اگر کھلے
برق سے آنکھ کیوں جلے رونے پہ مسکرائے کیوں

جانِ سفر نصیب کو کس نے کہا مزے سے سو
کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں

اب تو نہ روک اے غنی عادتِ سگ بگڑ گئی!
میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں

راہِ نبی میں کیا کمی فرشِ بیاض دیدہ کی
چادرِ ظل ہے ملگجی زیرِ قدم بچھائے کیوں

سنگِ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جاچکے دل کو قرار آئے کیوں

ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِ غم سازِ طرب بجائے کیوں

یادِ وطن ستم کیا دشتِ حرم سے لائی کیوں
بیٹھے بٹھائے بدنصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں

دل میں تو چوٹ تھی دبی ہائے غضب اُبھر گئی
پوچھو تو آہِ سرد سے ٹھنڈی ہوا چلائی کیوں

چھوڑ کے اس حرم کو آپ بن میں ٹھگوں کے آ بسو
پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ لٹ گئی سب کمائی کیوں

باغِ عرب کا سروِ ناز دیکھ لیا ہے ورنہ آج
قمریِ جان غمزدہ گونج کے چہچہائی کیوں

نامِ مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیمِ خُلد
سوزشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں

کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
نرگسِ مست ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

تو نے تو کر دیا طبیب آتشِ سینہ کا علاج
آج کے دورِ آہ میں بوئے کباب آئی کیوں

فکرِ معاش بد بلا ہولِ معاد جاں گزا
لاکھوں بلا میں پھنسنے کو رُوح بدن میں آئی کیوں

ہو نہ ہو آج کچھ مرا ذکر حضور میں ہوا
ورنہ مری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں

حورِ جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا
چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

غفلتِ شیخ و شاب پر ہنستے ہیں طفلِ شیر خوار
کرنے کو گدگدی عبث آنے لگی بہائی کیوں

عرض کروں حضور سے دل کی تو میرے خیر ہے
پیٹتی سر کو آرزو دشتِ حرم سے آئی کیوں

حسرتِ نو کا سانحہ سنتے ہی دل بگڑ گیا
ایسے مریض کو رضا مرگِ جواں سنائی کیوں

اہلِ صراط رُوحِ امیں کو خبر کریں — جاتی ہے اُمتِ نبوی فرش پر کریں
اِن فتنہ ہائے حشر سے کہہ دو حذر کریں — نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گزر کریں
بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے — ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رُخ کدھر کریں
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں — آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے — آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
جالوں پہ جال پڑ گئے لِلّٰہ وقت ہے — مُشکل کُشائی آپ کے ناخن اگر کریں
منزل کڑی ہے شانِ تبسم کرم کرے — تاروں کی چھاؤں نُور کے تڑکے سفر کریں

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں　　تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں　　در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

آہ کل عیش تو کیے ہم نے　　آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

ان کے ایما سے دونوں باگوں پر　　خیلِ لیل و نہار پھرتے ہیں

ہر چراغِ مزار پر قدسی　　کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں　　مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

جان ہیں جان کیا نظر آئے　　کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں　　دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

لاکھوں قدسی ہیں کامِ خدمت پر　　لاکھوں گردِ مزار پھرتے ہیں

وردیاں بولتے ہیں ہرکارے　　پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں

رکھیے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم　　مول کے عیب دار پھرتے ہیں

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں　　پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

بائیں رستے نہ جا مسافر سن　　مال ہے راہ مار پھرتے ہیں

جاگ سنسان بن ہے رات آئی　　گرگ بہرِ شکار پھرتے ہیں

نفس یہ کوئی چال ہے ظالم　　جیسے خاصے بجار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوُچے بسا دیئے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں
جلتے بُجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جلا دیئے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بُھلا دیئے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اُٹھتے ہوُں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

اَسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قُدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جُھکا دیئے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

دُولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سَواری روکو
مُشکل میں ہیں براتی پُر خار با دیئے ہیں

اللہ کیا جہنّم اب بھی نہ سَرد ہو گا
رو رو کے مُصطفٰے نے دریا بہا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

مُلکِ سخن کی شاہی تم کو رِضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

ہے لبِ عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

بینواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریرِ دست
رہ گئیں جو پا کے جودِ لایزالی ہاتھ میں

کیا لکیروں میں ید اللہ خطِ سرو آسا لکھا
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ میں

جودِ شاہِ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ
کیا عجب اُڑ کر جو آپ آئے پیالی ہاتھ میں

ابرِ نیساں مومنوں کو تیغِ عریاں کفر پر
جمع ہیں شانِ جمالی و جلالی ہاتھ میں

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو[2] جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

سایہ افگن سر پہ ہو پرچم الٰہی جھوم کر
جب لواء الحمد لے اُمّت کا والی ہاتھ میں

ہر خطِ کف ہے یہاں اے دستِ بیضائے کلیم
موجزن دریائے نورِ بے مثالی ہاتھ میں

وہ گراں سنگیِ قدرِ مس وہ ارزانیِ جود
نوعیہ بدلا کیے سنگ و لآلی ہاتھ میں

دستگیرِ ہر دو[2] عالم کر دیا سبطین کو
اے میں قربان جانِ جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقفِ سنگِ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں

جس نے بیعت کی بہارِ حسن پر قرباں رہا
ہیں لکیریں نقشِ تسخیرِ جمالی ہاتھ میں

کاش ہو جاؤں لبِ کوثر میں یوں وارفتہ ہوش
لے کر اس جانِ کرم کا ذیل عالی ہاتھ میں

آنکھ محوِ جلوۂ دیدار دل پر جوشِ وجد
لب پہ شکرِ بخششِ ساقی پیالی ہاتھ میں

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضاؔ
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

راہِ عرفاں سے جو ہم نادیدہ رُو محرم نہیں
مُصطفےٰ ہے مسندِ ارشاد پر کچھ غم نہیں

ہوں مسلماں گرچہ ناقص ہی سہی اے کاملو
ماہیّت پانی کی آخر یم سے نم میں کم نہیں

غُنچے مَا اَوْحٰی کے جو چٹکے دنا کے باغ میں
بُلبلِ سدرہ تک ان کی بُو سے بھی محرم نہیں

اس میں زم زم[1] ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم[2] ہے کہ بیش
کثرتِ کوثر میں زم زم کی طرح کم کم[3] نہیں

پنجۂ مہرِ عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

ایسا اُمّی کس لیے مِنت کشِ اُستاذ ہو
کیا کفایت اس کو اِقْرَاْ رَبُّكَ الْاَكْرَمْ نہیں

اُوس مہرِ حشر پر پڑ جائے پیاسو تو سہی
اس گلِ خنداں کا رونا گریۂ شبنم نہیں

ہے اُنھیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

سایۂ دیوار و خاکِ در ہو یارب اور رضاؔ
خواہشِ دیہیم قیصر شوقِ تختِ جم نہیں

---

[1]: زمزم کے معنی سریانی زبان میں تھم تھم جب یہ چشمہ زمین سے ابلا حضرت ہاجرہ والدہ سیدنا اسمٰعیل علیہما السلام نے اس خوف سے کہ پانی ریتے میں مل کر خشک نہ ہو جائے ایک دائرہ کھینچ کر فرمایا زم زم ٹھہر ٹھہر وہ اسی دائرہ میں رہ کر کنواں ہو گیا۔ حدیث میں فرمایا وہ نہ روکتیں تو سمندر ہو جاتا۔ ۱۲۔ منہ

[2]: جم جم بزبان عربی یعنی کثیر کثیر کوثر سے مشتق ہے ۱۲ منہ [3]: مقدار سے سوال یعنی کتنا کتنا ۱۲۔ منہ

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

دو[۲] جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانیٔ دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک "نہیں" کہ وہ ہاں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و اُمید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

یہ نہیں کہ خلد نہ ہو نکو وہ نکوئی کی بھی ہے آبرو
مگر اے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

ہے اُنہیں کے نُور سے سب عیاں ہے اُنہیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابشِ مہر سے رہے پیشِ مہر یہ جاں نہیں

وہی نُورِ حق وہی ظلِ رب ہے اُنہیں سے سب ہے اُنہیں کا سب
نہیں ان کی مِلک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و مُلک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ترا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروِ چماں نہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہُوا
کہو اس کو گُل کہے کیا کوئی کہ گُلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

کروں مدح اہلِ دوَل رضاؔ پڑے اس بلا میں میری بلا!
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

رُخ دن ہے یا مہرِ سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشکِ ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حق یہ کہ ہیں عبدِ الٰہ اور عالمِ امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِّ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بلبل نے گل ان کو کہا قمری نے سروِ جانفزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر!
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روزِ جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کوئی ہے نازاں زہد پر یا حُسنِ توبہ ہے سپر
یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خُدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

رزقِ خدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا
شکرِ کرم ترسِ سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ہے بلبلِ رنگیں رضاؔ یا طوطیِ نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

وصفِ رُخ اُن کا کیا کرتے ہیں شرحِ والشمس والضحیٰ کرتے ہیں
ان کی ہم مدح و ثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفےٰ پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

تُو ہے خورشیدِ رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

اے بے خردیٔ کفار رکھتے ہیں ایسے کے حق میں انکار
کہ گواہی ہو گر اس کو درکار بے زباں بول اٹھا کرتے ہیں

اپنے مولا کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

رفعتِ ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغِ فردوس پس از حمدِ خدا تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں

اُنگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہے جاری
جوش پر آتی ہے جب غم خواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد یہیں سے چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شتران ناشاد گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

آستینِ رحمتِ عالم اُلٹے کمرِ پاک پہ دامن باندھے
گرنے والوں کو کوچۂ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

جب صبا آتی ہے طیبہ سے ادھر کھِلکھلا پڑتی ہیں کلیاں یکسر
پھول جامہ سے نکل کر باہر رُخِ رنگین کی ثناء کرتے ہیں

تو ہے وہ بادشہِ کون و مکاں کہ ملک ہفت فلک کے ہر آں
تیرے مولیٰ سے شہِ عرش ایواں تیری دولت کی دُعا کرتے ہیں

جس کے جلوے سے اُحد ہے تاباں معدنِ نور ہے اس کا داماں
ہم بھی اس چاند پہ ہو کر قرباں دلِ سنگیں کی جلا کرتے ہیں

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری
مَلک و جن و بشر حُور و پری جان سب تجھ پہ فِدا کرتے ہیں

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پُر اَرمان پھر کر ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

لب پہ آجاتا ہے جب نامِ جناب منہ میں گھُل جاتا ہے شہدِ نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بیتاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

لب پہ کس منہ سے غمِ الفت لائیں کیا بلا دل ہے الم جس کا سنائیں
ہم تو ان کے کفِ پا پر مٹ جائیں اُن کے در پہ جو مٹا کرتے ہیں

اپنے دل کا ہے انہیں سے آرام سونپے ہیں اپنے انہیں کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام چارۂ دردِ رضا کرتے ہیں

در منقبت سیدنا ابو الحسین احمد نوری قدس سرہ الشریف

کہ وقت مسند نشینی حضرت ممدوح در سنہ ۱۲۹۸ عرض کردہ شد

برتر قیاس سے ہے مقامِ ابوالحسین
سدرہ سے پوچھو رفعتِ بامِ ابوالحسین

وارستہ پائے بستۂ دامِ ابوالحسین
آزاد نار سے ہے غلامِ ابوالحسین

خطِ سیاہ میں نورِ الٰہی کی تابشیں
کہ صبحِ نور بار ہے شامِ ابوالحسین

ساقی سنا دے شیشۂ بغداد کی ٹپک
مہکی ہے بوئے گل سے مدامِ ابوالحسین

بوئے کباب سوختہ آتی ہے مے کشو
چھلکا شرابِ چشت سے جامِ ابوالحسین

گلگوں سحر کو ہے سہر سوزِ دل سے آنکھ
سلطانِ سہرورد ہے نامِ ابوالحسین

کرسی نشین ہے نقشِ مرادان کے فیض سے
مولائے نقشبند ہے نامِ ابوالحسین

جس نخلِ پاک میں ہیں چھیالیس ڈالیاں
اک شاخ ان میں سے ہے بنامِ ابوالحسین

مستوں کو اے کریم بچائے خمار سے
تا دورِ حشر دورۂ جامِ ابوالحسین

ان کے بھلے سے لاکھوں غریبوں کا ہے بھلا
یارب زمانہ باد بکامِ ابوالحسین

میلا لگا ہے شانِ مسیحا کی دید ہے
مُردے جِلا رہا ہے خرامِ ابوالحسین

سرگشتہ مہر و ماہ ہیں پر اب تک کھلا نہیں
کس چرخ پر ہے ماہِ تمام ابوالحسین

اتنا پتہ ملا ہے کہ یہ چرخ چنبری
ہے ہفت پایہ زینہ بامِ ابوالحسین

ذرہ کو مہر قطرہ کو دریا کرے ابھی!
گر جوشِ زن ہو بخشش عام ابوالحسین

یحییٰ کا صدقہ وارث اقبال مند پائے
سجادہ شیوخ کرامِ ابوالحسین

انعام لیں بہارِ جناں تہنیت لکھیں
پھولے پھلے تو نخلِ مرامِ ابوالحسین

اللہ ہم بھی دیکھ لیں شہزادوں کی بہار
سونگھے گُلِ مراد مشامِ ابوالحسین

آقا سے میرے ستھرے میاں کا ہوا ہے نام
اس اچھے ستھرے سے رہے نامِ ابوالحسین

یارب وہ چاند جو فلک عز و جاہ پر
ہر سیر میں ہو کام بگامِ ابوالحسین

آؤ تمہیں ہلال سپہرِ شرف دکھائیں
گردن جھکائیں بہرِ سلامِ ابوالحسین

قدرت خدا کی ہے کہ تلاطم کناں اٹھی
بحرِ فنا سے موجِ دوامِ ابوالحسین

یارب ہمیں بھی چاشنی اس اپنی یاد کی
جس سے ہے شکریں لب و کامِ ابوالحسین

ہاں طالعِ رضا تری اللہ رے یاوری
اے بندۂ جدود کرامِ ابوالحسین

زائرو پاسِ ادب رکھو ہوس جانے دو آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ان کو ترس جانے دو

سوکھی جاتی ہے امیدِ غُرباء کی کھیتی بوندیاں لکۂ رحمت کی برس جانے دو

پلٹی آتی ہے ابھی وجد میں جانِ شیریں نغمۂ قُم کا ذرا کانوں میں رس جانے دو

ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو ٹھہرو گٹھڑیاں توشۂ اُمید کی کس جانے دو

دیدِ گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر ہمصفیرو ہمیں پھر سوئے قفس جانے دو

آتشِ دل بھی تو بھڑکاؤ ادب داں نالو کون کہتا ہے کہ تم ضبطِ نفس جانے دو

یوں تنِ زار کے درپے ہوئے دل کے شعلو شیوۂ خانہ براندازیٔ خس جانے دو

اے رضا آہ کہ یوں سہل کٹیں جرم کے سال
دو گھڑی کی بھی عبادت تو برس جانے دو

چمنِ طیبہ میں سُنبل جو سنوارے گیسو !
حُور بڑھ کر شکنِ ناز پہ وارے گیسو !

کی جو بالوں سے ترے روضہ کی جاروب کشی
شب کے شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

چرچے حوروں میں ہیں دیکھو تو ذرا بالِ براق
سُنبل خورد کے قربان اوتارے گیسو

آخر حج غمِ امت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

کعبہ جاں کو پہنایا ہے غلافِ مُشکیں
اُڑ کے آئے ہیں جو ابرو پہ تمہارے گیسو

سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

مُشکبو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
حوریو عنبر سارا ہوئے سارے گیسو

دیکھو قرآں میں شبِ قدر ہے تا مطلعِ فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کیلئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

اُحدِ پاک کی چوٹی سے اُلجھ لے شب بھر
صبح ہونے دو شبِ عید نے ہارے گیسو

مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُمڈیں
ابروؤں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

تارِ شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کھُل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضاؔ
صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو!

زمانہ حج کا ہے جلوہ دیا ہے شاہدِ گُل کو
الٰہی طاقتِ پرواز دے پرہائے بلبل کو

بہاریں آئیں جوبن پر گھرا ہے ابرِ رحمت کا
لبِ مشتاق بھیگیں دے اجازت ساقیا مُل کو

ملے لب سے وہ مشکیں مہر والی دم میں دم آئے
ٹپک سن کر قُمِ عیسیٰ کہوں مستی میں قلقل کو

مچل جاؤں سوالِ مُدعا پر تھام کر دامن
بہکنے کا بہانہ پاؤں قصدِ بے تامل کو

دُعا کر بختِ خفتہ جاگ ہنگامِ اجابت ہے
ہٹایا صبحِ رُخ سے شانے نے شبہائے کاکل کو

زبانِ فلسفی سے امن و خرق والتیام اسراء
پناہِ دورِ رحمت ہائے یک ساعت تسلسل کو

دوشنبہ مُصطفیٰ کا جمعہ آدم سے بہتر ہے
سکھانا کیا لحاظِ حیثیت خوئے تامل کو

وفورِ شانِ رحمت کے سبب جرأت ہے اے پیارے
نہ رکھ بہرِ خدا شرمندہ عرضِ بے تامل کو

پریشانی میں نام ان کا دلِ صد چاک سے نکلا
اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسّل کو

رضاؔ یہ سبزۂ گردوں ہیں کوتل جس کے موکب کے
کوئی کیا لکھ سکے اس کی سواری کے تجمّل کو

یاد میں جس کی نہیں ہوشِ تن و جاں ہم کو
پھر دکھا دے وہ رُخ اے مہرِ فروزاں ہم کو

دیر سے آپ میں آنا نہیں ملتا ہے ہمیں
کیا ہی خود رفتہ کیا جلوۂ جاناں ہم کو

جس تبسّم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھا دے وہ ادائے گُلِ خنداں ہم کو

کاش آویزۂ قندیلِ مدینہ ہو وہ دل
جس کی سوزش نے کیا رشکِ چراغاں ہم کو

عرش جس خوبیٔ رفتار کا پامال ہُوا
دو قدم چل کے دکھا سروِ خراماں ہم کو

شمعِ طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دُور
ہاں جلا دے شررِ آتشِ پنہاں ہم کو

خوف ہے سمع خراشیٔ سگِ طیبہ کا
ورنہ کیا یاد نہیں نالۂ افغاں ہم کو

خاک ہو جائیں درِ پاک پہ حسرت مِٹ جائے
یا الٰہی نہ پھرا بے سر و ساماں ہم کو

خارِ صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں
وحشتِ دل نہ پھرا بے سر و ساماں ہم کو

تنگ آئے ہیں دو عالم تری بیتابی سے
چین لینے دے تپِ سینۂ سوزاں ہم کو

پاؤں غربال ہوئے راہِ مدینہ نہ مِلی
اے جنوں اب تو ملے رخصتِ زنداں ہم کو

میرے ہر زخمِ جگر سے یہ نکلتی ہے صدا
اے ملیحِ عربی کر دے نمک داں ہم کو

سیرِ گلشن سے اسیرانِ چمن کو کیا کام
نہ دے تکلیفِ چمن بلبلِ بستاں ہم کو

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو

گر لبِ پاک سے اقرارِ شفاعت ہو جائے
یوں نہ بے چین رکھے جوششِ عصیاں ہم کو

نیرِ حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے
تیز ہے دھوپ ملے سایۂ داماں ہم کو

رحم فرمایئے یا شاہ کہ اب تاب نہیں
تا بکے خون رلائے غمِ ہجراں ہم کو

چاکِ داماں میں نہ تھک جائیو اے دستِ جنوں
پُرزے کرنا ہے ابھی جیب و گریباں ہم کو

پردہ اس چہرۂ انور سے اٹھا کر اک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہِ تاباں ہم کو

اے رضاؔ وصفِ رُخِ پاک سُنانے کے لیے
نذر دیتے ہیں چمن مرغِ غزل خواں ہم کو

غزل کہ دربارہ عزم سفر اطہر مدینہ منورہ از مکہ معظمہ
بعد حج بمحرم ۱۲۹۶ھ عرض کردہ شد

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

رکن شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت
اب مدینہ کو چلو صبحِ دل آرا دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت کا یہاں روز برسنا دیکھو

دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی
ان کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

مثلِ پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے گرد
اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ
قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

واں مطیعوں کا جگر خوف سے پانی پایا
یاں سیہ کاروں کا دامن پہ مچلنا دیکھو

اوّلیں خانۂ حق کی تو ضیائیں دیکھیں
آخریں بیتِ نبی کا بھی تجلا دیکھو

زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

ایمنِ طور کا تھا رکنِ یمانی میں فروغ
شعلہ طور یہاں انجمنِ آرا دیکھو

مہرِ مادر کا مزہ دیتی ہے آغوشِ حطیم
جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم اُن کا دیکھو

عرضِ حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحجاج
آؤ اب دادرسیٔ شہِ طیبہ دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگِ اسود
خاک بوسیٔ مدینہ کا بھی رُتبہ دیکھو

کر چکی رفعتِ کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاکِ در والا دیکھو

بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت
جوشِ رحمت پہ یہاں نازِ گنہ کا دیکھو

جمعۂ مکہ تھا عید اہلِ عبادت کے لیے
مجرمو آؤ یہاں عیدِ دوشنبہ دیکھو

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں
ادب و شوق کا یاں باہم اُلجھنا دیکھو

خوب مسعیٰ میں بامیدِ صفا دوڑ لیے
رہِ جاناں کی صفا کا بھی تماشا دیکھو

رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں
دلِ خوننابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

پُل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

کانٹا مرے جگر سے غمِ روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

فریاد اُمتی کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو

کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبک روی
یوں جایئے کہ گردِ سفر کو خبر نہ ہو

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردارِ دو جہاں
اے مرتضےٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

ایسا گما دے ان کی وِلا میں خدا ہمیں
ڈھونڈھا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

آدل حرم کو روکنے والوں سے چھپ کے آج
یوں اُٹھ چلیں کہ پہلو و بر کو خبر نہ ہو

طیرِ حرم ہیں یہ کہیں رِشتہ بپا نہ ہوں
یوں دیکھئے کہ تارِ نظر کو خبر نہ ہو

اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آکہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکلکشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حُسنِ مُصطفےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینوالے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبُوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھُلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جُرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رُلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بیباکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نُورُ الہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قُدسیوں کے لب سے آمین رَبّنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رِضا خوابِ گراں سے سَر اُٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مُصطفےٰ کا ساتھ ہو

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

خامۂ قدرت کا حُسنِ دست کاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

اشکِ شب بھر انتظارِ عفوِ اُمت میں بہیں
میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

نُور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

نیم جلوے کی نہ تاب آئے قمر ساں تو سہی
مہر اور ان تلوؤں کی آئینہ داری واہ واہ

نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جُرم ہے
ناتواں کے سر پہ اتنا بوجھ بھاری واہ واہ

مجُرموں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
طالعِ برگشتہ تیری سازگاری واہ واہ

عرض بیگی ہے شفاعت عفو کی سرکار میں
چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فردِ ساری واہ واہ

کیا مدینے سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج
کچھ نئی بھینی بھینی پیاری پیاری واہ واہ

خود رہے پردے میں اور آئینہ عکسِ خاص کا
بھیج کر انجانوں سے کی راز داری واہ واہ

اس طرف رَوضہ کا نُور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضاؔ
اُن سگانِ کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

رونقِ بزمِ جہاں ہیں عاشقانِ سوختہ
کہہ رہی ہے شمع کی گویا زبانِ سوختہ

جس کو قرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے منعمو
ان کے خوانِ جُود سے ہے ایک نانِ سوختہ

ماہ من یہ نیّرِ محشر کی گرمی تابکے
آتشِ عصیاں میں خود جلتی ہے جانِ سوختہ

برقِ انگشتِ نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینۂ مہ میں نشانِ سوختہ

مہرِ عالم تاب جھکتا ہے پئے تسلیم روز
پیشِ ذراتِ مزارِ بیدلانِ سوختہ

کوچۂ گیسوئے جاناں سے چلے ٹھنڈی نسیم
بال و پَر افشاں ہوں یارب بلبلانِ سوختہ

بہرِ حق اے بحرِ رحمت اک نگاہِ لطف بار
تابکے بے آب تڑپیں ماہیانِ سوختہ

روکشِ خورشیدِ محشر ہو تمہارے فیض سے
اک شرارِ سینۂ شیدائیانِ سوختہ

آتشِ تر دامنی نے دل کیے کیا کیا کباب
خضر کی جاں ہو جِلا دو ماہیانِ سوختہ

آتشِ گلہائے طیبہ پر جلانے کے لیے
جان کے طالب ہیں پیارے بلبلانِ سوختہ

لطفِ برقِ جلوۂ معراج لایا وجد میں
شعلۂ جوالہ ساں ہے آسمانِ سوختہ

اے رضاؔ مضمون سوزِ دل کی رفعت نے کیا
اس زمینِ سوختہ کو آسمانِ سوختہ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطانِ والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جن کے تلوؤں کا دھوون ہے آبِ حیات
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عرش و کرسی کی تھیں آئینہ بندیاں
سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیحِ دل آرا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس کی دو بوندیں ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا انکا تمھارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکان کا اُجالا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھیئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سارے اونچوں میں اونچا سمجھیئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس نے ٹکڑے کیئے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کیئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس نے مُردہ دِلوں کو دی عمرِ اَبد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

غمزدوں کو رِضا مژدہ دیجے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دل کو ان سے خُدا جُدا نہ کرے
بے کسی لُوٹ لے خُدا نہ کرے

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں
کون ان جُرموں پر سزا نہ کرے

سب طبیبوں نے دیا ہے جواب
آہ عیسیٰ اگر دَوا نہ کرے

دل کہاں لے چلا حَرم سے مجھے
ارے تیرا بُرا خُدا نہ کرے

عُذرِ اُمیدِ عفو اگر نہ سُنیں
روسیاہ اور کیا بہانہ کرے

دل میں روشن ہے شمعِ عشقِ حضور
کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے

حشر میں ہم بھی سَیر دیکھیں گے
منکر آج ان سے التجا نہ کرے

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا
وہی اچھا جو دل بُرا نہ کرے

دل سے اک ذوقِ مے کا طالب ہوں
کون کہتا ہے اتقا نہ کرے

لے رِضا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خُدا نہ کرے

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے — تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے — اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

بچھڑی ہے گلی کیسی بگڑی ہے بنی کیسی — پوچھو کوئی یہ صدمہ ارمان بھرے دل سے

کیا اس کو گرائے دہر جس پر تو نظر رکھے — خاک اس کو اٹھائے حشر جو تیرے گرے دل سے

بہکا ہے کہاں مجنوں لے ڈالی بنوں کی خاک — دم بھر نہ کیا خیمہ لیلیٰ نے پرے دل سے

سونے کو تپائیں جب کچھ میل ہو یا کچھ میل — کیا کام جہنم کے دھرے کو کھرے دل سے

آتا ہے درِ والا یوں ذوقِ طواف آنا — دل جان سے صدقے ہو سر گرد پھرے دل سے

اے ابرِ کرم فریادِ جلا ڈالا — اس سوزشِ غم کو ہے ضد میرے ہرے دل سے

دریا ہے چڑھا تیرا کتنی ہی اڑائیں خاک — اتریں گے کہاں مجرم اے عفو ترے دل سے

کیا جانیں یمِ غم میں دل ڈوب گیا کیسا — کس تہ کو گئے ارماں اب تک نہ ترے دل سے

کرتا تو ہے یاد ان کی غفلت کو ذرا رو کے
للہ رضا دل سے ہاں دل سے ارے دل سے

اللہ اللہ کے نبی سے — فریاد ہے نفس کی بدی سے
دن بھر کھیلوں میں خاک اڑائی — لاج آئی نہ ذرّوں کی ہنسی سے
شب بھر سونے ہی سے غرض تھی — تاروں نے ہزار دانت پیسے
ایمان پہ موت بہتر او نفس — تیری ناپاک زندگی سے
او شہد نمائے زہر در جام — گم جاؤں کدھر تری بدی سے
گہرے پیارے پرانے دل سوز — گزرا میں تیری دوستی سے
تجھ سے جو اٹھائے میں نے صدمے — ایسے نہ ملے کبھی کسی سے
اُف رے خود کام بے مروّت — پڑتا ہے کام آدمی سے
تو نے ہی کیا خدا سے نادم — تو نے ہی کیا خجل نبی سے
کیسے آقا کا حکم ٹالا — ہم مر مٹے تیری خودسری سے
آتی نہ تھی جب بدی آتی تھی تجھ کو — ہم جانتے ہیں تجھے جبھی سے
حد کے ظالم ستم کے کٹّر — پتھر شرمائیں تیرے جی سے
ہم خاک میں مل چکے ہیں کب کے — نکلا نہ غبار تیرے جی سے
ہے ظالم میں نباہوں تجھ سے — اللہ بچائے اس گھڑی سے
جو تم کو نہ جانتا ہو حضرت — چالیں چلیے اس اجنبی سے
اللہ کے سامنے وہ گن تھے — یاروں میں کیسے متقی سے
رہزن نے لوٹ لی کمائی — فریاد ہے خضر ہاشمی سے
اللہ کنوئیں میں خود گرا ہوں — اپنی نالش کروں تجھی سے

ہیں پشت پناہ غوث اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے

شجرہ عالیہ حضرات عالیہ قادریہ برکاتیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے ۔ یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے ۔ کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے ۔ علم حق دے باقرِ علم ہدیٰ کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر ۔ بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
بہر معروف و سری معروف دے بیخود سری ۔ جندِ حق میں گن جنیدِ باصفا کے واسطے
بہر شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا ۔ ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے
بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد ۔ بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا ۔ قدرِ عبد القادر قدرت نما کے واسطے
اَحْسَنَ اللہُ لَھُمْ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن ۔ بندہ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے
نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ ۔ دے حیات دیں محیِ جاں فزا کے واسطے
طورِ عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا ۔ دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے
بہر ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر ۔ بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے
خانہ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال ۔ شہِ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے
دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے ۔ خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

ے یعنی مرتبہ معرفت اور بلندی کا اور خوبی اور بہتری اور نور عطا کران مشائخ خمسہ کے واسطے اس میں علو بمناسبت نام پاک حضرت سیدنا علی ہے اور طور عرفاں بمناسبت نام پاک حضرت سید موسیٰ اور حسنیٰ بمناسبت نام پاک حضرت سیدی حسن اور حمد بمناسبت نام سیدی احمد اور بہاء بمناسبت نام پاک حضرت سیدی بہاء الملۃ والدین قدست اسرارہم۔

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے ۔۔۔ عشقِ حق دے عشقیؔ عشق انتما کے واسطے

حُبِّ اہلبیت دے آلِ محمد کے لیے ۔۔۔ کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر ۔۔۔ اچھے پیارے شمس دین بدر العلی کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر ۔۔۔ حضرت آلِ رسولؐ مقتدا کے واسطے

صدقہ ان اعیان کا دل چھ عین عزم علم و عمل

عفو و عرفان عافیت احمد رضا کے واسطے

۱؎ عشقی حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تخلص ہے اور انتما بمعنی انتساب یعنی نسبت رکھنے والے

۲؎ عرس شریف ۱۶، ۱۷، ۱۸ ذی الحجۃ الحرام بریلی محلہ سوداگران میں ہوا کرتا ہے۔

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

کافروں پر تیغِ والا سے گری برقِ غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

لَا وَ رَبِّ الْعَرْشِ جس کو جو مِلا ان سے مِلا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا اُن سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا مِلا
جان کی اکسیر ہے اُلفت رسول اللہ کی

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائیگی طاقت رسول اللہ کی

یارب اک ساعت میں دھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی

ہے گلِ باغِ قدس رخسارِ زیبائے حضور
سروِ گلزارِ قدم قامت رسول اللہ کی

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مداحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی　　مشکل آسان الٰہی مِری تنہائی کی

لاج رکھ لی طمعِ عفو کے سودائی کی　　اے میں قربان مِرے آقا بڑی آقائی کی

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر　　بس قسم کھائیے اُمّی تِری دانائی کی

شش جہت سمتِ مقابل شب و روز ایک ہی حال　　دُھوم وَالنَّجْم میں ہے آپ کی بینائی کی

پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام　　آس ہم کو بھی لگی ہے تری شنوائی کی

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج　　واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

تنگ ٹھہری ہے رِضا جس کیلئے وسعتِ عرش
بس جگہ دل میں ہے اس جلوۂ ہرجائی کی

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کیلئے دریا بہاتے جائیں گے

کشتگانِ گرمیٔ محشر کو وہ جانِ مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

گُل کھِلے گا آج یہ ان کی نسیمِ فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

آج عیدِ عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمتِ خُلد اپنے صدقے میں لُٹاتے جائیں گے

خاکِ افتادو بس اُن کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اٹھاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خُدا نے دامنِ محبوب کو
جرم کھُلتے جائیں گے اور وہ چھُپاتے جائیں گے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے

آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوحِ دل سے نقشِ غم کو اب مٹاتے جائیں گے

سوختہ جانوں پہ وہ پُر جوشِ رحمت آئے ہیں
آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

آفتاب اُن کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صرصرِ جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے

پائے کوباں پُل سے گزریں گے تری آواز پر
ربِّ سلِّم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس و شیطاں سیدا کب تک دباتے جائیں گے

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سُناتے جائیں گے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے ——— مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت ——— بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینے کے خطّے خدا تجھ کو رکھے ——— غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ ——— مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو ——— کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ——— ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

چل اٹھ جبہہ فرسا ہو ساقی کے در پر ——— درِ جود اے میرے مستانے والے

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں ——— ہیں منکر عجب کھاتے غرّاتے والے

رہے گا یوں ہی اُن کا چرچا رہے گا ——— پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی ——— ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

رضاؔ نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندراتے والے

آنکھیں رو رو کے سو جانے والے — جانے والے نہیں آنے والے

کوئی دن میں یہ سرا اوجڑھے — ارے او چھاؤنی چھانے والے

ذبح ہوتے ہیں وطن سے بچھڑے — دیس کیوں گاتے ہیں گانے والے

ارے بدفال بری ہوتی ہے — دیس کا جنگلا سنانے والے

سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں — وہ سلامت ہیں بنانے والے

آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام — او درِ یار کے جانے والے

پھر نہ کروٹ لی مدینے کی طرف — ارے چل جھوٹے بہانے والے

نفس میں خاک ہوا تو نہ مٹا — ہے مری جان کے کھانے والے

جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو — طیبہ سے خلد میں آنے والے

نیم جلوے میں دو[۲] عالم گلزار — واہ وا رنگ جمانے والے

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا — کہتے ہیں اگلے زمانے والے

وہی دھوم ان کی ہے ماشاء اللہ — مٹ گئے آپ مٹانے والے

لب سیراب کا صدقہ پانی — اے لگی دل کی بجھانے والے

ساتھ لے لو میں مجرم ہوں — راہ میں پڑتے ہیں تھانے والے

ہو گیا دھک سے کلیجہ میرا — ہائے رخصت کی سنانے والے

خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز — کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے

کشتۂ دشتِ حرم جنت کی — کھڑکیاں اپنے سرہانے والے

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بُو پہ چلتے ہیں ، بھٹکنے والے

جگمگا اُٹھی مِری گور کی خاک
تیرے قربان چمکنے والے

مہِ بے داغ کے صدقے جاؤں
یُوں دمکتے ہیں دمکنے والے

عرش تک پھیلی ہے تابِ عارض
کیا جھلکتے ہیں ، جھلکنے والے

گُلِ طیبہ کی ثنا گاتے ہیں
نخلِ طوبیٰ پہ چہکنے والے

عاصیو تھام لو دامن اُن کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

ابرِ رحمت کے سلامی رہنا
پھلتے ہیں پودے لچکنے والے

ارے یہ جلوہ گہِ جاناں ہے
کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے

سُنیو ان سے مدد مانگنے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

شمع یادِ رُخِ جاناں نہ بجھے
خاک ہو جائیں بھڑکنے والے

موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب
اک ذرا سو لیں بلکنے والے

کوئی ان تیز رووں سے کہہ دو
کس کے ہو کر رہیں تھکنے والے

دل سُلگتا ہی بھلا ہے اے ضبط
بجھ بھی جاتے ہیں دہکنے والے

ہم بھی کملانے سے غافل تھے کبھی
کیا ہنسا غنچے ، چٹکنے والے

نخل سے چھٹ کے یہ کیا حال ہُوا
آہ او پتے کھڑکنے والے

جب گِرے منہ سوئے میخانہ تھا
ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے

دیکھ او زخمِ دل آپے کو سنبھال
پھُوٹ بہتے ہیں تپکنے والے

مے کہاں اور کہاں میں زاہد
یوں بھی تو چھکتے ہیں چھکنے والے

کفِ دریائے کرم میں ہیں رضا
پانچ فوّارے چھلکنے والے

راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے   پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے

خشک ہے خون کہ دشمن ظالم   سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے

ہم کو بد کر وہی کرنا جس سے   دوست بیزار ہے کیا ہونا ہے

تن کی اب کون خبر لے ہے ہے   دل کا آزار ہے کیا ہونا ہے

میٹھے شربت دے مسیحا جب بھی   ضِد ہے انکار ہے کیا ہونا ہے

دل کہ تیمار ہمارا کرتا   آپ بیمار ہے کیا ہونا ہے

پَر کٹے تنگ قفس اور بلبُل   نو گرفتار ہے کیا ہونا ہے

چھپ کے لوگوں سے کیئے جس کے گناہ   وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے

ارے او مجرم بے پروا دیکھ   سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے

تیرے بیمار کو میرے عیسیٰ   غش لگاتار ہے کیا ہونا ہے

نفس پر زور کا وہ زور اور دل   زیر ہے زار ہے کیا ہونا ہے

کام زنداں کے کیئے اور ہمیں   شوق گلزار ہے کیا ہونا ہے

ہائے رے نیند مسافر تیری   کوچ تیار ہے کیا ہونا ہے

دُور جانا ہے رہا دن تھوڑا   راہ دُشوار ہے کیا ہونا ہے

گھر بھی جانا ہے مُسافر کہ نہیں   مت پہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے

جان ہلکان ہوئی جاتی ہے   بار سا بار ہے کیا ہونا ہے

پار جانا ہے نہیں ملتی ناؤ   زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے

راہ تو تیغ پر اور تلوؤں کو   گلۂ خار ہے کیا ہونا ہے

روشنی کی ہمیں عادت اور گھر   تیرہ و تار ہے، کیا ہونا ہے

بیچ میں آگ کا دریا حائل قصد اس پار ہے ہونا ہے
اس کڑی دھوپ کو کیونکر جھیلیں شعلہ زن نار ہے کیا ہونا ہے
ہائے بگڑی تو کہاں آکر ناؤ عین منجدھار ہے کیا ہونا ہے
کل تو دیدار کا دن اور یہاں آنکھ بے کار ہے کیا ہونا ہے
منہ دکھانے کا نہیں اور سحر عام دربار ہے کیا ہونا ہے
ان کو رحم آئے تو آئے ورنہ وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے
لے وہ حاکم کے سپاہی آئے صبح اظہار ہے کیا ہونا ہے
واں نہیں بات بنانے کی مجال چارۂ اقرار ہے کیا ہونا ہے
ساتھ والوں نے یہیں چھوڑ دیا بے کسی یار ہے کیا ہونا ہے
آخری دید ہے آؤ مل لیں رنج بے کار ہے کیا ہونا ہے
دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے
جانے والوں پہ یہ رونا کیسا بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے
نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں یہ عبث پیار ہے کیا ہونا ہے
اس کا غم ہے کہ ہر اک کی صورت گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے
باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے

کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اٹھو
جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

کس کے جلوہ کی جھلک ہے یہ اُجالا کیا ہے
ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں نہ ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

پند کڑوی لگے ناصح نہ تُرش ہوائے نفس
زہر عصیاں میں ستم گر تجھے میٹھا کیا ہے

ہم ہیں انکے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے

ان کی اُمت میں بنایا انہیں رحمت بھیجا
یوں نہ فرما کہ ترا رحم میں دعویٰ کیا ہے

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

زاہد اُن کا میں گنہ گار وہ میرے شافع
اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے

بے بسی ہو مجھے جب پرسش اعمال کے وقت
دوستو کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہے

کاش فریاد مری سن کے یہ فرمائیں حضور
ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے

کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے

کس سے کہتا ہے کہ للہ خبر لیجئے مری
کیوں ہے بیتاب یہ بے چینی کا رونا کیا ہے

اس کی بے چینی سے ہے خاطر اقدس پہ ملال
بے کسی کیسی ہے پوچھو کوئی گزرا کیا ہے

یوں ملائک کریں معروض کہ اک مجرم ہے
اس سے پرسش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے

سامنا قہر کا ہے دفتر اعمال کے ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رُسل
بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے

اب کوئی دم میں گرفتارِ بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

سُن کے یہ عرض مِری بحرِ کرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے

کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو
ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے

ان کی آواز پہ کر اُٹھوں میں بے ساختہ شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے

لو وہ آیا مِرا حامی مِرا غمخوارِ اُمم
آگئی جاں تنِ بے جاں میں یہ آنا کیا ہے

پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپالیں سرور
اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے

چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم
حکمِ والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے

یہ سماں دیکھ کے محشر میں اُٹھے شور کہ واہ
چشمِ بد دور ہو کیا شان ہے رُتبہ کیا ہے

صدقہ اس رحم کے اس سایۂ دامن پہ نثار
اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے

اے رضاؔ جانِ عنادل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جانِ مراد و کانِ تمنا کہوں تجھے

گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے

صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دوں شرف
بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

بے داغ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں
بے خار گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے

اس مردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثنا خواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

مژدہ باد اے عاصیو شافع شہِ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو ذاتِ خدا غفار ہے

عرش سا فرش زمیں ہے فرش پا عرش بریں
کیا نرالی طرز کی نامِ خدا رفتار ہے

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
بارکَ اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

لب زلالِ چشمۂ کُن میں گُندھے وقتِ خمیر
مُردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

گورے گورے پاؤں چمکا دو خُدا کے واسطے
نور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جانِ بے خطا پر (۲) دو جہاں کا بار ہے

جوشِ طوفاں بحرِ بے پایاں ہوا نا سازگار
نوح کے مولیٰ کرم کر دے تو بیڑا پار ہے

رحمۃ للعالمیں تیری دہائی دب گیا
اب تو مولیٰ بے طرح سر پہ گنہ کا بار ہے

حیرتیں ہیں آئینہ دارِ وفورِ وصفِ گل
ان کے بُلبل کی خموشی بھی لبِ اظہار ہے

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضاؔ سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مُراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے

بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہارِ ہشت خُلد چھوٹا سا عطر دان ہے

عرش پہ جا کے مُرغِ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

اک ترے رُخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
اِنس کا اُنس اسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

گود میں عالمِ شباب حالِ شباب کچھ نہ پُوچھ
گلبنِ باغِ نُور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

تجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

پیشِ نظر وہ نو بہار سجدے کو دِل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

شانِ خُدا نہ ساتھ دے ان کے خرام کا وہ باز
سدرہ سے تا زمیں جسے نرم سی اک اڑان ہے

بارِ جلال اٹھا لیا گرچہ کلیجہ شق ہُوا
یُوں تو یہ ماہِ سبز رنگ نظروں میں دھان پان ہے

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تُو تو ہے عبدِ مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے
جلی جلی بُو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشقِ چشم والا
کبابِ آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے
انہی کی بُو مایۂ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے
تری جِلو میں ہے ماہ طیبہ ہلال ہر مرگ و زندگی کا
حیات جاں کا رکاب میں ہے ممات اعداء کا ڈاب میں ہے
سیاہ لباسانِ دارِ دُنیا و سبز پوشانِ عرشِ اعلیٰ
ہر اک ہے ان کے کرم کا پیاسا فیض ان کی جناب میں ہے
وہ گُل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بُلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے
جلی ہے سوزِ جگر سے جاں تک ہے طالبِ جلوۂ مبارک
دکھا دو وہ لب کہ آبِ حیواں کا لطف جن کے خطاب میں ہے

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتادو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیعِ محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں امنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرّہ بس اضطراب میں ہے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیمِ بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دلِ بیکس کا اُس آفت میں آقا تو ہی والی ہے

نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گورِ غریباں سے
نبی اُمت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے

اُترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اُجالی ہے

ارے یہ بھیڑیوں کا بَن ہے اور شام آگئی سر پر
کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لااُبالی ہے

اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دِل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

زمیں تپتی، کٹیلی راہ بھاری بوجھ گھائل پاؤں
مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے

نہ چونکا دن ہے ڈھلنے پر تری منزل ہوئی کھوٹی
ارے او جانے والے نیند یہ کب کی نکالی ہے

رضا منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

گنہ گاروں کو ہاتف سے نویدِ خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لیے احمد سا والی ہے

قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو ان کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

ترا قدِ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

تمہاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے
خمِ گردن ہلالِ آسمانِ ذوالجلالی ہے

زہے خود گم جو گم ہونے پہ یہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
ارے جب تک کہ پاتا ہے جب ہی تک ہاتھ خالی ہے

میں اک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگِ در کا
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے

تری بخشش پسندی عذر جوئی توبہ خواہی سے
عمومِ بے گناہی جرم شانِ لاابالی ہے

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر جس کے بلبل ہیں
ترا سروِ سہی اس گلبنِ خوبی کی ڈالی ہے

رضا قسمت ہی کھل جائے جو گیلاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگِ درگاہ خدامِ معالی ہے

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرا لیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی نرالی ہے

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے

جگنو چمکے پتہ کھڑکے مجھ تنہا کا دل دھڑکے
ڈر سمجھائے کوئی پون ہے یا اگیا بیتالی ہے

بادل گرجے بجلی تڑپے دھک سے کلیجہ ہو جائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے

پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے منہ
مینہ نے پھسلن کر دی ہے اور دھر تک کھائی نالی ہے

ساتھی ساتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجھلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے

پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں
ہاں اک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

نبی سرورِ ہر رسول و ولی ہے　　نبی رازدارِ مع اللہ لی ہے
وہ نامی کہ نامِ خدا نام تیرا　　رؤف و رحیم و علیم و علی ہے
ہے بیتاب جس کے لیے عرشِ اعظم　　وہ اس رہروِ لامکاں کی گلی ہے
نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری　　فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے
تلاطم ہے کشتی پہ طوفانِ غم کا　　یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے
نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اغثنی[لہ]　　اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
صبا ہے مجھے صرصرِ دشتِ طیبہ　　اسی سے کلی میرے دل کی کھلی ہے
ترے چاروں ہمدم ہیں یکجان یک دل　　ابوبکر فاروق عثمان علی ہے
خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے　　دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السر　　کہ تجھ پر مری حالتِ دل کھلی ہے
تمنا ہے فرمایئے روزِ محشر　　یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے
جو مقصد زیارت کا بر آئے پھر تو　　نہ کچھ قصد کیجئے یہ قصدِ دلی ہے
ترے در کا درباں ہے جبریلِ اعظم　　ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

لہ: اے میرے پیارے میری فریاد کو پہنچو۔

نہ عرشِ ایمن نہ اِنِّیْ ذَاهِبٌ[۱] میں میہمانی ہے
نہ لطفِ اُدْنُ[۲] یا احمد نصیب لَنْ تَرَانِیْ[۳] ہے

نصیبِ دوستاں گراں کے در پر موت آتی ہے
خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے

اسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں، بلکتے ہیں
اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

ہر اک دیوار و در پر مہر نے کی ہے جبیں سائی
نگارِ مسجدِ اقدس میں کب سونے کا پانی ہے

ترے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی
زبانِ بے زبانی ترجمانِ خستہ جانی ہے

کھلے کیا رازِ محبوب و محب مستانِ غفلت پر
شرابِ قَدْ رَاَی الْحَق زیبِ جامِ مَنْ رَاٰنِیْ ہے

جہاں کی خاکروبی نے چمن آرا کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

شہا کیا ذات تیری حق نما ہے فردِ امکاں میں
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

کہاں اس کو شکِ جانِ جناں میں زر کی نقاشی
اِرم کے طائرِ رنگِ پریدہ کی نشانی ہے

ذِیَابٌ فِیْ ثِیَابٍ[۴] لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

یہ اکثر ساتھ ان کے شانہ و مسواک کا رہنا
بتاتا ہے کہ دل ریشوں پہ زائد مہربانی ہے

۱: موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا، اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔ میں اپنے رب کے پاس جاؤں گا۔ وہ مجھے راہ دکھائے گا۔

۲: حدیث میں رب عزوجل نے ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شب معراج فرمایا اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃ پاس آ اے احمد پاس آ اے محمد! پاس آ اے تمام جہان سے بہتر۔

۳: موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہ طور پر خواہش دیدار الٰہی کی۔ حکم ہوا۔ لَنْ تَرَانِیْ تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے۔ یعنی دنیا میں دیدار الٰہی کی تاب کسی کو نہیں۔ یہ مرتبہ اعلیٰ صرف سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ جسے میرا دیدار ہوا۔ اسے دیدار حق ہوا۔

۴: حدیث میں فرمایا آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے ذِیَابٌ فِیْ ثِیَابٍ کپڑے پہنے بھیڑیئے یعنی انسانی صورت اور بھیڑیئے کی سیرت۔ یہ وہابیوں کے مولوی ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں کتب علماء اہل سنت

اسی سرکار سے دنیا و دیں ملتے ہیں سائل کو
یہی دربارِ عالی کنزِ آمال و امانی ہے

درودیں صورت ہالہ محیط ماہِ طیبہ ہیں
برستا امتِ عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

تعالی اللہ استغنا ترے در کے گداؤں کا
کہ ان کو عارِ فرّ و شوکتِ صاحب قرانی ہے

وہ سرگرمِ شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کو عطرِ صندل کی زمیں رحمت کی گھانی ہے

یہ سر ہو اور وہ خاکِ در وہ خاکِ در ہو اور یہ سر
رضاؔ وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے
کیا بات تری مجرم کیا بات بن آئی ہے

سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

یوں تو سب انہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص انکی کمائی ہے

زائر گئے بھی کب کے دن ڈھلنے پہ ہے پیارے
اٹھ میرے اکیلے چل کیا دیر لگائی ہے

بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولا
رو رو کے شفاعت کی تمہید اُٹھائی ہے

اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اُٹھ
دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے

مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
منہ دیکھ کے کیا ہو گا پردے میں بھلائی ہے

اب آپ ہی سنبھالیں تو کام اپنے سنبھل جائیں
ہم نے تو کمائی سب کھیلوں میں گنوائی ہے

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
تو ہی نہیں بیگانہ دُنیا ہی پرائی ہے

حرص و ہوس بد سے دل تو بھی ستم کر لے
کیوں پھونک دوں اک اُف سے کیا آگ لگائی ہے

ہم دل جلے ہیں کس کے ہٹ فتنوں کے پرکالے
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاھد
مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف انکی رسائی ہے

حرزِ جاں ذکرِ شفاعت کیجئے
ار سے بچنے کی صورت کیجئے

ان کے نقشِ پا پہ غیرت کیجئے
آنکھ سے چھپ کر زیارت کیجئے

ان کے حسنِ با ملاحت پر نثار
شیرۂ جاں کی حلاوت کیجئے

ان کے در پہ جیسے ہو مٹ جایئے
نا توانو کچھ تو ہمت کیجئے

پھیر دیجے پنجۂ دیوِ لعین
مصطفیٰ کے بل پہ طاقت کیجئے

ڈوب کر یادِ لبِ شاداب میں
آب کوثر کی سباحت کیجئے

یاد قامت کرتے اٹھیے قبر سے
جانِ محشر پر قیامت کیجئے

ان کے در پر بیٹھیے بن کر فقیر
بے نواؤ فکرِ ثروت کیجئے

جن کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا
ایسے پیارے سے محبت کیجئے

حیّ باقی جس کی کرتا ہے ثنا
مرتے دم تک اس کی مدحت کیجئے

عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں
صدقے اس بازو پہ قوت کیجئے

نیم وا طیبہ کے پھولوں پر ہو آنکھ
بلبلو پاسِ نزاکت کیجئے

سر سے گرتا ہے ابھی بارِ گناہ
خم ذرا فرقِ ارادت کیجئے

آنکھ تو اٹھتی نہیں دیں کیا جواب
ہم پہ بے پرسش ہی رحمت کیجئے

عذر بدتر از گناہ کا ذکر کیا
بے سبب ہم پر عنایت کیجئے

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا
منعمو سامانِ دولت کیجئے

ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں
صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے

مَنْ رَاٰنِی قَدْ رَاَی الْحَق جو کہے
کیا بیاں اس کی حقیقت کیجئے

عالمِ علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرضِ حاجت کیجئے

آپ سلطانِ جہاں ہم بے نوا
یاد ہم کو وقتِ نعمت کیجئے

تجھ سے کیا کیا اے مِرے طیبہ کے چاند
ظلمتِ غم کی شکایت کیجئے

در بدر کب تک پھریں خستہ خراب
طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے

ہر برس وہ قافلوں کی دُھوم دھام
آہ سُنیے اور غفلت کیجئے

پھر پلٹ کر منہ نہ اس جانب کیا
سچ ہے اور دعوائے اُلفت کیجئے

اقرباحبِ وطن بے ہمتی
آہ کِس کِس کی شکایت کیجئے

اب تو آقا منہ دکھانے کا نہیں
کِس طرح رفعِ ندامت کیجئے

اپنے ہاتھوں خود لٹا بیٹھے ہیں گھر
کس پہ دعوائے بضاعت کیجئے

کس سے کہئے کیا کیا کیا ہو گیا
خود ہی اپنے پَر ملامت کیجئے

عرض کا بھی اب تو منہ پڑتا نہیں
کیا علاجِ دردِ فرقت کیجئے

اپنی اک میٹھی نظر کے شہد سے
چارۂ زہرِ مصیبت کیجئے

دے خدا ہمت کہ یہ جانِ حزیں
آپ پر واریں وہ صُورت کیجئے

آپ ہم سے بڑھ کر ہم پر مہربان
ہم کریں جُرم آپ رحمت کیجئے

جو نہ بُھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اُس کی اپنی عادت کیجئے

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے ‏ ملحدوں کی کیا مروّت کیجئے

ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں ‏ چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں ‏ ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل ‏ یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام ‏ جانِ کافر پر قیامت کیجئے

آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہہ ‏ ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے

حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب ‏ اب شفاعت بالمحبّت کیجئے

اذن کب کا مل چکا اب تو حضور ‏ ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے

ملحدوں کا شک نکل جائے حضور ‏ جانبِ مہ پھر اشارت کیجئے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب ‏ اُس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی؟ ‏ عشق کے بدلے عداوت کیجئے

والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر ‏ مومنو اتمامِ حجت کیجئے

بیٹھتے اُٹھتے حضور پاک سے ‏ التجا و استعانت کیجئے

یارسول اللہ دہائی آپ کی ‏ گوشمالِ اہلِ بدعت کیجئے

غوث اعظم آپ سے فریاد ہے ‏ زندہ پھر یہ پاک ملّت کیجئے

یاخدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ ‏ اولیاء کو حکمِ نصرت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حاضریٔ بارگاہ بہیں جاہ

وصلِ اوّل رنگِ علمی

حضور جانِ نور ۱۳۲۴ھ

شکرِ خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

گرمی ہے تپ ہے درد ہے کلفت سفر کی ہے
ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے

کس خاکِ پاک کی تو بنی خاکِ پا شفا
تجھ کو قسم جنابِ مسیحا کے سر کی ہے

آبِ حیاتِ روح ہے زرقا[1] کی بوند بوند
اکسیرِ اعظم مسِ دل خاک در کی ہے

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں یونہی سنا کیے
ہر بار دی وہ امن کہ غیرت حضر کی ہے

وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی
پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

ماہِ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ[2]
ان پر درود جن سے نویدان بُشَر[3] کی ہے

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت[4] کدھر کی ہے

---

[1]: مدینہ طیبہ کی نہر مبارک کا نام ہے

[2]: حدیث میں فرمایا ہے: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جو میرے مزار پاک کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

[3]: جمع بشارت

[4]: نہضت کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہونا۔

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظِل　　روشن انہیں کے عکس سے پُتلی[1] حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل[2] و بنا کعبہ و منیٰ　　لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز[3]　　اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر[4] کی ہے

صدیق[5] بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے　　اور حفظِ جاں تو جان فروضِ غُرر[6] کی ہے

1: یعنی سنگ اسود کہ سیاہ رنگ کا پتھر کعبہ معظمہ میں نصب ہے۔ اور آنکھ کی پتلی سے مشابہ ہے۔

2: کعبہ معظمہ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے بنایا اور منیٰ مکہ معظمہ سے تین میل پر وہ بستی ہے جہاں قربانی ہوتی ہے اور تین جگہ شیطان کو سنگریزے مارے جاتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں بھی اس مقام میں سُنّت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہیں۔

3: خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی نے نماز نہ پڑھی تھی۔ آنکھ سے دیکھتے رہے کہ وقت جاتا ہے مگر اس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب مبارک میں خلل آئے۔ جنبش نہ کی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

4: خطر بمعنیٰ شرف نماز عصر صلوٰۃ وسطیٰ ہے کہ سب نمازوں سے افضل واعلیٰ ہے۔

5: اس کا اشارہ نیند کی طرف ہے۔ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیند پر اپنی جان قربان کر دی کہ غارِ ثور کے سوراخ اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیئے۔ ایک سوراخ باقی رہا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بلایا۔ حضور نے ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت اقدس رہتا تھا۔ اپنا سر صدیق کے پاؤں پر ملا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ جان جائے۔ محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا۔ آخر اس نے پاؤں میں کاٹ لیا۔ ہر سال وہ زہر عود کرتا۔ آخر اسی سے شہادت پائی۔

6: غرر بالضم جمع اغر بمعنی روشن تر یعنی جان کا رکھنا سب فرضوں سے زیادہ اہم ہے۔ صدیق نے خواب اقدس کے مقابل اس کا بھی خیال نہ کیا۔

ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز ۱ — پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ۲ — اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

شر خیر شور سور شرر دور نار نور ۳ — بشریٰ کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ ۴ — پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم — نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے

تف نجدیت نہ کفر نہ اسلام سب پہ حرف — کافر اِدھر کی ہے نہ اُدھر کی اَدھر کی ہے

---

۱ ؎ چشمِ اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا۔ حضور نے حکم دیا فوراً ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا عصر کا وقت ہو گیا۔ مولیٰ علی نے نماز ادا کی۔ آفتاب ڈوب گیا۔ اور جب صدیق اکبر کے آنسو چہرہ اقدس پر گرے چشم مبارک کھلی۔ صدیق اکبر نے حال عرض کیا۔ لعاب دہن اقدس لگا دیا فوراً آرام ہو گیا۔ بارہ برس بعد اسی سے شہادت پائی۔

۲ ؎ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بندگی یعنی خدمت وغلامی بھی خدا ہی کا فرض ہے۔ مگر یہ فرض سب فرائض سے اعظم واہم ہے جیسا کہ صدیق اکبر اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہما نے عمل کر کے بتا دیا۔ اور اللہ ورسول نے اسے مقبول رکھا۔

۳ ؎ یعنی یہاں حاضر ہو کر شر خیر سے بدل جاتا ہے اور غم والم کا شور سور یعنی خوشی وشادی ہو جاتا ہے اور غم وگناہ کے شرر دور ہو جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ نار یہاں کی حاضری سے نور ہو جاتی ہے يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۱۲ منہ

۴ ؎ قرآن عظیم میں ہے، وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الآیہ یعنی اگر وہ جب گناہ کریں اے نبی تیری بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی چاہیں۔ اور تو ان کی شفاعت چاہے۔ تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ تو قرآن عظیم خود گنہ گاروں کو اپنے حبیب کے دربار میں بلا رہا ہے۔ اور کریموں کی شان نہیں کہ اپنے در پر بلا کر رد کریں۔ ۱۲ منہ

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

شکلِ بشر میں نورِ الٰہی اگر نہ ہو
کیا قدر اس خمیرۂ ماؤ مدر کی ہے

نورِ الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکرِ حق نہیں کُنجی سقر[2] کی ہے

بے اُن کے واسطے کے خُدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر[3] کی ہے

مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے
تخمِ کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے

---

[1]: احکام ستغیث کو داد دیتے ہیں۔ حکیم مریض کو دوا دیتے ہیں۔ وہابی بھی ان باتوں کو مانتے ہیں، مگر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور کچھ دیتے نہیں۔ اگر غیرِ خدا سے کچھ مانگنا شرک ہے تو حاکم و حکیم سے دوا یا داد کا مانگنا کیوں نہ شرک ہوا اور اگر واسطۂ عطائے خُدا جان کران سے مانگنا شرک نہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مانگنا کیوں شرک ہوا۔ یہ ناپاک فرق کون سی آیت و حدیث میں ہے۔ ۱۲ منہ

[2]: ہنود کے جوگی اور یہود و نصاریٰ کے راہب بھی اپنے زعم میں یادِ خدا کرتے ہیں، مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے الگ ہو کر۔ لہٰذا جہنمی ہوئے۔

[3]: آئمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ دنیا میں اور آخرت میں ظاہر میں اور باطن میں جسم میں، اور روح میں جو نعمت جو برکت جو خوبی روزِ ازل سے ابد الآباد تک جسے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی۔ اس سب میں واسطہ و قاسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ حضورؐ کے ہاتھ سے ملیں اور ملتی ہیں اور ملتی رہے گی۔

[4]: خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ المُعطِی دینے والا خُدا ہے اور بانٹنے والا میں۔ اس کا مفصل بیان مصنف کے رسالہ سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ میں ہے۔

اُن کی نبوت اُن کی ابوت[1] ہے سب کو عام
اُمّ البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے

ظاہر میں میرے[2] پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

پہلے[3] ہو ان کی یاد کہ پائے جِلا نماز
یہ کہتی ہے اذان جو پچھلے پہر کی ہے

دنیا، مزار، حشر جہاں ہیں غفور[4] ہیں
ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر[5] کی ہے

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

ان پر درود جن کو کس بیکساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام
یہ بارگاہ مالکِ جن و بشر کی ہے

شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام
خوبی انہیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے

۱: علماء فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کے پدر معنوی ہیں کہ سب کچھ انہیں کے نور سے پیدا ہوا۔ اسی لیے حضور کا نام پاک ابو الارواح ہے۔ تو آدم علیہ السلام اگرچہ صورت میں حضور کے باپ ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ بھی حضور کے بیٹے ہیں تو اُم البشر یعنی حضرت حوا حضور ہی کے پسر آدم علیہ السلام کی عروس ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

۲: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضور کو یاد کرتے تو یوں فرماتے یا ابنی صورۃ و ابائی معنی اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

۳: دونوں حرم شریف میں تہجد کے وقت سے موذن مناروں پر جاکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بآواز بلند عرض کرتے رہتے ہیں تو نماز صبح سے پہلے حضور کی یاد ہوتی ہے۔ جس سے نماز جِلا پاتی ہے۔ جیسے فرض سے پہلے سُنتیں۔

۴: غفور بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک ہے جس طرف توراۃ میں اشارہ ہے۔

۵: چاند کی ۲۸ منزلوں سے پندرہویں منزل کا نام غفر ہے۔ ۱۲۔منہ

سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام — تملیک انہیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے

سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام — کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے

عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام — ملجا یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے

شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام — راحت انہیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے

خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام — مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے

سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام — یہ جلوہ گاہ مالکِ ہر خشک و تر کی ہے

سب کرّ و فر سلام کو حاضر ہیں السلام — ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کرّ و فر کی ہے

اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام — یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہلِ نظر کی ہے

آنسو بہا کے بہہ گئے کالے گنہ کے ڈھیر — ہاتھی ڈوباؤ جھیل یہاں چشمِ تر کی ہے

تیری قضا[1] خلیفہ احکامِ ذی الجلال — تیری رضا خلیف قضاؤ قدر کی ہے

یہ پیاری پیاری کیاری[2] ترے خانہ باغ کی — سرد اس کی آب و تاب سے آتش سقر کی ہے

جنت[3] میں آکے نار میں جاتا نہیں کوئی — شکرِ خدا نوید نجات و ظفر کی ہے

۱: قضا حکم خلیفہ نائب خلیفہ وہ دوست جن میں ہمیشہ دوستی کا حلف ہو گیا ہو۔

۲: قبر انور و مزار اطہر اور منبر شریف کے بیچ میں جو زمین ہے اس کی نسبت ارشاد فرمایا کہ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

۳: اللہ و رسول کے کرم پر بھروسہ کر کے ایک مدلل تمنا ہے۔ یعنی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ یہ مقام جنت کی کیاری ہے اور اللہ و رسول نے محض اپنے کرم سے محتاجوں کو یہاں جگہ دی۔ یہاں نمازیں پڑھنی نصیب کیں تو بحمد اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہوئے اور جنت میں جا کر پھر کوئی نار میں نہیں جاتا۔ تو امید ہے کہ اب ہم نار کا منہ نہ دیکھیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف[۱] رحیم ہو / سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانہر کی ہے
دامن کا واسطہ مجھے اس دھوپ سے بچا / مجھ کو تو شاق جاڑوں میں اس دوپہر کی ہے
ماں دونوں بھائی، بیٹے بھتیجے عزیز دوست / سب تجھ کو سونپے ملک ہی سب تیرے گھر کی ہے
جن جن مرادوں کے لیے احباب نے کہا / پیشِ خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے
فضلِ خدا سے غیب شہادت ہوا نہیں / اس پر شہادت آیت و وحی[۲] و اثر کی ہے
کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع[۳] / مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

(حاشیہ بقیہ صـــ کا)

۴: قبر انور و مزار اطہر اور منبر شریف کے بیچ میں جو زمین ہے اس کی نسبت ارشاد فرمایا کہ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

۵: اللہ و رسول کے کرم پر بھروسہ کر کے ایک مدلل تمنا ہے۔ یعنی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ یہ مقام جنت کی کیاری ہے اور اللہ و رسول نے محض اپنے کرم سے محتاجوں کو یہاں جگہ دی۔ یہاں نمازیں پڑھنی نصیب ہیں۔ تو بحمد اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہوئے اور جنت میں جا کر پھر کوئی نار میں نہیں جاتا تو امید ہے کہ اب ہم نار کا منہ نہ دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱: پہلے مصرع میں آیت بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ کی طرف تلمیح تھی یہاں وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْہَرْ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی سائل کو نہ جھڑک۔ لَا نَہَرَ کے یہ معنی کہ جھڑک نہیں۔ ہر کلمہ ثانی حلقی العین مثل شعر و نہر و بعر و زہر سکین و تحریک عین دونوں مطرد ہیں۔

۲: وحی سے مراد بدلیل مقابلہ وحی غیر متلو احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اثر اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۳: حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہٰذہٖ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھا لی تو میں تمام دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھتا ہوں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو۔

ان پر کتاب اُتری تِبیَاناً لِّکُلِّ شَیئٍ[1] — تفصیل جس میں مَا عَبَرَ وَمَا غَبَر[2] کی ہے
آگے رہی عطا وہ بقدرِ طلب تو کیا — عادت یہاں اُمید سے بھی بیشتر کی ہے
بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں — مانگے سے جو ملے کسے فہم اس قدر کی ہے
احباب اس سے بڑھ کے تو شاید نہ پائیں عرض — ناکردہ عرض عرض یہ طرزِ دگر کی ہے
دنداں کا نعت خواں ہوں نہ پایاب ہو گی آب — ندی گلے گلے مرے آبِ گہر کی ہے
دشتِ حرم میں رہنے دے صیاد اگر تجھے — مٹی عزیز بلبلِ بے بال و پر کی ہے
یا ربّ رضا نہ احمدِ پارینہ[3] ہو کے جائے — یہ بارگاہ تیرے حبیبِ اَبَر[4] کی ہے
توفیق دے کہ آگے نہ پیدا ہو خوئے بد — تبدیل کر جو خصلتِ بد بیشتر کی ہے

آ کچھ سنادے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشتاق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

---

[1]: اشارہ بہ آیہ کریمہ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہم نے تم پر اتارا قرآن ہر چیز کا روشن بیان۔

[2]: مَا عَبَرَ جو گزر گیا وَمَا غَبَرَ جو باقی رہا۔ اشارہ بحدیث فیہ نبا من قبلکم وخبر من بعدکم قرآن میں تم سے پچھلوں سب کے احوال کی سب خبر ہے۔

[3]: پارینہ یعنی جیسا سالِ گذشتہ اشارۃ بمصرعۃ " من ھماں احمد پارینہ کہ بودم ہستم "۔ ۱۲ منہ

[4]: بفتحین ورائے مشددہ اور سب سے زیادہ احسان کرنے والا۔

حاضریٔ درگاہ ابدی پناہ

وصل دوم رنگِ عشقی

۲۴ ھ ۱۳

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے — کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے — چبھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے

ڈالیں ہری ہری ہیں تو بالیں بھری بھری — کشتِ اَمل[1] پری ہے یہ بارش کدھر کی ہے

ہم جائیں اور قدم سے لپٹ کر حرم کہے — سونپا خدا کو تجھ کو یہ عظمت سفر کی ہے

ہم گردِ کعبہ پھرتے تھے کل تک اور آج وہ — ہم پر نثار[2] ہے یہ ارادت کدھر کی ہے

کالک جبیں کی سجدۂ در سے چھڑاؤ گے — مجھ کو بھی لے چلو یہ تمنا حجر کی ہے

ڈوبا ہوا ہے شوق میں زمزم اور آنکھ سے — جھالے برس رہے ہیں یہ حسرت کدھر کی ہے

برسا کے جانے والوں پہ گوہر کروں نثار — ابرِ کرم سے عرض یہ میزاب زر[3] کی ہے

---

[1]: اَمل بفتحین اُمید و آرزو پری یعنی خوبصورت و خوشنما۔

[2]: بارہا ثابت ہوا کہ کعبہ معظمہ نے مقبولانِ بارگاہِ عزت، گدایانِ سرکار رسالت کے گرد طواف کیا ہے۔ حدیث میں ہے مسلمان کی حرمت اللہ کے نزدیک کعبہ معظمہ کی حرمت سے زیادہ ہے۔

[3]: کعبہ معظمہ کی دیوار شمالی پر حطیم کی طرف جو خالص سونے کا پرنالہ لگا ہے اسے میزابِ زر کہتے ہیں۔

آغوشِ شوق کھولے ہے جن کیلئے حطیم[1] | وہ پھر کے دیکھتے نہیں یہ دھن کدھر کی ہے
ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ | او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے
واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جانِ نو | یہ راہِ جانفزا مرے مولیٰ کے در کی ہے
گھڑیاں گنی ہیں برسوں کی سُبھ گھڑی[2] پھری | مر مر کے پھر یہ سل مرے سینے سے سَرکی ہے
اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک | حسرت ملائکہ کو جہاں وضعِ سَر کی ہے
معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو | کُرسی سے اُونچی کُرسی اسی پاک گھر کی ہے
عُشّاق[3] روضۂ سجدہ میں سوئے حرم جُھکے | اللہ جانتا ہے کہ نیّت کدھر کی ہے

۱: زمانہ جاہلیت میں قریش نے بنائے کعبہ معظمہ کی تجدید کی تھی۔ کمی خرچ کے باعث چند گز زمین شمال کی طرف چھوڑ کر دیواریں اٹھا دیں۔ وہ زمین اصل میں کعبہ معظمہ ہی کی ہے اس کے گرد قوسی شکل پر کمر تک بلند ایک دیوار کھینچ دی گئی ہے اور دونوں طرف سے جانے کی راہ رکھی ہے۔ اس ٹکڑے کو حطیم کہتے ہیں۔ یہ بالکل آغوش کی شکل پر ہے۔

۲: سُب بضم سین و سکون بائے موحدہ زبانِ ہندی میں بمعنی نیک و سعید۔ گھڑی ساعت سعید۔

۳: اس شعر کے دو معنی ہیں۔ ایک ظاہری یعنی عاشقانِ روضہ کا اپنا جی تو چاہتا تھا کہ روضۂ اطہر کی طرف سجدہ کا حکم ہو۔ مگر شرعِ مطہر نے اس سے منع فرمایا اور کعبہ معظمہ قبلہ قرار پایا۔ تو بہ تعمیل حکم کعبہ مکرمہ ہی کی طرف سجدہ میں جھکے۔ مگر دل کی خواہش سے خدا کو خبر ہے تو اس وقت گویا ان کی وہ حالت ہے جو ۱۷ مہینے بیت المقدس کی طرف حکم سجود ہونے میں مسلمانوں کی حالت تھی کہ بہ تعمیل حکم بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے اور دل میں خواہش یہی تھی کہ کعبہ معظمہ قبلہ کر دیا جائے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا اس تقدیر پر نیت بمعنی رغبت و خواہش ہے۔

دوسرے معنی کہ عاشقانِ روضہ کا سجدہ اگرچہ صورۃً سوئے حرم ہے مگر نیت کا حال خدا جانتا ہے کہ وہ کسی وقت اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے جُدا نہ ہوئے

یہ گھر یہ در ہے اس کا جو گھر در سے پاک ہے ۔ مژدہ ہو بے گھر و کہ صلا اچھے گھر کی ہے
محبوبِ ربِّ عرش ہے اس سبز قبہ میں ۔ پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود ۔ بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش دُرر کی ہے

(حاشیہ پچھلے صفحے کا)

وہ خوب جانتے ہیں کہ ؏ کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل

کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا۔ انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا۔ تو حقیقت کعبہ وہ جلوہ محمدیہ ہے جو اس میں تجلّی فرما ہے۔ وہی روح قبلہ اور اسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے اتنا یاد رہے کہ حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے اور اگلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی کی مسجود لہا تھی۔ ملائکہ و یعقوب و ابنائے یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اسی کو سجدہ کیا۔ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے۔

۱؎: یعنی روضۂ پُر نور تجلی الٰہی کا گھر اور عطائے الٰہی کا دروازہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ظل اول و اتم و اکمل و خلیفہ مطلق و قاسم ہر نعمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں تشریف فرما ہیں۔

۲؎: عتیق بمعنی آزاد و کریم و حسین نام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ

۳؎: مزار پُر انوار پر ستر ہزار فرشتے ہر وقت حاضر رہ کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں ستر ہزار صبح آتے ہیں عصر تک رہتے ہیں عصر کے وقت یہ بدل دیئے جاتے ہیں ستر ہزار دوسرے آتے ہیں، وہ صبح تک رہتے ہیں۔ یوں ہی قیامت تک یہ بدلی ہو گی اور جو ایک بار آئے وہ دوبارہ نہ آئیں گے کہ منظور سب ملائکہ کو یہاں کی حاضری سے شرف فرمانا ہے۔ اگر یہ تبدیل نہ ہوتے تو کروڑوں محروم رہ جاتے۔ بدلی یہاں بمعنی تبدیل ہے اور اس سے بطور ایہام معنیٔ ابر و سحاب کی طرف اشارہ کیا اور بدلی میں دُرر یعنی موتیوں کی بارش بتائی، جس سے مراد لگاتار درود شریف ہے۔

سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں | جھرمٹ کیے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے
ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام | یوں بندگیٔ زلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے
جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے | رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب | بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے
اے وائے بیکسیٔ تمنا کہ اب امید | دن[2] کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے
یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروروں کی آس جائے | اور بارگاہ مرحمت عام تر کی ہے
معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار | عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے
زندہ رہیں تو حاضریٔ بارگاہ نصیب | مر جائیں تو حیاتِ ابد عیش گھر کی ہے
مفلس اور ایسے در سے پھرے بے غنی ہوئے | چاندی ہر اک طرح تو یہاں گدیہ گر کی ہے
جاناں پہ تکیہ خاک نہالی ہے دل نہال | ہاں بینواؤ خوب یہ صورت گذر کی ہے
ہیں چتر و تخت سایۂ دیوار و خاکِ در | شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کر و فر کی ہے
اس پاک کو میں خاک بسر سر بخاک ہیں | سمجھے ہیں کچھ یہی جو حقیقت بسر[3] کی ہے
کیوں تاجدارو خواب میں دیکھی کبھی یہ شے | جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے

۱: سعدین دو سیارۂ سعید زہرہ و مشتری اور قران بکسر قاف ان کا ایک درجہ دقیقۂ فلک میں جمع ہے یہاں سعدین سے مراد صدیق و فاروق ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور ماہ و قمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تارے وہی ستر ہزار ملائکہ کہ مزار پُر انوار پر چھائے ہوئے رہتے ہیں۔

۲: جو شام کو حاضر ہونے والے تھے ان کو دن بھر شام کی امید لگی تھی کہ شام ہو اور ہم حاضر ہوں اور جو صبح کو حاضر ہونے والے تھے انہیں شب بھر صبح کی آس بندھی ہوتی تھی، کہ صبح ہو اور ہم حاضر ہوں جو ایک بار حاضر ہو چکے ہیں انہیں نہ دن کو ویسی شام کی امید ہے۔ نہ شب کو ویسی صبح کی۔ کہ دوبارہ آنا نہ ہو گا۔

۳: بسر بمعنی گزر خوب بسر ہوتی ہے یعنی خوب گزرتی ہے۔

چار وکشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے ... وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے
طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند ... سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے
عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو ... مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے
شانِ جمالِ طیبۂ جاناں ہے نفع محض ... وسعت جلالِ مکہ میں سود و ضرر کی ہے
کعبہ ہے بیشک انجمن آرا دلہن مگر ... ساری بہار دلہنوں میں دولہا کے گھر کی ہے
کعبہ دلہن ہے تربتِ اطہر نئی دلہن ... یہ رشکِ آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے
دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی مگر ... جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے
سر سبز وصل یہ ہے سیہ پوش ہجر وہ ... چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے
ماؤ شما تو کیا کہ خلیلِ جلیل کو ... کل دیکھنا کہ ان سے تمنا نظر کی ہے
اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول ... یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے
جو چاہے ان سے مانگ کہ دونوں جہاں کی خیر ... زر نا خریدہ ایک کنیز ان کے گھر کی ہے
رومی غلام دن، حبشی باندیاں شبیں ... گنتی کنیز زادوں میں شام و سحر کی ہے

1: چار وکش مخفف چار دب کش دو لوں سرکاروں میں سلطان روم اعزاللہ نصرہٗ وغیرہ سلاطین اسلام کے چہرے چار دب کشوں میں لکھے ہیں، سرکاروں سے اس کی تنخواہ پاتے ہیں ان کا نائب رہتا اور یہ خدمت بجا لاتا ہے۔

2: حدیث میں فرمایا: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا۔ تم میں سے جس سے ہو سکے کہ مدینے میں مرے تو مدینہ ہی میں مرنا کہ جو اس میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

3: کنور بزبان ہندی بمعنی امیر سردار خوبصورت حسین

4: روضہ اطہر پر غلاف سبز ہے اور کعبہ معظمہ پر سیاہ۔

5: صحیح حدیث میں فرمایا کہ روز قیامت تمام خلائق میری طرف نیاز مند ہو گی۔ یہاں تک کہ خلیل اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اِتنا عجب[1] بلندئ جنت پہ کس لیئے
دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اُونچے گھر کی ہے

عرشِ بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ
اُتری ہوئی شبیہ ترے بام و در کی ہے

وہ خُلد جس میں اترے گی ابرار[2] کی برات
ادنیٰ نچھاور اس مرے دُولہا سر کی ہے

عنبر زمین عبیر ہوا مشکِ تر غبار[3]
ادنیٰ سی یہ شناخت تری راہ گزر کی ہے

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا[4] ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اُف بے حیائیاں کہ یہ منہ اور ترے حضور
ہاں تُو کریم ہے تری خو در گزر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

[1]: جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے جس کی چھت عرش معلیٰ ہے۔ بعض گدایانِ بارگاہ اگر تعجب کریں کہ ہم جیسے پست و بے مقدار اور اپنی بلند عطا، تو جواب بتایا ہے کہ یہ تمہارے استحقاق و لیاقت کی بناء پر نہیں بلکہ دینے والے کی رحمت و عطا ہے۔
دیکھتے نہیں کہ بھیک کیسے اونچے گھر کی ہے۔ تو اس کی اتنی بلندی کیا عجب ہے۔

[2]: ابرار کا مرتبہ مقربین سے بہت کم ہے یہاں تک کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ پھر مقربین میں بھی درجات بے شمار ہیں اور انہیں بھی اعلیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ جو درجے ملیں گے وہ بھی سب حضورؐ کا تصدق ہے اس لیے اسے ادنیٰ نچھاور کہا ورنہ جنت میں کچھ ادنیٰ نہیں۔

[3]: یعنی جس راہ سے حضورؐ گزر فرمائیں وہاں کی زمین عنبر ہو جاتی ہے۔ ہوا عنبرین بن جاتی ہے۔ غبار مشک تر ہو جاتا ہے۔

[4]: سائل کو نہ ملنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ جس سے مانگا وہ سرے سے انکار کر دے یہ تو لا ہوا یعنی نہیں۔ دوسرے یہ کہ شرط پر ٹالے کہ اگر ہمارے پاس ہوا تو دیں گے۔ یا اگر تُو نے فلاں کام کیا تو دیں گے۔ ان کی سرکار میں یہ دونوں باتیں نہیں تو ضرور ہمیں امید ہے کہ جو ہم مانگیں گے پائیں گے۔

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگِ بے ہنر کی ہے

بابِ عطا تو یہ ہے جو بہکا اِدھر اُدھر
کیسی خرابی اس نگھرے دربدر کی ہے

آباد ایک در ہے ترا اور ترے[1] سوا
جو بارگاہ دیکھئے غیرت کھنڈر کی ہے

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

گھیرا اندھیریوں نے دُہائی ہے چاند کی
تنہا ہوں کالی رات ہے منزل خطر کی ہے

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تری سیدھی نظر کی ہے

ایسے بندھے نصیب کھلے مشکلیں کھلیں
دونوں جہاں میں دھوم تمہاری کمر کی ہے

جنت نہ دیں، نہ دیں تری رویت ہو خیر سے
اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے

شربت[2] نہ دیں نہ دیں تو کرے بات لطف سے
یہ شہد ہو تو پھر کسے پروا شکر کی ہے

میں خانہ زاد کہنہ ہوں صورت لکھی ہوئی
بندوں کنیزوں میں مرے مادر پدر کی ہے

منگتا کہ ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

سُکّی وہ دیکھ بادِ شفاعت کہ دے ہوا
یہ آبروئے[3] رضا ترے دامانِ تر کی ہے

۱: اولیائے کرام کی بارگاہ ہیں حضور ہی کی بارگاہ ہیں۔ حضور ہی کی کفش برداری سے وہ اولیاء ہوئے اور واسطہ و وسیلہ بنے۔ حتیٰ کہ انبیاء بھی حضور کے ہی طفیلی اور عطائے فیض میں حضور ہی کے نائب ہیں۔

۲: بظاہر ایک بجرِ انسانی کی صنعت ہے جنت سے گویا بے رغبتی ظاہر کی مگر اس شرط پر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت خیر سے ہو اور یقیناً معلوم ہے کہ جسے حضور کی رویت خیر سے ہو گی جنت اس کے قدموں سے لگی ہوئی ہے۔ پھر محال ہے کہ اسے جنت نہ دیں۔ علاوہ بریں عشاق ہرگز اپنے محبوب کے سوا گل و بلبل شہد و شیر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

۳: کسی کے دامن کو خشک کرنے کے لیے ہوا دیتے ہیں اور تر دامنی استعارہ ہے گناہ سے یعنی تیرے دامنِ تر کو ہوا دینے کے لیے وہ دیکھ شفاعت کی نسیم چلی۔

معراج نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیا
عَلَیہِ اَفضَلُ الصَّلوٰۃ والثَّنآء

در تہنیت شادی اسراء

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہماں کے لیے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لَے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھیں دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگ مگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

نئی دُلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تِل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دُولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلّیِ ذاتِ بحت کے تھے

خوشی کے بادل اُمڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے

یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

دُلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مُشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حسن تزئین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں!
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

پُرانا پُر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجومِ تارِ نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش باولے تھے

غبار بن کے نثار جائیں کہاں اب اس رہگزر کو پائیں
ہمارے دل حُوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پُرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قُدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اتار کر ان کے رُخ کا صدقہ یہ نُور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سُورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دُولہا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

خبر یہ تحویلِ مہر کی تھی کہ رُت سُہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیبِ تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

تجلّیِ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامُرادی کے دن لکھے تھے

ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہُوئی مغفرت کی شلک
صدا شفاعت نے دی مُبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دم خوردہ سا بھڑکنا
شعاعیں بُکے اڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

ہجومِ اُمید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملائکہ میں یہ غُل غُلے تھے

اُٹھی جو گردِ رہِ منوّر وہ نُور برسا کہ راستے بھر
گھِرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کے رہ گزر کی
اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھتا مِٹے تھے

بُراق کے نقشِ سُم کے صدقے وہ گُل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن، لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِر عیاں ہوں معنیِ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

نقاب اُلٹے وہ مہرِ انور جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

یہ جوششِ نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا
صفائے راہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحرِ وحدت کہ دُھل گیا نامِ ریگِ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بُلبلے تھے

وہ ظلِّ رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دُولہا کی دُور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

جلو میں جو مرغِ عقل اُڑے تھے عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آگئے تھے
قوی تھے مرغانِ وہم کے پر اُڑے تو اڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اندیشہ تھوکتے تھے
سُنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہا مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے
یہ سن کے بےخود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے
جُھکا تھا مُجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں!
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے
یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمھاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے!
بڑھ اے محمدؐ قریں ہو احمدؐ، قریب آ سرورِ ممجدؐ
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے
تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لَن تَرانِی کہیں تقاضے وصال کے تھے
خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغِ این و متیٰ کہاں تھا نشان کیف و الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رُکتے
جو قرب انھیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتہً فعل تھا اُدھر کا
تنزّلوں میں ترقی افزا دنا تدلّیٰ کے سلسلے تھے

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموجِ بحرِ ہُو میں ابھرا
دنا کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اتارا
بھرا جو مثلِ نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

اُٹھے جو قصرِ دنا کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچۂ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط و اصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکّر میں دائرے تھے

حجاب اُٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

زبانیں سُوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے اسی سے اُس کی طرف گئے تھے

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کِدھر سے آئے کِدھر گئے تھے

ادھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں ادھر سے انعامِ خسروی ہیں
سلام ورحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پُرنور میں پڑے تھے

زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سُننی تھی سُن چکے تھے

وہ بُرجِ بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سُدھارا
چمک پہ تھا خُلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

سرورِ مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکئے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیئے
یہ جوشِ ضدّین تھا کہ پودے کشاکشِ ارّہ کے تلے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیے تھے

نبی رحمت شفیعِ امت رضاؔ پہ للّٰہ ہو عنایت!
اسے بھی ان خلعتوں سے حِصّہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

ؐ

رباعیات

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم
والخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

شب لحیۂ و شارب ہے رخِ روشن دن
گیسو و شبِ قدر و براتِ مومن!
مژگاں کی صفیں چار ہیں دو ابرو ہیں
والفجر کے پہلو میں لیالِ عشر

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

بوسہ گہ اصحاب وہ مہر سامی
وہ شانۂ چپ میں اس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبۂ جان و دل میں
سنگِ اسود نصیبِ رکنِ شامی

کعبے سے اگر تربتِ شہ فاضل ہے
کیوں بائیں طرف اس کیلئے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان کیا
سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقدِ دل ہے

تم جو چاہو تو قسمت کی مصیبت ٹل جائے
کیونکر کہوں ساعت سے قیامت ٹل جائے
للہ اٹھا رخِ روشن سے نقاب
مولیٰ مری آئی ہوئی شامت ٹل جائے

یاں شبہ شبیہ کا گزرنا کیسا؟
بے مثل کی تمثال سنورنا کیسا؟
ان کا متعلق ہے ترقی پہ مدام
تصویر کا پھر کہئے اترنا کیسا؟

یہ شہ کی تواضع کا تقاضا ہی نہیں
تصویر کھنچے ان کو گوارا ہی نہیں
معنی ہیں یہ مانی کہ کرم کیا مانے
کھنچنا تو یہاں کسی سے ٹھہرا ہی نہیں

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

سرکارِ اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی

قدس سرہٗ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ

حدائقِ بخشش

حصہ دوم

پروگریسو بکس (رجسٹرڈ)
یوسف مارکیٹ ۔ غزنی سٹریٹ ۔ اردو بازار ۔ لاہور
فون: 7124354
7352795

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِی اَدِرْ کَاْسًا وَّنَاوِلْهَا   کہ بر یادِ شہِ کوثر بنا سازیم محفلہا
بلا بارید حُبِّ شیخ نجدی بر وہابیہ   کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا
وہابی گرچہ اخفا میکند بغض نبی لیکن   نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا
تو تب گاہ ملکِ ہند اقامت را نمی شاید   جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملہا
صلائے مجلسم در گوش آمد ہیں بیا بشنو   جرس مستانہ میگوید کہ بر بندید محملہا
مگرداں رُو ازیں محفل رہ اربابِ سُنّت رو   کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسمِ منزلہا
دریں جلوت بیا از راہ خلوت تا خدا یابی   مَتٰی مَا تَلْقَ مَنْ تَهْوٰی دَعِ الدُّنْیَا وَاَمْهِلْهَا
دلم قربانم اے دُودِ چراغِ محفلِ مولد   زتابِ جعدِ مشکینت چہ خوں افتاد در دلہا
غریقِ بحرِ عشقِ احمدیم از فرحتِ مولد   کجا دانند حالِ ما سبکبارانِ ساحلہا

رضاءِ مستِ جامِ عشق ساغر بازمی خواہد
اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِی اَدِرْ کَاْسًا وَّنَاوِلْهَا

قصیدہ نور

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارا نور کا

ان کے قصرِ قدر سے خلد ایک کمرہ نور کا
سدرہ پائیں باغ میں ننھا سا پودا نور کا

عرش بھی فردوس بھی اس شاہِ والا نور کا
یہ مثمن برج وہ مشکوئے اعلیٰ نور کا

آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا
ماہِ سنت مہرِ طلعت لے لے بدلا نور کا

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالا نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا

پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

بینیٔ پُر نور پر رخشاں ہے بُکّہ نور کا
ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا

مصحفِ عارض پہ ہے خطِ شفیعہ نور کا
لو سیہ کارو مبارک ہو قبالہ نور کا

آبِ زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لمعہ نور کا
گردِ سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نور کا

ہیبتِ عارض سے تھراتا ہے شعلہ نور کا
کفش پا پر گر کے بن جاتا ہے گچھا نور کا

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کیلئے آیا ہے سورہ نور کا

میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

کیا بنا نام خدا اسریٰ کا دولہا نور کا
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا

بزمِ وحدت میں مزا ہوگا دوبالا نور کا
ملنے شمع طور سے جاتا ہے اکّا نور کا

وصفِ رخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا
قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا

یہ کتابِ کن میں آیا طرفہ آیہ نور کا
غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنیٰ نور کا

دیکھنے والوں نے کچھ دیکھا نہ بھالا نور کا
مَنْ رَأی کیسا؟ یہ آئینہ دکھایا نور کا

صبح کردی کفر کی سچا تھا مژدہ نور کا
شام ہی سے تھا شبِ تیرہ کو دھڑکا نور کا

پڑتی ہے نوری بھرن امڈا ہے دریا نور کا
سر جھکا اے کشتِ کفر آتا ہے اہلا نور کا

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجا نور کا

نسخ ادیاں کر کے خود قبضہ بٹھایا نور کا
تاجور نے کر لیا کچّا علاقہ نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
ماہِ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

دیکھ ان کے ہوتے نازیبا ہے دعویٰ نور کا
مہر لکھ دے یاں کے ذرّوں کو مچلکہ نور کا

یاں بھی داغِ سجدہ طیبہ ہے تمغا نور کا
اے قمر کیا تیرے ہی ماتھے ہے ٹیکا نور کا

شمع ساں ایک ایک پروانہ ہے اس با نور کا
نورِ حق سے لو لگائے دل میں رشتہ نور کا

انجمن والے ہیں انجم بزمِ حلقہ نور کا
چاند پر تاروں کے جھرمٹ سے ہے ہالہ نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

کس کے پردے نے کیا آئینہ اندھا نور کا
مانگتا پھرتا ہے آنکھیں ہر نگینہ نور کا

اب کہاں وہ تابشیں کیسا وہ تڑکا نور کا
مہر نے چھپ کر کیا خاصہ دھندلکا نور کا

قبرِ انور کہیے یا قصرِ معلّٰی نور کا — چرخِ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نور کا

آنکھ مل سکتی نہیں در پر ہے پہرا نور کا — تاب ہے بے حکم پر مارے پرندہ نور کا

نزع میں لوٹے گا خاکِ در پہ شیدا نور کا — مر کے اوڑھے گی عروسِ جاں دوپٹہ نور کا

تابِ مہرِ حشر سے چونکے نہ کشتہ نور کا — بوندیاں رحمت کی دینے آئیں چھینٹا نور کا

وضعِ واضع میں تری صورت ہے معنیٰ نور کا — یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا — اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا — بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

سرمگیں آنکھیں حریمِ حق کے وہ مشکیں غزال — ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

تابِ حسنِ گرم سے کھل جائیں گے دل کے کنول — نو بہاریں لائیں گے گرمی کا جھلکا نور کا

ذرّے مہرِ قدس تک تیرے توسط سے گئے — حدِ اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

سبزۂ گردوں جھکا تھا بہرِ پا بوسِ براق — پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا

تابِ سُم سے چوندھیا کر چاند انہیں قدموں پھرا — ہنس کے بجلی نے کہا دیکھا چھلاوا نور کا

دیدِ نقشِ سُم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ — پتلیاں بولیں چلو آیا تماشا نور کا

عکسِ سُم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند — پڑ گیا سیم و زرِ گردوں پہ سکّہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں — کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک — حسنِ سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

صاف شکلِ پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں — خطِ توام میں لکھا ہے یہ دو[2] ورقہ نور کا

ک گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص — کھیعص ان کا ہے چہرہ نور کا

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

امتان و سیاہ کاریہا شافعِ حشر و غم گُساریہا

دُور از کوئے صاحبِ کوثر چشم دارد چہ اشکباریہا

در فراقِ تو یا رسولَ اللہِ سینہ دارد چہ بے قراریہا

ظلمت آبادِ گور روشن شُد داغِ دل راست نُور باریہا

چہ کند نفس پردہ در مولٰے چوں توئی گرم پردہ داریہا

سگِ کوئے نبی و یک نگہے من و تا حشر جاں نثاریہا

سَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ تَرۡضٰی حق نمودت چہ پاسداریہا

دارم اے گُل بیادِ زلف و رُخت سحر و شام آہ و زاریہا

تازہ لطفِ تو بر رضا ہردم
مرہمِ کہنہ دل فگاریہا

فصلِ اوّل

فضائلِ سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترا ذرّہ مہِ کامل ہے یا غوث — ترا قطرہ یمِ سائل ہے یا غوث
کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث — وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یا غوث
قدِ بے سایہ ظلِّ کبریا ہے — تو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث
تری جاگیر میں ہے شرق تا غرب — قلم رو میں حرم تا حل ہے یا غوث
دلِ عشق و رُخِ حسن آئینہ ہیں — اور ان دونوں میں ترا ظلّ ہے یا غوث
تری شمعِ دل آرا کی تب و تاب — گُل و بلبل کی آب و گِل ہے یا غوث
ترا مجنوں ترا صحرا ترا نجد — تری لیلیٰ ترا محمل ہے یا غوث
یہ تری چمپئی رنگت حُسینی — حَسن کے چاند صبحِ دِل ہے یا غوث
گلستاں زار تری پنکھڑی ہے — کلی سو خُلد کا حاصل ہے یا غوث
اگال اس کا ادھار ابرار کا ہو! — جسے تیرا اُلُش حاصل ہے یا غوث
اشارہ میں کیا جس نے قمر چاک — تو اس مہ کا مہِ کامل ہے یا غوث
جسے عرشِ دوم کہتے ہیں افلاک — وہ تیری کرسئ منزل ہے یا غوث
تُو اپنے وقت کا صدیق اکبر — غنی و حیدر و عادل ہے یا غوث
ولی کیا مُرسل آئیں خود حضور آئیں — وُہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث
جسے مانگے نہ پائیں جاہ والے — وہ بے مانگے تجھے حاصل ہے یا غوث
فیوضِ عالمِ اُمّی سے تجھ پر — عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث

جو قرنوں سیر میں عارف نہ پائیں — وہ تیری پہلی ہی منزل ہے یا غوث
ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں — وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث
نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی — کہ عرش حق تری منزل ہے یا غوث
وہیں سے اُبلے ہیں ساتوں سمندر — جو تیری نہر کا ساحل ہے یا غوث
ملائک کے بشر کے جن کے حلقے — تیری ضو ماہ ہر منزل ہے یا غوث
بخارا و عراق و چشت و اجمیر — تری لَو شمع ہر محفل ہے یا غوث
جو تیرا نام لے ذاکر ہے پیارے — تصوّر جو کرے شاغل ہے یا غوث
جو سَر دے کر ترا سودا خریدے — خدا دے عقل وہ عاقل ہے یا غوث

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا
رضاؔ تجھ سے ترا سائل ہے یا غوث

وصلِ دُوم

فضائلِ غوثِ بطرزِ دگر!

جو تیرا طفل ہے کامل ہے یا غوث
طفیلی کا لقب واصل ہے یا غوث

تصوّف تیرے مکتب کا سبق ہے
تصرّف پر ترا عامل ہے یا غوث

تری سیرِ الی اللہ ہی ہے فی اللہ
کہ گھر سے چلتے ہی موصل ہے یا غوث

تو نُورِ اوّل و آخر ہے مولےٰ
تو خیرِ عاجل و آجل ہے یا غوث

ملک کے کچھ بشر کچھ جن کے ہیں پیر
تو شیخِ عالی و سافل ہے یا غوث

کتابِ ہر دل آثارِ تعرّف
ترے دفتر ہی سے ناقل ہے یا غوث

فتوح الغیب اگر روشن نہ فرمائے
فتوحات و فصوص آفل ہے یا غوث

ترا منسوب ہے مرفوع اِس جا
اضافت رفع کی عامل ہے یا غوث

ترے کامی مشقّت سے بری ہیں
کہ بر ترنصب سے فاعل ہے یا غوث

اَحد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کُن اور سب کُن مکن حاصل ہے یا غوث

تری عزّت، تری رفعت، ترا فضل
بفضلہٖ افضل و فاضل ہے یا غوث

ترے جلوے کے آگے منطقہ سے
مہ و خور پر خطِ باطل ہے یا غوث

سیاہی مائل اس کی چاندنی آئی
قمر کا یوں فلک مائل ہے یا غوث

طلائے مہر ہے ٹکسال باہر
کہ خارج مرکز حامل ہے یا غوث

تو برزخ ہے برنگِ نونِ منّت
دو جانب متصل واصل ہے یا غوث

نبی سے آخذ اور اُمّت پہ فائض
اُدھر قابل اِدھر فاعل ہے یا غوث

نتیجہ حدِ اوسط گر کے دبے اور! یہاں جب تک کہ تو شامل ہے یا غوث
اَلَا اِلْمُوْنِی لَکُمْ ہے وہ کہ جن کا شبانہ روز وِردِ دل نَے ہے یَا غوث
عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں جمی ہر جا تری محفل ہے یا غوث
ہے شرحِ اسمِ اَلْقَادِرْ ترا نام یہ شرح اس متن کی حامل ہے یا غوث
جبیں جبّہ فرسائی کا صندل تری دیوار کی کہگل ہے یا غوث
بجا لایا وہ امرِ سَارِعُوْا کو تری جانب جو مستعجل ہے یا غوث
تری قدرت تو فطریات سے ہے کہ قادر نام میں داخل ہے یا غوث
تصرّف والے سب مظہر ہیں تیرے تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث

رضاؔ کے کام اور رُک جائیں حاشا
ترا سائل ہے تو باذل ہے یا غوث

وصلِ سوم

تفضیلِ حضور غم ہر عدو مقہور

بدل یا فرد جو کامل ہے یا غوث
ترے ہی در سے مستکمل ہے یا غوث

جو تری یاد سے ذاہل ہے یا غوث
وہ ذکر اللہ سے غافل ہے یا غوث

اَنَا السَّیَّاف سے جاہل ہے یا غوث
جو تیرے فضل پر صائل ہے یا غوث

سُخن ہیں اصفیاء تو مغز معنیٰ!
بدن ہیں اولیاء تو دل ہے یا غوث

اگر وہ جسم عرفاں ہیں تو تُو آنکھ
اگر وہ آنکھ ہیں تو تِل ہے یا غوث

الُوہیت نبوت کے سوا تُو
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث

نبی کے قدموں پر ہے جُزِ نبوّت
کہ ختم اس راہ میں حائل ہے یا غوث

الُوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوّت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث

صحابیّت ہوئی پھر تابعیّت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث

ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں
وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

رہا میدان و شہرستانِ عرفان
ترا رمنا تری محفل ہے یا غوث

یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی
ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث

تری چڑیاں ہیں تیرا دانہ پانی
ترا میلہ تری محفل ہے یا غوث

انہیں تو قادری بیعت ہے تجدید
وہاں خاطی جو مستبدل ہے یا غوث

قمر پر جیسے خور کا یوں ترا قرض
سب اہلِ نُور پر فاضل ہے یا غوث

غلط کردم تو واہب ہے، نہ مقرض
تری بخشش ترا نائل ہے یا غوث

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ
کہ تلوا تاجِ اہلِ دل ہے یا غوث

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل
بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث

جہاں دُشوار ہو وہمِ مساوات
یہ جرأت کس قدر ہائل ہے یا غوث

ترے خدّام کے آگے ہے اک بات
جو اور اقطاب کو مشکل ہے یا غوث

اُسے اِدبار جو مدبر ہے تجھ سے
وہی ذی اقبال جو مقبل ہے یا غوث

خدا کے در سے ہے مطرود و مخذول
جو تیرا تارک و خاذل ہے یا غوث

ستم کوری وہابی رافضی کی
کہ ہندو تک ترا قائل ہے یا غوث

وہ کیا جانے گا فضلِ مرتضیٰ کو
جو تیرے فضل کا جاہل ہے یا غوث

رِضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک وار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث

وصلِ چہارم

استعانت از سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طلب کا مُنہ تو کس قابل ہے یا غوث — مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث
دوہائی یا مُحی الدّین دوہائی — بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث
وہ سنگین بدعتیں وہ تیزیٔ کفر — کہ سر پر تیغ دل پر سِل ہے یا غوث
عزُومًا قاتلاً عِند القتالِ — مدد کو آدمِ بسمل ہے یا غوث
ترے سونے سے سویا بخت دیں جاگ — جگا چھپنے پہ دن مائل ہے یا غوث
خدارا ناخُدا آدے سہارا — ہوا بگڑی بھنور حائل ہے یا غوث
جِلادے دیں جَلادے کفر و الحاد — کہ تو محیی ہے تو قاتل ہے یا غوث
ترا وقت اور پڑے یوں دین پر وقت — نہ تو عاجز نہ تو غافل ہے یا غوث
رہی ہاں شامتِ اعمال یہ بھی — جو تو چاہے ابھی زائل ہے یا غوث
غیورا اپنی غیرت کا تصدّق — وہی کر جو ترے قابل ہے یا غوث
خُدارا مرہم خاکِ قدم دے — جگر زخمی ہے دل گھائل ہے یا غوث
نہ دیکھوں شکل مشکل تیرے آگے — کوئی مشکل سی یہ مشکل ہے یا غوث
وہ گھیرا رشتۂ شرکِ خفی نے — پھنسا زنار میں یہ دل ہے یا غوث
کئے ترسا و گبر اقطاب و ابدال — یہ محض اسلام کا سائل ہے یا غوث
تو قوت دے میں تنہا کام بسیار — بدن کمزور دل کاہل ہے یا غوث
عدو بددین مذہب والے حاسد — تو ہی تنہا کا زورِ دل ہے یا غوث

حسد سے ان کے سینے پاک کر دے — کہ بدتر دِق سے بھی یہ سِل ہے یا غوث
غذائے دِق یہی خوں استخوانِ گوشت — یہ آتش دین کی آکِل ہے یا غوث
دیا مجھ کو اُنہیں محروم چھوڑا — مرا کیا جرم حق فاصل ہے یا غوث
خدا سے لیں لڑائی وُہ ہے معطی! — نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث
عطائیں مقتدر غفّار کی ہیں — عبث بندوں کے دل میں غل ہے یا غوث
ترے بابا کا پھر تیرا کرم ہے — یہ مُنہ ورنہ کسی قابل ہے یا غوث
بھرن والے ترا جھالا تو جھالا — ترا چھینٹا مرا غاسل ہے یا غوث
ثنا مقصود ہے عرضِ غرض کیا! — غرض کا آپ تو کافل ہے یا غوث

رِضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا
تری رحمت اگر شامل ہے یا غوث

کعبے کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود — طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروروں درود — دافعِ جملہ بلا تم پہ کروروں درود

جان و دلِ اصفیاء تم پہ کروروں درود — آبِ و گلِ انبیاء تم پہ کروروں درود

لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو ملا — کوشکِ عرش و دنیٰ تم پہ کروروں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

طور پہ جو شمع تھا چاند تھا ساعیر کا — نیرِ فاراں ہوا تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا — سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب — نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروروں درود

غایت و علت سبب بہرِ جہاں تم ہو سب — تم سے بنا تم بنا تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات — اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروروں درود

مغز ہو تم اور پوست اور ہیں باہر کے دوست — تم ہو درونِ سرا تم پہ کروروں درود

کیا ہیں جو بے حد ہیں لوث تم تو ہو غیث اور غوث — چھینٹے میں ہوگا بھلا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث — تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

وہ شبِ معراج راج وہ صفِ محشر کا تاج — کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروروں درود

لُحۡتَ فَلَاحَ الۡفَلَاحۡ رُحۡتَ فَرَاحَ الۡمِرَاحۡ — عُدۡ لِیَعُوۡدَ الۡهَنَا تم پہ کروروں درود

جان و جہانِ مسیح داد کہ دل ہے جریح — نبضیں چھٹیں دم چلا تم پہ کروروں درود

اُف وہ رہِ سنگلاخ آہ یہ پا شاخ شاخ — اے مرے مشکل کشا تم پہ کروروں درود

تم سے کھلا بابِ جود تم سے ہے سب کا وجود — تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروروں درود

خستہ ہوں اور تم معاذ بستہ ہوں اور تم ملاذ — آگے جو شہ کی رضا تم پہ کروروں درود

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور — بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود

مہرِ خدا نور نورِ دل ہے یہ دن ہے دور
شب میں کرو چاندنا تم پہ کروروں درود

تم ہو شہید و بصیر اور میں گنہ پر دلیر
کھول دو چشم حیا تم پہ کروروں درود

چھینٹ تمہاری سحر چھوٹ تمہاری قمر
دل میں رچا دو ضیاء تم پہ کروروں درود

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لِمْ ہے یہ وہ اِنْ ہوا تم پہ کروروں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا تم پہ کروروں درود

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس
بس یہی ہے آسرا تم پہ کروروں درود

طارمِ اعلیٰ کا عرش جس کفِ پا کا ہے فرش
آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

کہنے کو ہیں عام و خاص ایک تمہیں ہو خلاص
بند سے کر دو رہا تم پہ کروروں درود

تم ہو شفائے مرض خلقِ خدا خود غرض
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروروں درود

آہ وہ راہِ صراط بندوں کی کتنی بساط
المدد اے رہنما تم پہ کروروں درود

بے ادب و بد لحاظ کر نہ سکا کچھ حفاظ
عفو پہ بھولا رہا تم پہ کروروں درود

لو تہِ دامن کہ شمع جھونکوں میں ہے روز جمع
آندھیوں سے حشر اٹھا تم پہ کروروں درود

سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروروں درود

گیسو و قد لام الف کر دو بلا منصرف
لا کے تہِ تیغ لا تم پہ کروروں درود

تم نے برنگِ خلق جیبِ جہاں کر کے شق
نور کا تڑکا کیا تم پہ کروروں درود

نوبت در ہیں فلک خادمِ در ہیں ملک
تم ہو جہاں بادشاہ تم پہ کروروں درود

خلق تمہاری جمیل خُلق تمہارا جلیل
خُلق تمہاری گدا تم پہ کروروں درود

طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رُسل کے امام
نوشہِ ملکِ خدا تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروروں سلام
تم پہ کروروں ثنا تم پہ کروروں درود

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم
تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروروں درود

شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم
درد کو کر دو دوا تم پہ کروروں درود

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں درود

مظہر حق ہو تمہیں مظہر حق ہو تمہیں
تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروروں درود

زور دہ نارساں تکیہ گہِ بیکساں!
بادشہِ ماوریٰ تم پہ کروروں درود

برسے کرم کی بھرن پھولیں نِعَم کے چمن!
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں درود

ایک طرف اعدائے دین ایک طرف حاسدین
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروروں درود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بےبس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود

گندے نکمے کمین مہنگے ہوں کوڑی کے تین
کون ہمیں پالتا تم پہ کروروں درود

باٹ نہ در کے کہیں گھاٹ نہ گھر کے کہیں
ایسے تمہیں پالنا تم پہ کروروں درود

ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
ایسوں کو ایسی غذا تم پہ کروروں درود

گرنے کو ہوں روک لو غوطہ لگے ہاتھ دو
ایسوں پر ایسی عطا تم پہ کروروں درود

اپنے خطاواروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود

کر دو عدو کو تباہ حاسدوں کو رُو براہ
اہل ولا کا بھلا تم پہ کروروں درود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

کام غضب کے کئے اس پہ ہے سرکار سے
بندوں کو چشم رضا تم پہ کروروں درود

آنکھ عطا کیجئے اس میں ضیاء دیجئے
جلوہ قریب آگیا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروروں درود

❊

ز عکست ماہ تاباں آفریدند | ز بوئے تو گلستاں آفریدند
نہ از بہرِ تو صرف ایمانیانند | کہ خود بہرِ تو ایماں آفریدند
صبا رامست از بویت بہر سو | چناں افتاں و خیزاں آفریدند
برائے جلوۂ یک گلبن ناز | ہزاراں باغ و بستاں آفریدند
ز مہرِ تو مثالے بر گرفتند | وزاں مہرِ سلیماں آفریدند
چو انگشت تو شد جولاں دہ برق | قمر را بہرِ قرباں آفریدند
ز لعلِ نوشخندِ جاں فزایت | زلالِ آبِ حیواں آفریدند
نہ غیرِ کبریا جاں آفرینے | نہ خود مثلِ تو جاناں آفریدند
پئے نظارۂ محبوبِ لاہوت | جبینت آئنہ ساں آفریدند
بنا کردند تا قصرِ رسالت | ترا شمعِ شبستاں آفریدند
ز مہر و چرخ بہر خوانِ جودت | عجب قرص و نمکداں آفریدند

ز حسنت تا بہار تازہ گل کرد
رضایت را غزلِ خواں آفریدند

وظیفۂ قادریہ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ	فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحْوِی تَعَالِ

داد عشقم جامِ وصل کبریاء — پس بگفتم بادہ ام را سویم رآ
الصلاے فضلہ خوارانِ حضور — شاہ بر جود ست و صہبا در وفور
بخش کردن گر نہ عزم خسروی ست — آخر ایں نوشیدہ خواندن بہر چیست

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِی فِی کُؤُسٍ	فَهِمْتُ لِسُکْرَتِی بَیْنَ الْمَوَالِ

شُد رواں در جامہا سویم رواں — والہ سکرم شدم در سروراں
شکرِ تو از ذکر و فکر اکبر بود — سکر کو چوں حکم خود بر می رود
سوئے می بر لوئے می مرداں رواں — بادہ خود سویت بپائے سر رواں

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوا	بِحَالِی وَادْخُلُوا اَنْتُمْ رِجَالِ

گفتم اے قطباں بعون شانِ من — جملہ در آئید تاں مردانِ من
جمع خواندی تا قوی دلہا شوند — ہم ز عون حال خود دادی کمند
ورنہ تا بامِ حضور تو صعود — حاش للہ تاب و یارائے کہ بود

وَهُمُّوا وَاشْرَبُوا اَنْتُمْ جُنُودِی	فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِی مَلَالِ

ہمت آرید و خورید اے لشکرم — ساقیم دادہ لبالب از کرم

لشکرِ حق جام تو لبریزی ست — ہر لبالب را چکیدن در پے ست

تا بما ہم آید انشاء العظیم — آں نصیب الارض من کاس الکریم

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ	وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِ

من شدم سرشار و سورم می چشید — رحمت تا قرب و علوم کے کشید

فضلہ خوارش شہاں و من گدائے — ردئے آنم گو کہ خواہم قطرہ لائے

یللے جو دشہم گفتہ ملائے — می طلب لا تشنوی اینجا نہ لائے

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ	مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا ذَالَ عَالِ

جائے تاں بالا ولے جائم بود — فوق تاں از روز اوّل تا ابد

جات بالاتر ز دھم جائیہا — جائیہا خود ہست بہر پائیہا

پائیہا چبود کہ سرہا زیر پات — پات ہم کے چوں فرود آئی زجات

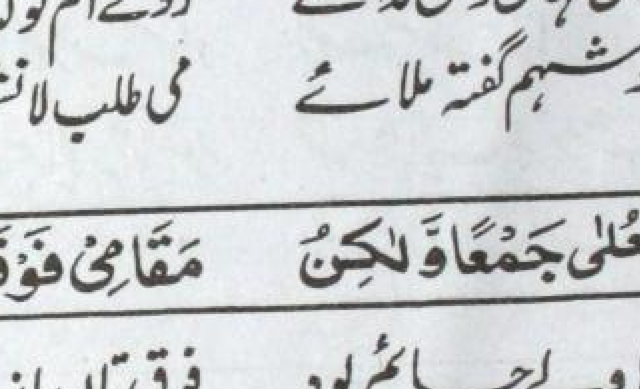

اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ	یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

یکہ در قرب خدا گردانَدم — حال وکافی آں جلیل واقدم

پیچہ می گردا ندت آں یک نہ غیر — حال ما گرداں ز شرھا سوئے خیر

تاج قربش شادماں بر سر بنہ — شَیْئًا لِلّٰہِ قرب خود مارا بدہ

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْہَبُ کُلِّ شَیْخٍ	وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِ

بازِ اشہب وما شیخاں چوں حمام — کیست در مرداں کہ چوں من یافت کام
جندا شہبازِ طیرستانِ قدس — اے شکارِ پنجہ ات مرغانِ قدس
شادمان بر قمریٔ کوتر بزن — گر نگہ بر جستہ چندے ہم فگن

کَسَانِیْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ	وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ

خلعتم با خوش نگارِ عزم داد — بر سرم صد تاج دارائی نہاد
یارب ایں خلعت ہمایوں تا نشور — حُلّہ پوشا یک نظر بر پشتِ عُور
تاج را از فرق خود معراج دِہ — بر سرم از خاک راہب تاج نہ

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ	وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِ

آگہم فرمود بر رازِ قدیم — عہد داد و جملہ کامم آں کریم
عہدہ از تو عہد از تو ماز تو — ما بظل نعمت وہم ناز تو
یللے درخ زماں خرمی ست — سوئے ما شد شحنہ حالا زیں کیست

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا	فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِ

والیم کردہ بر اقطابِ جہاں — پس بہر حال ست حکم من رواں
اے ثریا تا ثرے امرت امیر — کجروے بے حکم اور حکم گیر
پیش ازاں کافتد سوئے آتش نیاز — نرم نرم از دست لطفت راست ساز

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ	لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

راز خود گر افگنم اندر بحار — جملہ گم گردد فرو رفتہ لغار

نفس و شیطاں نزع جاں گور و نشور　　نامہ خواندن بر سرِ خنجر عبور
ناخدایا ہفت دریا در رہم　　دست گیر اے یم زرازت گم زنم

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ　　لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

رازم از جلوہ دہم گرد جبال　　پارہ پارہ گشتہ پنہاں در رمال
اے زرازت کوہ کاہ و کاہ کوہ　　کاہ یجاں راست رہ در راہ کوہ
اطاعتم کاہ است جرمم کوہ زار　　کوہ را کاہ و ہپرور کاہ زار

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ　　لَخَمَدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِ

پرتو رازا فگنم گر بر اثیر　　سرد و خامش گردد از رازم سعیر
نیرا من نار جرمم افروختم　　ہم دل زارم در دوزخش سوختم
زار من از زور با خود نوش کن　　نار من از نور خود خاموش کن

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ　　لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

راز خود بر مردہ افگنم　　زندہ برخیزد باذن ذوالکرم
اے نگاہت زندہ ساز مردہا　　چیست پیشت در دل افسردہا
ایں لبانت جلوہ بار شہد کن　　قم بقر ما مردہ ام را زندہ کن

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ　　تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

نیست شہرے نیست دہرے را مرور　　تا نیاید بر درم پیش از ظہور
اے در تو مرجع ہر دہر و شہر　　بندگانت را چہ ترس از دست دہر
ہر مرعمرم کن از نہرت بخیر　　خیر محضا من نہ بینم ہیچ ضیر

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَتَجْرِیْ | وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

جملہ گوید امن از حال و صفت | از جدالم دست کوتہ بایدت
او حش اللہ زبید ایں شہ راجلال | عرض بیگی در او ماہ و سال
در جدالش کے کجا بی امان | خود کنیز او زمین بندہ زمان

مُرِیْدِیْ ہِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ | وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالِ

بندہ ام خوش می سرایاک دست | ہر چہ خواہی کن کہ نسبت بر تراست
ایں سخن را بندہ باید بندہ کو | بندہ کن اے بادشاہ بندہ جو
شاد و پاکوباں رود جانم زتن | بر مُرِیْدِیْ ہِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ | عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِ

رب من حق بندہ از ترسے منال | رفعتم آمد رسیدم تا منال
اے ترا اللہ رب محبوب اب | طرفہ مربوبی و محبوبی عجب
رب و اب پاکت نمود از ریب و عیب | از دلم برکش شہا ہر عیب و ریب

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ | عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

بندہ ام ترسے مدار از بدسگال | سخت عزم و قاتلم وقت قتال
شکر حق با بندگاں راسر ست | خانہ زاد ایم زباب و مادرست
بندہ ات را دشمناں مانند خس | یَا عَزُوْمًا قَاتِلًا فریاد رس

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ | وَشَاءُوْسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَالِیْ

نوبتم در خضری و عبراز زدند | شد نقیب موکبم بخت بلند

یارب ایں شاہ را مبارک دیر باز | تخت و بخت و تاج و باج و ساز و ناز
بادشاہا شکر سلطانی خویش | یک نگاہے بر گدائے سینہ ریش

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ | وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

ملک حق ملکم تہ فرمان من | وقتِ من شد صاف پیش از جانِ من
بارک اللہ وسعتِ سلطان تو | شرق تا غرب آن تو قربان تو
تیرہ وقتے خیرہ بختے سینہ ریش | بر در آمد دہ زکوٰۃِ وقت خویش

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا | کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

زنگاہم جملہ ملکِ ذوالجلال | دانۂ خردل ساں بحکمِ اتصال
دہ کہ تو می بینی و ما در گناہ | آہ آہ از کورے ماہ آہ آہ
چشم دہ تا زیں بلاہا وارہیم | روئے تو بینم و برپا جان وہیم

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ | عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

ہر ولی را یک قدم دادند و ما | بر قدم ہائے نبی بدرُ العُلیٰ
کام جانہا تو بگام مصطفےٰ | حیف بر خطوات دیو آئیم ما
گام بر گام سگے مارا مبیں | دست دہ بر کش سوئے راہ مبیں

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا | وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

درس کردم علم تا قطبے شدم | کرد مولائے موالی اسعدم
اے سعید بو سعید سعد دیں | سعد چرخت بندہ اے سعد زمیں
نے ہمیں سعدی کہ شاہا اسعد کن | سعد کن تا سعد ما را اسعد کن

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ	وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّاٰلِیْ

در تموز روز جیشم روزہ دار — در شب تیرہ چو گوہر نور بار
کار مردانت صیام است و قیام — کام مادر خود دبام و خواب شام
مرد کُن یا خاک راہت کُن شتاب — ایں بہائم را چناں کو کُن تراب

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمِخْدَعُ مَقَامِیْ	وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

از حسن نسل من در مخدع مقام — پائے من بر گردن جملہ کرام
سرورا ماہم براہ افتادہ ایم — پائمالت را سرے بنہادہ ایم
گل براہ یک قدم گل کم بداں — حسبۃً للہ مرو دامن کشاں

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ	وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

مولدم جیلاں و نامم محی دین — رائتم بر قلہائے کوہ بیں
اے ز آیاتِ خدا رایات تو — معجزاتِ مصطفٰے آیات تو
جلوہ دہ از رائیتت ایں آئیت — چوں منی محشور زیر رائیتت

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ	وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

نام مشہور است عبد القادرم — عین ہر فضل آں جدِّ اکبرم
آں جدت چوں نباشد آں تو — وارثی اے جان من قربان تو
بر رضائے ناقصت افشاں نوال — یک چشیدن آبے از بحر الکمال

ثم

خفتہ دل تا چند تنگ زیستن — بر رخش از بحر فضل آبے بزن
تشنہ کامے پا بدامی کردہ غش — بحر سائل را بگو خود رو برش
رو برش او زا برش بیدار ساز — ہوش بخش و نوش بخش و جاں نواز
جاں نوازا جاں فدائے نام تو — کام جاں دہ اے جہاں در کام تو

ایں دعا از بندہ آمیں از ملک
پوزش از بغداد اجابت از فلک

ترنّم عندلیب قلم بثنا برخسا مدح اکرم حضور پیر مرشد برحق علیہ الحق رضوان

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول   خوشا سرے کہ کنندش فدائے آلِ رسول
گناہ بندہ بخش ائے خدائے آل رسول   برائے آل رسول از برائے آلِ رسول
ہزار دُرِّ سعادت برآرد از صدفے   بہائے ہر گہرے بے بہائے آلِ رسول
سیہ سپید نہ شد گر رشید مصرش داد   سیہ سپید کہ سازد عطائے آلِ رسول
اِذَا رُؤُوا ذُکِرَ اللّٰہِ معائنہ بینی   من و خدائے من آنست ادائے آلِ رسول
خبر دہد ز تنگ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ   فنائے آل رسول و بقائے آلِ رسول
ہزار مہر پرد در ہوائے او چو ہبا   بروز ؟ نے کہ درخشد ضیائے آلِ رسول
نصیب پست نشیناں بلند لیست اینجا   تواضع ست در مُرتقائے آلِ رسول
برآب چرخ بریں و ببیں ستارہ او   گر انجاک و بیا بر سمائے آلِ رسول
قبائے شہ بگلیم سیاہ خود نخرد   سیہ گلیم بنا شد گدائے آلِ رسول
دوائے تلخ مخور شہد نوش و مژدہ نیوش   بیا مریض بدر الشفائے آلِ رسول
ہمیں نہ از سر افسر کہ ہم ز سر برخاست   نشست ہر کہ بفرقش ہمائے آلِ رسول
بسخر و طعنۂ سختی زند بعارض گل   بسنگ صخرہ وزد گر صبائے آلِ رسول
دہد زباغ مُنیٰ غنچہ ہائے زر بہ گرہ   دم سوال حیا و غنائے آلِ رسول
زچرخ دکان زر شرقی و مغربی آرند   بدرد مس بمس کیمیائے آلِ رسول
جرس بصلصلہ اش آنچہ گفت راہی را   ہماں بسلسلہ آرد درائے آل رسول

رسول داں شوی از نام او نمی بینی — دو حرف معرفہ در ابتدائے آلِ رسول
بخدمتش نخرد باج و تاج زنگ و فرنگ — سپید بخت سیاہ سرائے آلِ رسول
اگر شب است و خطر بخت و رہ نمیدانی — ببند چشم و بیا بر قفائے آلِ رسول
زرہ نہند کلاہ غرور مدعیاں — بجلوہ مدائے کفش پائے آلِ رسول
ہزار جامۂ سالوس را کتانی دہ — بتاب اے مہ جیب قبائے آلِ رسول
مرو بمیکدہ کانجا سیاہ کارانند — بیا بخانقۂ نور زائے آلِ رسول
مرو بمجلس فسق و فجور شیاداں — بیا بانجمن اتقائے آلِ رسول
مرو بدامگہ ایں دروغ بافاں ہیچ — بیا بجلوہ گہ دلکشائے آلِ رسول
ازاں بانجمن پاک سبز پوشاں رفت — کہ سبز بود دراں بزم جائے آلِ رسول
شکست شیشۂ ہجر و پری بشیشہ ہنوز — ز دل نمیرود آں جلوہ ہائے آلِ رسول
شہید عشق نمیرد کہ جان بجاناں داد! — تو مردی ایکہ جدائی ز پائے آلِ رسول
بگو کہ وائے من و وائے مردہ ماندن من — منال ہرزہ کہ ہیہات وائے آلِ رسول
کہ می برو ز مریضان تلخ کام نیاز — بعہد شہد فروش بقائے آلِ رسول
صبا سلام اسیران بستہ بال رساں — بطائران ہوا و فضائے آلِ رسول
خطا مکن و لکا پردہ لیست ذوری نیست — بگوش میخورد اکنوں صدائے آلِ رسول
مگو کہ دیدہ تری و غبار دیدہ بخند — بکار تست کنوں توتیائے آلِ رسول
تپیچ در غم اغیار گاں ذنب شعار — اگر ادب نکنند از برائے آلِ رسول
ہر آنکہ بحث کند بحث بہر نفس ولیست — غنی ست حضرت چرخ اعتلائے آلِ رسول
سپاس کن کہ سپاس و سپاس بدمنشاں — نیاز و ناز ندارد ثنائے آلِ رسول
نہ سنگ بشورد نہ شیر بجا مشی کاہد — ز قدر بدر و ضیائے ذکائے آلِ رسول
تواضع شہ مسکیں نواز را نازم — کہ ہمچو بندہ کند بوس پائے آلِ رسول

منم امیر جہانگیر کجکلاہ یعنی کمینہ بندۂ مسکین گدائے آلِ رسول
اگر مثال خلافت دہد فقیرے را عجب مدار ز فیض و سخائے آلِ رسول
مگیر خردہ کہ آں کس نہ اہل ایں کار ست کہ داند اہل نمودن عطائے آلِ رسول
بہیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا تبارک اللہ ما و ثنائے آلِ رسول

مراز نسبت ملک است امید آنکہ بہ حشر
ندا کنند بیا اے رضائے آلِ رسول

ؑ

مُصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مُصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

نورِ عینِ لطافت پہ الطف درود
زیب و زینِ نظافت پہ لاکھوں سلام

سروِ نازِ قدم مغزِ رازِ حکم
یکہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام

نقطۂ سرِّ وحدت پہ یکتا درود
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اصلِ ہر بود و بہبودِ تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درود
فتقِ ازہارِ قربت پہ لاکھوں سلام

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہرِ فردِ عزت پہ لاکھوں سلام

سرِّ غیبِ ہدایت پہ غیبی درود
عطرِ جیبِ نہایت پہ لاکھوں سلام

ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں درود
شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام

کنزِ ہر بیکس و بے نوا پر درود
حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

مطلعِ ہر سعادت پہ اسعد درود
مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پر درود
نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام

خلق کے دادرس سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بےکس کی دولت پہ لاکھوں درود
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ دنیٰ ھو میں گم کن انا
شرحِ متنِ ہویت پہ لاکھوں سلام

انتہائے دوئی ابتدائے یکی
جمعِ تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

کثرتِ بعد قلت پہ اکثر درود
عزتِ بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

ربِ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود
غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام

سببِ ہر سبب منتہائے طلب
علتِ جملہ علت پہ لاکھوں سلام

مصدرِ مظہریت پہ اظہر درود
مظہرِ مصدریت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت
ظلِ ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکۂ ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

لختِ لختِ دلِ ہر جگر چاک سے
شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال
اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مُژہ
ظُلّۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اشکباریٔ مُژگاں پہ برسے درود
سلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

معنی قَدْ رَایٰ مقصد مَاطَغیٰ
نرگسِ باغِ قُدرت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

نیچی آنکھوں کی شرم و حیاء پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

ان کے خد کی سُہولت پہ بے حد درود
اُن کے قد کی رِشاقت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

شبنم باغ حق یعنی رُخ کا عرق
اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن
سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

رِیش خوش مُعتدل مرہم ریش دل
ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلیِ گُلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خُدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

جس کے پانی سے شاداب جان و جِناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جان بنے
اس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

جس کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے — ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں — اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں — اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف — ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسود و کعبہ جان و دل — یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

روئے آئینۂ علم پشتِ حضور — پشتیٔ قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس طرف اٹھا غنی کر دیا — موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں — ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستون — ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم — اس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں — انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

عیدِ مشکل کشائی کے چمکے ہلال — ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود — شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں — غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھنچ کر بندھی — اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

انبیاء تہ کریں زانو اُن کے حضور — زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

ساقِ اصلِ قدم شاخِ نخلِ کرم — شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم — اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود — یادگاریٔ اُمت پہ لاکھوں سلام

زرع شاداب و ہر ضرع پُر شیر سے — برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

بھائیوں کے لیے ترکِ پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

مہد والا کی قسمت پہ صدہا درود
برجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

اٹھتے بوٹوں کی نشو و نما پر درود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

فضلِ پیدائشی پر ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

سیدھی سیدھی روش پہ کروروں درود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

روزِ گرم و شبِ تیرہ و تار میں
کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک
اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

اندھے شیشے جھلا جھل دمکنے لگے
جلوہ ریزیٔ دعوت پہ لاکھوں سلام

لطفِ بیداریٔ شب پہ بے حد درود
عالمِ خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام

خندۂ صبحِ عشرت پہ نوری درود
گریۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

نرمیٔ خوئے لینت پہ دائم درود
گرمیٔ شانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

گردِ مہ دستِ انجم میں رخشاں ہلال
بدر کی دفعِ ظلمت پہ لاکھوں سلام

شورِ تکبیر سے تھرتھرائی زمین
جنبشِ جیشِ نصرت پہ لاکھوں سلام

نعرہ ہائے دلیراں سے بن گونجتے
غرشِ کوسِ جرأت پہ لاکھوں سلام

وہ چقاچاق خنجر سے آتی صدا
مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام

ان کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں
شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

الغرض اُن کے ہر مُو پہ لاکھوں درُود — اُن کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام
ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی درُود — ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام
ان کے مولیٰ کے اُن پر کروروں درُود — اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام
پارہائے صحف غنچہ ہائے قدس — اہل بیتِ نبوّت پہ لاکھوں سلام
آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے — اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
خونِ خیر الرّسل سے ہے جن کا خمیر — ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اس بتولِ جگر پارۂ مصطفےٰ — حجلہ آرائے عفّت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے — اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاھرہ طیّبہ طاھرہ — جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیا — راکبِ دوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام
اوجِ مہرِ ہدیٰ موجِ بحرِ ندیٰ — رُوحِ رُوحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام
شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی — چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام
اُس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا — بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام
دُرِ دُرجِ نجف مہرِ برجِ شرف — رنگ رُومی شہادت پہ لاکھوں سلام
اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق — بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام
جلوگیّانِ بیت الشّرف پر درُود — پردگیّانِ عفّت پہ لاکھوں سلام
سیّما پہلی ماں کہفِ امن و اماں — حق گذارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی — اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
مَنْزِلٌ مِن قَصَبْ لَا نَصَبْ لَا صَخَبْ — ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام
بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی — اس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام
یعنی ھے سُورۂ نُور جن کی گواہ — اُن کی پُر نُور صورت پہ لاکھوں سلام

جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں
اس سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام

شمع تابانِ کاشانۂ اجتہاد
مفتیٔ چار ملت پہ لاکھوں سلام

جاں نثارانِ بدر و احد پہ درود
حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

خاص اس سابقِ سیرِ قربِ خدا
اوحدِ کاملیت پہ لاکھوں سلام

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفا
عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرّسل
ثانیٔ اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اصدق الصّادقین سیّد المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

فارقِ حق و باطل امام الھدیٰ
تیغِ مسلولِ شدّت پہ لاکھوں سلام

ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

زاہدِ مسجدِ احمدی پر درود
دولتِ جیشِ عسرت پہ لاکھوں سلام

دُرِّ منثور قرآں کی سلک بھی
زوجِ دو نورِ عفّت پہ لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہُدیٰ
حلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین!
ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

اصلِ نسلِ صفا وجہِ وصلِ خدا
بابِ فضلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

اوّلیں دافعِ اہلِ رفض و خروج
چارمی رکنِ ملّت پہ لاکھوں سلام

شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

ماحیٔ رفض و تفضیل و نصب و خروج
حامیٔ دین و سنّت پہ لاکھوں سلام

مومنین پیشِ فتح و پسِ فتح سب
اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہلِ محبّت پہ لاکھوں سلام

باقی ساقیانِ شرابِ طہور ۔ زینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام
اُن کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود ۔ اُن کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام
شافعی، مالک، احمد، امام حنیف ۔ چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام
کاملانِ طریقت پہ کامل درود ۔ حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام
غوثِ اعظم امام التقیٰ والنقیٰ ۔ جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
قطبِ ابدال و ارشاد و رُشد الرّشاد ۔ محیِ دین و ملّت پہ لاکھوں سلام
مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد درود ۔ فردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام
جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء ۔ اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
شاہ برکات و برکاتِ پیشینیاں ۔ نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام
سیّد آلِ محمّد امام الرشید ۔ گلِ روضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام
حضرتِ حمزہ شیرِ خدا و رسول ۔ زینتِ قادریّت پہ لاکھوں سلام
نام و کام و تن و جان و حال و مقال ۔ سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام
نورِ جاں عطرِ مجموعۂ آلِ رسول ۔ میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام
زیبِ سجّادہ سجّادِ نوری نہاد ۔ احمدِ نور طینت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب ۔ تا ابد اہلِ سُنّت پہ لاکھوں سلام
تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خُدا ۔ بندہ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام
میرے اُستاد ماں باپ بھائی بہن ۔ اہلِ ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں ۔ شاہ کی ساری اُمّت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور ۔ بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

صلی اللہ علیہ وسلم

اے شافعِ تر دامناں وے چارۂ دردِ نہاں   جانُ و دلُ و رُوح درِ واں العیتی شہ عرش آستاں
اے مسندت عرش بریں وے خادمت روحِ امیں   مہر فلک ماہِ زمیں شاہِ جہاں زیب جناں
اے مرہمِ زخمِ جگر یاقوت لب والا گہر   غیرتِ وہ شمس و قمر رشکِ گل و جانِ جہاں
اے جانِ من جانانِ من ہم دردِ ہم درمانِ من   دینِ من و ایمانِ من امن و امانِ اُمتاں
اے مقتدا شمعِ ہدیٰ نورِ خدا ظلمت زدا   مہرت فدا ماہت گدا نورت جدا از این و آں
عینِ کرم زینِ حرم ماہِ قدم انجم خدم   والا حشم عالی ہمم زیرِ قدم صد لامکاں
آئینہ ہا حیرانِ تو شمس و قمر جویانِ تو   سیارہا قربانِ تو شمعت فدا پروانہ ساں
گل مست شد از بوئے تو بلبل فدائے روئے تو   سُنبل نثارِ موئے تو طوطی بیادت نغمہ خواں
بادِ صبا جویانِ تو باغِ خدا از آنِ تو   بالا بلا گردانِ تو شاخِ چمن سروِ چماں
یعقوب گریانت شدہ ایوب حیرانت شدہ   صالح حُدی خوانت شدہ اے یکہ تازِ لامکاں
خضرت گویاں العطش موسیٰ بامین گشتہ غش   یعقوب شد بینا ئش دریادت اے جانِ جہاں
وہ ہجرِ تو سوزاں دلم پارہ جگر از رنج و غم   صد داغ سینہ از الم در چشم دل دریا رواں
بہرِ خدا مرہم بنہ از کارِ من بکشا گرہ   فریادرس دادے بدہ دستے بما اُفتادگاں
مولیٰ زپا اُفتادہ ام دارم شہا چشمِ کرم   مہرِ عرب ماہِ عجم رحمے بحالِ بندگاں

شکر بدہ گو یک سخن تلخ است بر من جانِ من
بار نقاب از رُخ فگن بہرِ رضائے خستہ جاں

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ

نالۂ دلِ زار بسرکارِ ابد قرار صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ الاطہار

یا خدا بہر جناب مصطفےٰ امداد کُن ۔۔۔ یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کُن
یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین ۔۔۔ یا امان الخائفین یا ملتجیٰ امداد کُن
حرزِ من لا حرز لہ یا کنزِ من لا کنز لہ ۔۔۔ عزِ من لا عز لہ یا مرتجےٰ امداد کُن
اے ثروتِ بے ثروتاں اے قوّت بے قوتاں ۔۔۔ اے پناہ بیکساں اے غمزدہ امداد کُن
یا مفیض الجود یا سر الوجود اے تخم بُود ۔۔۔ اے بہار ابتدا و انتہا امداد کُن
اے مغیث اے غوث اے غیث اے غیاث نشاتین ۔۔۔ اے غنی اے مغنی اے صاحب حیا امداد کُن
نعمت الٰہی محنتا اے منّت بے منتہیٰ ۔۔۔ رحمتا بے زحمتا عین عطا امداد کُن
نیّر نور الہدیٰ بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ ۔۔۔ اے رُخت آئینہ ذات خدا امداد کُن
اے گدایت جن و انس و حور و غلمان و ملک ۔۔۔ وے فدایت عرش و فرش ارض و سما امداد کُن
اے قریشی ہاشمی طیبی تہامی ابطحی ۔۔۔ عز بیت اللہ و عذرا و قبا امداد کُن
یا طبیب الرّوح یا طیب الفتوح اے بے قبوح ۔۔۔ مظہر سُبّوح پاک از عیب ہا امداد کُن
اے عطا پاش اے خطا پوش اے عفو کیش اے کریم ۔۔۔ اے سراپا رأفت ربّ العلیٰ امداد کُن
اے سرورِ جانِ غمیں اے پیئے اُمت حزیں ۔۔۔ اے غم تو ضامن شادی ما امداد کُن
اے بہیں عطرے ز اعلیٰ جو نہ عطار قدس ۔۔۔ اے مہین درّے ز درج اصطفا امداد کُن
ایکہ عالم جملہ دادندت مگر عیب و قصور ۔۔۔ سرورِ بے نقص شاہ بے خطا امداد کُن
بندہ مولیٰ و مولائے تمامی بندگان ۔۔۔ اے ز عالم بیش و بیش از تو خُدا امداد کُن

اے علیم، اے عالم، اے علّام اعلم اے عَلَم — علم تو معنی ز عرض مدعا امداد کن
اے بدست تو عناں کن مکن کن لاتکن — دے بحکمت عرش و ماتحت الثریٰ امداد کن
یند قلب الہدیٰ جلب الندی سلب الرّدیٰ — غمزدہ عمر الردا الحمدیٰ امداد کن
سرور اکہف الوریٰ تن را دوا جاں را شفا — اے نسیم دامنت عیسیٰ لقا امداد کن
اے برائے ہر دلِ مغشوش و چشم پُر غبار — خاک کویت کیمیا و توتیا امداد کن
جانِ جاں جانِ جہاں بانِ جہاں را جانِ جاں — بلکہ جاں با خاک نعلینت شہا امداد کن
مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ آقا آنچہ بر روئے زمیں است — در تو فانی، در تو گم بر تو فدا امداد کن
کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ اے آنکہ خلق — در تو مستہلک تو در ذات خدا امداد کن
سہل کارے باشدت تسہیل ہر مشکل از آنکہ — ہر چہ خواہی می کند فوراً ترا امداد کن
دا رہاں از من مرا بے من سوئے خود خواں مرا — مدعا بخشا دے بے مدعا امداد کن

فغانِ جانِ غمگین بر آستانِ تمکین
اسد اللہ المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ امداد کن

مرتضیٰ شیرِ خدا مرحب کشا خیبر کشا
سرورا لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

حیدرا اژدر درا ضرغامِ ہائل منظرا
شہرِ عرفاں را درا روشن درا امداد کن

ضیغما غیظ و غما زیغ و فتن را راغما
پہلوانِ حق امیرِ لافتیٰ امداد کن

اے خدا را تیغ وائے اندامِ احمد را سپر
یا علی یا بوالحسن یا بوالعلیٰ امداد کن

یا یداللہ یا قوی یا زور بازوئے نبی
من زپا افتادم اے دستِ خدا امداد کن

اے نگارِ رازدار قصر اللہ انتجیٰ
اے بہارِ لالہ زارِ انّما امداد کن

اے تنت را جامۂ پُر زر جلوہ بارئ عنا
اے سرت را تاجِ گوہر ہل اتیٰ امداد کن

اے رُخت را غازۂ تطہیر و اذہاب نجس
اے لبت را مایۂ فصل القضا امداد کن

اے بجیّات و حریر ایمن ز شمس و زمہریر
اے ترا فردوسِ مشتاقِ لقا امداد کن

اے بحضرت ور ز حسرت و نصرتِ جاں بسوز
شکر ایں نصرت بیک نظرت مرا امداد کن

یا طلیق الوجہ فی یومٍ عبوسٍ قمطریر
یا بہیج القلب فی یوم الاسیٰ امداد کن

اے وقاہم ربہم امنت ز شرِّ مستطیر
مجرمم میجویم از کفر وقا امداد کن

اے تنت در راہِ مولیٰ خاک و جانت عرشِ پاک
بوتراب اے خاکیاں را پیشوا امداد کن

اے شبِ ہجرت بجائے مصطفیٰ بر رخت خواب
اے دمِ شدّت فدائے مصطفیٰ امداد کن

اے عدوئے کفر و نصب و رفض و تفضیل و خروج
اے علوئے سُنّت و دینِ ہدیٰ امداد کن

شمعِ بزم و تیغِ رزم و کوہِ عزم و کانِ حزم
اے گدا وائے فزوں تر از گدا امداد کن

نفیرِ دل تفتگان کرب و بلا بر درِ حسینؑ سیّد الشہدا علیٰ جدّہٖ علیہ الصلوٰۃ والثناء

یا شہیدِ کربلا یا دافعِ کرب و بلا
گل رخا شہزادۂ گلگوں قبا امداد کن

اے حسینؑ اے مصطفیٰؐ را راحتِ جاں نورِ عین
راحتِ جاں نورِ علیؑ ہم دہ بیا امداد کن

اے ز حسنِ خلق و حسنِ خَلق احمدؐ نسخۂ
سینہ تا پا شکلِ محبوبِ خدا امداد کن

جانِ حسنؑ ایمانِ حسنؑ وایکان حسن الیشانِ حسنؑ
اے جمالت لمع سمع من رای امداد کن

جانِ زہراؑ و شہید زہرا را نور و ظہیر
زہرت از ہار تسلیم و رضا امداد کن

اے بواقع بیکسانِ دہر را زیبا کہ
دے بظاہر بیکسِ دشتِ جفا امداد کن

اے گلویت گہ لبانِ مصطفیٰؐ را بوسہ گاہ
گہ لب تیغ لعیں را حِرتا امداد کن

اے تن تو کہ سوارِ شہ سوارِ عرش ناز
گہ چناں پامال خیلِ اشقیاء امداد کن

اے دل و جان فدائے تشنہ کامی ہائے تو
اے لبت شرحِ رضینا بالقضا امداد کن

اے کہ سوزت خانمانِ آب را آتش زدے
گر بودے گریۂ ارض و سما امداد کن

اے چہ بحرِ تفتگی کوثر لب وایں تشنگی
خاک بر فرقِ فرات از لبِ مرا امداد کن

ابرِ گوہر گر مبہار و نہر گوہر گر مریز
خود لبش تسلیم و فیضت جدّا امداد کن

ترزبانی مدح نگار بذکر بقیہ ائمہ اطہار و دیگر اولیائے کبار تا حضرت غوثیت مدار علیہم رضوان الغفار

باقی اسیاد یا سجاد یا شاہِ جوّاد
خضر ارشاد آدم آلِ عبا امداد کن

اے بقیدِ ظلم وصد قیدی زبند غم کشا
اے تہ بیداد وکانِ دادہا امداد کن

باقرا یا عالم سادات یا بحر العلوم
از علومِ خود بدفعِ جہل ما امداد کن

جعفرِ صادق بحق ناطق بحق واثق توئی
بہر حق مارا طریق حق نما امداد کن

شانِ حلماً کانِ علماً جان سلماً السلام
موسیٰ کاظم جہاں ناظم مرا امداد کن

اے ترا زین از عبادت وز توزین عابداں
بہر ایں بے زینت از زین وصفا امداد کن

ضامنِ ثامن رضا برمن نگاہے از رِضا
خشم را شایانم و گویم رضا امداد کن

یا شہ معروف مارا رہ سوئے معروف دِہ
یا سری امن از سقط درد و سرا امداد کن

یا جنید اے بادشاہِ جندِ عرفاں المدد
شبلیا اے شبل شیر کبریا امداد کن

شیخ عبد الواحد ارا ہم سوئے وحدت نما
بے فرح را بالفرح طرطوسیا امداد کن

بوالحسن ہکاریا حالم حسن کن بے ریا
اے علی اے شاہ عالی مرتضےٰ امداد کن

سرورِ مخزوم سیف اللہ اے خالد بقرب
بوسعیدا اسعدا سعد الوریٰ امداد کن

اے ترا برے چو عبد القادر جیلی مرید
برسگانِ درگہش لطفے نما امداد کن

وہ چہ شیر شرزہ رالست از بخت سعید
دشت ضیغم لیث شیر و شیرزا امداد کن

بامید است ارجا خود بالیدن و زمان ضراعت بر خاک مالیدن و بدرگاہ بیکس پناہ غوثیّت نالیدن

بلبلے خوش آمدم در کوئے بغداد آمدم
رقصم و چوں شد زہر مویم ندا امداد کن

طرفہ ترسانے زنم بر لب زدہ مُہر ادب
خیزد از ہر تار جیب من صدا امداد کن

بوسہ گستاخانہ چیدن خواہم از پائے سگش
ورنہ بخشد پیش شہ گویم شہا امداد کن

مطلع دوم مشرق مہر مدحت از افق سپہر قادریّت

آہ یا غوثاہ یا غیثاہ یا امداد کن
یا حیوٰۃ الجود یا روح للمنا امداد کن

یا ولی الاولیاء ابن نبی الانبیاءؑ
اے کہ پایت بر رقاب اولیاء امداد کن

دست بخش حضرت حمّاد زیب دستِ خود
از تو دستے خواہد ایں بے دست و پا امداد کن

مجمع ہر دو طریق و مرجع ہر دو فریق
فاضلان دو اصلاں را مقتدا امداد کن

داشیاں بر بندہ از ہر سو ہجوم آوردہ ام
یا عزو ماؤ تنا عند الوغا امداد کن

بہر لاخوف علیہم نجنا مما نخاف
بہر لاہم یحزنون غمہا زدا امداد کن

اے بامصار کرم دو قرن پیشیں دو حرم
تو بملکِ اولیاء چوں ایلیا امداد کن

عزنا یا حرزنا کنزنا یا فوزنا
لیثنا یا غیثنا یا غوثنا امداد کن

شاہِ دیں عمر سنن ماہِ زمیں مہر زمن
گاہ کیں بہر فتن برقِ فنا امداد کن

طیّب الاخلاق و حق مشتاق دو اصل بفراق
نیّر الاشراق و لماع السنا امداد کن

مہرباں تر بر من از من آگہ تر زمن
چند گویم سید اجود الندی امداد کن

تسلیۂ خاطر بذکرِ عاطر بقیہ اکابر جناب سحاب برکات مماطر قدس القادر اسرارہم الاطاہر

یا ابن ہذالمرتجےٰ یا عبد رزاق الورٰی — تا کہ باشد رزق ما عشق شما امداد کُن
یا ابا صالح صلاحِ دین و اصلاح قلوب — فاسدم گلزار و در جوشِ ہوا امداد کُن
جان نصری یا محی الدین فَانصُرُ وَ انتَصِر — اے علی اے شہریارِ مرتضےٰ امداد کُن
سیّد موسیٰ کلیم طور عرفاں المدد — اے حسن اے تاجدارِ مجتبےٰ امداد کُن
منتقی جوہرِ زجیلاں سیّد احمد الاماں — بے بہا گوہر بہاؤ الدّین بہا امداد کُن
بندہ را نمرودِ نفس انداخت در نار ہوا — یا براہیم ابرآتش گل کنا امداد کُن
اے محمد اے بھکاری اے گدائے مُصطفےٰ — ما گدایانِ درت اے باسخا امداد کُن
النجا اے زندۂ جاوید اے قاضی جیا — اے جمالِ اولیا یوسف لقا امداد کُن
یا محمد یا علم آخر زدست غفلتم — اے کہ ہر مُوئے تو در ذکر خدا امداد کُن
اے نبامت شیرۂ جاں شد نبات کالپی — احمد انوشیں لبا شیریں ادا امداد کُن
شاہ فضل اللہ یا ذوالفضل یا فضلِ الٰہ — چشم در فضلِ تو لبت ایں بینوا امداد کُن

سلسلہ سخن تا شاخ معلائی برکاتی رسیدن و بر درِ آقایانِ خود در حریم گدائی علی اللہی کشیدن

شاہ برکات اے ابوالبرکات اے سلطانِ جود
بارک اللہ اے مبارک بادشاہ امداد کن

عشقی اے مقتولِ عشق اے خوں بہا عینِ ذات
اے بجان بگزشتہ جاناں واصلا امداد کن

بیخودائے خدا آلِ محمد مصطفےٰ
سیدا حق واجدا یا مقتدا امداد کن

اے حریمِ طیبۂ توحید را کوہِ اُحد
یا جبل یا حمزہ یا شیرِ خدا امداد کن

اے سراپا چشم گشتہ در شہود عینِ ہُو
زاں سبب کردند نامت عینیا امداد کن

یا ابوالفضل آلِ احمد حضرت اچھے میاں
شاہِ شمس الدین ضیاء الاصفیا امداد کن

وحی بر جدّ تو لا یاتلِ اولو الفضل آمدہ است
بندہ بے برگ و تو با فضل و غنا امداد کن

گو نہ ہجرت کردم از اثم و غنی ارزم بقرب
آخر ایں در را نیم مسکیں گدا امداد کن

اے کہ شمسی و کرامت ہائے تو مثلِ نجوم
اے عجب ہم مہر و ہم انجم نما امداد کن

من سرت کردم ومے دیگر زشرقِ خرق تاب
آفتابا در شب داجم بیا امداد کن

تاجدار حضرت مارہرہ یا آلِ رسول
اے خدا خواہ و جدا از ما عدا امداد کن

اے شہ والا عسیمِ آلا عظیم المرتبت
اے پئے الا ذبیح تیغ لا امداد کن

نائل وجود از نمی زاں یم مرا سیراب ساز
تو گل جود از شمے جانم فزا امداد کن

اے عجب غیبے ترا شہود از غیب شہود
دیدہ از خود نیستی و دیدی خدا امداد کن

خلاصۂ فکر و عرض خاص

بندہ ام والامر امرک آنچہ دانی کن ہمین
من نمی گویم مرا بگزار یا امداد کن

خانہ زادان کریما گر بشدت میزنید
این من و اینک رم درنے مرا امداد کن

دست من بگرفتی و بر تست پاسش بعد ازیں
یا تو دانی یا ہماں دست تو یا امداد کن

گر بد و زخ میبر دم آخر ہمی گویند خلق
کاں رسولی میرود غیرت برا امداد کن

عار باشد بر شباں وہ اگر ضائع شود
یک رسن در دشت یا حامی الحمی امداد کن

مسک الختام و قد لکنۃ المرام و رجوع الکلام الی الملک المنعام جل و علا

یا الٰہی ذیل ایں شیراں گرفتم بندہ را
از سگان شاں شمار د دائما امداد کن

بے وسائل آمدن سوئے تو منظور تو نیست
زاں بہر محبوب تو گوید رضا امداد کن

مظہر عون اند و اینجا مغز حرفے بیش نیست
یعنی اے رب نبی و اولیاء امداد کن

نیست عون از غیر تو بل غیر تو خود ہیچ نیست
یا الٰہ الحق الیک المنتہی امداد کن

ؐ

مُصطفےٰ خیر الوریٰ ہو — سرورِ ہر دوسرا ہو
اپنے اچھّوں کا تصدّق — ہم بدوں کو بھی نباہو
کس کے پھر ہو کر رہیں ہم — گر تمہیں ہم کو نہ چاہو
بد ہنسیں تم ان کی خاطر — رات بھر رو و کراہو
بد کریں ہر دم بُرائی — تم کہو ان کا بھلا ہو
ہم وہی ناشُستہ رُو ہیں — تم وہی بحرِ عطا ہو
ہم وہی شایاں رُو ہیں — تم وہی شانِ سخا ہو
ہم وہی بے شرم بد ہیں — تم وہی کانِ حیا ہو
ہم وہی ننگ جفا ہیں — تم وہی جانِ وفا ہو
ہم وہی قابل سزا کے — تم وہی رحمِ خدا ہو
چرخ بدلے دھر بدلے — تم بدلنے سے ورا ہو
اب ہمیں ہوں سہو حاشا — ایسی بھولوں سے جدا ہو

عمر بھر تو یاد رکھا ۔۔۔ وقت پر کیا بھولنا ہو
وقت پیدائش نہ بھولے ۔۔۔ کیف نیسے کیوں قضا ہو
یہ بھی مولیٰ عرض کردوں ۔۔۔ بھول اگر جاؤ تو کیا ہو
وہ ہو جو تم پر گراں ہے ۔۔۔ وہ ہو جو ہر گز نہ چاہو
وہ ہو جس کا نام لیتے ۔۔۔ دشمنوں کا دل برا ہو
وہ ہو جس کے رو کی خاطر ۔۔۔ رات دن وقف دعا ہو
مرٹیں برباد بندے ۔۔۔ خانہ نہ آباد آگ کا ہو
شاد ہو ابلیس ملعوں ۔۔۔ غم کسے اس قہر کا ہو
تم کو ہو واللہ تم کو ۔۔۔ جان و دل تم پر فدا ہو
تم کو غم سے حق بچائے ۔۔۔ غم عدو کو جانگزا ہو
تم سے غم کو کیا تعلق ۔۔۔ بے کسوں کے غم زدا ہو
حق درودیں تم پہ بھیجے ۔۔۔ تم مدام اس کو سرا ہو
وہ عطا دے تم عطا لو ۔۔۔ وہ وہی چاہے جو چاہو
بر تو او پاشد تو بر ما ۔۔۔ تا ابد یہ سلسلہ ہو

کیوں رضا مشکل سے ڈریئے
جب نبی مشکل کشا ہو

ملک خاص کبریا ہو ۔۔۔ مالک ہر ما سوا ہو
کوئی کیا جانے کہ کیا ہو ۔۔۔ عقل عالم سے ورا ہو
کنز مکتوم ازل میں ۔۔۔ در مکنون جدا ہو
سب سے اول سب سے آخر ۔۔۔ ابتداء ہو انتہا ہو
تھے وسیلے سب نبی تم ۔۔۔ اصل مقصود ھدیٰ ہو

پاک کرنے کو وضو تھے ۔۔۔ تم نمازِ جاں فزا ہو
سب بشارت کی اذاں تھے ۔۔۔ تم اذاں کا مدعا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے ۔۔۔ تم مؤخر مبتدا ہو
قربِ حق کی منزلیں تھے ۔۔۔ تم سفر کا منتہیٰ ہو
قبل ذکر اضمار کیا جب ۔۔۔ رتبہ سابق آپ کا ہو
طورِ موسیٰ چرخِ عیسیٰ ۔۔۔ کیا مساویِ دَنیٰ ہو
سب جہت کے دائرے میں ۔۔۔ شش جہت سے تم ورا ہو
سب مکاں تم لامکاں میں ۔۔۔ تن ہیں تم جانِ صفا ہو
سب تمہارے در کے رستے ۔۔۔ ایک تم راہِ خدا ہو
سب تمہارے آگے شافع ۔۔۔ تم حضورِ کبریا ہو
سب کی ہے تم تک رسائی ۔۔۔ بارگہ تک تم رسا ہو
وہ کلس روضے کا چمکا ۔۔۔ سر جھکاؤ کج کلا ہو
وہ درِ دولت پہ آئے ۔۔۔ جھولیاں پھیلاؤ شاہو

نوٹ: مقطع دستیاب نہیں ہوا

در منقبت حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ

السلام اے احمدت صہر و برادر آمدہ
حمزہ سردارِ شہیداں عمّ اکبر آمدہ

جعفرے کو می پرد صبح و مسا با قدسیاں
با تو ہم مسکن بہ بطن پاک مادر آمدہ

بنتِ احمد رونق کاشانۂ و بانوئے تو
گوشت و خون تو ملجش شیر و شکر آمدہ

ہر دو ریحانِ نبی گلہائے توزاں گل زمیں
بہرہ گل چینت زمین باغ بر تر آمدہ

می چمیدی گلبنا در باغِ اسلام و ہنوز
غنچہ اَت نشگفت و نے نخلے و گر بر آمدہ

زم زم از بزم دامن چیدہ رفتہ باد تند
یا علی چوں بر زبانِ شمع معطر آمدہ

ماہِ تاباں گو متاب و مہرِ رخشاں گو مرخش
باختر تا خاور اسمت نُور گستر آمدہ

حل مشکل کن بروئے من درِ رحمت کشا
اے بنام مسلم فتح خیبر آمدہ

مرحبا اے قاتلِ مرحب امیر الاشجعین
در ظلال ذو الفقارت شورِ محشر آمدہ

سینہ اَم را مشرقستاں کُن بنورِ معرفت
اے کہ نامِ سایہ اَت خورشید خاور آمدہ

کے رسد مولیٰ بمہر تابناکت نجمِ شام
گو بنورِ صحبت او ہم صبح انور آمدہ

ناصبی را بغض تو سوئے جہنم رہ نمود
رافضی از حُبّ کاذب در سقر در آمدہ

مَن ز حق میخواہم اے خورشید حق آں مہر تو
کز ضیائش عالم ایماں منوّر آمدہ

بہر استر چادر مہتاب واین زریں پرند
ناپذیرائے گلیم بخت قنبر آمدہ

تشنہ کامِ خود رضا ئے خستہ را ہم جرعۂ
شکر آں نعمت کہ نامت شاہ کوثر آمدہ

تم

در منقبت حضرت اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ

اے بدورِ خود امامِ اہلِ ایقاں آمدہ — جانِ انس و جانِ جان و جانِ جاناں آمدہ

قامتِ تو سروِ نازِ جوئبارِ معرفت — روئے تو خورشیدِ عالم تابِ ایماں آمدہ

موئے زلفِ عنبرینت قوّتِ روحِ ہدیٰ — رنگِ رویت غازۂ دینِ مسلماں آمدہ

زنگ از دلہا زداید خاک بوسئ درت — تابناک از جلوہ ات مرأتِ احساں آمدہ

صد لطائف میکشاید یک نگاہِ لطفِ تو — دستِ فیضانت کلیدِ بابِ عرفاں آمدہ

نامت آلِ احمد و احمد شفیع المذنبین — زاں دل از دستِ گنہ پیشِ تو نالاں آمدہ

پُر صدا شد باغِ قدس از نغمہائے وصفِ تو — تا بہارِ جنّت از گلزارِ جیلاں آمدہ

چوں گلِ آلِ محمد رنگ حمزہ بر فروخت — بوئے آلِ احمد اندر باغِ عرفاں آمدہ

گلبنِ نورستہ ات را سبزہ چرخِ کہن — فرش پا انداز بزمِ رفعت شاں آمدہ

تا کشیدم نالۂ یا آلِ احمد الغیاث — بے سر و سامانیم را طرفہ ساماں آمدہ

در پناہ سایۂ دامانت اے ابرِ کرم — گرمئ غم کشتہ با سوز احزاں آمدہ

دلفگارے آبلہ پائے بشہرِ جودِ تو — از بیابانِ بلا افتاں و خیزاں آمدہ

تازہ فریادے بر آورد اے مسیحا بر درت — کہنہ رنجورے کہ از غم بر لبش جاں آمدہ

زہر نوشِ جامِ غم در حسرتِ فیہ شفاء — زانگبینِ رحمتت یک جُرعہ جویاں آمدہ

بہرِ آں رنگین ادا گلبرگ چند آلِ رسول — بر کش از دل خارِ آلامے کہ در جاں آمدہ

احمدِ نوری دریں ظلمات رنج و تشنگی — رہنمائم سوئے تو اے آبِ حیواں آمدہ

اے زلالِ چشمۂ کوثر لبِ سیراب تو

بر درِ پاکت رضا با جانِ سوزاں آمدہ

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے بنے دوُ[۲] جہاں تمہارے لیے
دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

فرشتے خدم رسُول حشَم تمام امم غلام کرم
وجود و عدم، حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے
کلیم و نجی مسیح و صفی خلیل و رضی رسُول و نبی
عتیق و وصی غنی و علی ثنا کی زباں تمہارے لیے

اصالتِ کل، امامتِ کل، سیادتِ کل، امارتِ کل
حکومتِ کل ولایتِ کل خُدا کے یہاں تمہارے لیے
تمہاری چمک، تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک
زمین و فلک سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے

وہ کنز نہاں یہ نُور فشاں وہ کُن سے عیاں یہ بزم فکاں
یہ ہر تن و جاں یہ باغِ جناں یہ سارا سماں تمہارے لیے
ظہورِ نہاں قیامِ جہاں رکوعِ مہاں سجوُدِ شہاں
نیازیں یہاں نمازیں وہاں یہ کس کیلئے ہاں تمہارے لیے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لیے

یہ فیض دیئے وہ جود کئے کہ نام لیے زمانہ جیئے
جہاں نے لیے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لیے

سحاب کرم روانہ کیے کہ آب نعم زمانہ پیئے
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سیئے یہ ستر بداں تمہارے لیے

ثنا کا نشاں وہ نور فشاں کہ مہروشاں باآں ہمہ شاں
بسایہ کشاں مواکب شاں یہ نام و نشاں تمہارے لیے

عطائے ارب جلائے کرب فیوض عجب بغیر طلب
یہ رحمت رب ہے کس کے سبب برب جہاں تمہارے لیے

ذنوب فنا عیوب ہبا قلوب صفا خطوب روا
یہ خوب عطا کروب زدا پئے دل و جاں تمہارے لیئے

نہ جن و بشر کہ آٹھ پہر ملائکہ در پہ بستہ کمر
نہ جبہ و سر کہ قلب و جگر ہیں سجدہ کناں تمہارے لیے

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن، پھبن میں دولہن
سزائے محن یہ ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لیے

کمال مہاں جلال شہاں جمال حساں میں تم ہو عیاں
کہ سارے جہاں میں بروز فکاں ظل آئینہ ساں تمہارے لیے

یہ طور کجا سپہر تو کیا عرش علا بھی دور رہا
جہت سے ورا وصال ملا یہ رفعت شاں تمہارے لیے

خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

بفورِ صدا سماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا
صفوفِ سما نے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمہارے لیے

یہ مرحمتیں کہ کچی متیں نچھوڑیں لتیں نہ اپنی گتیں
قصور کریں اور ان سے بھریں قصورِ جناں تمہارے لیے

فنا بدرت بقا بیرت زہر دو جہت بگردِ سرت
ہے مرکزیت تمہاری صفت کہ دونوں کمان تمہارے لیے

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

نظر اک چمن سے دوچار ہے نہ چمن چمن بھی نثار ہے
عجب اس کے گل کی بہار ہے کہ بہار بلبل زار ہے

نہ دل بشر ہی فگار ہے کہ ملک بھی اس کا شکار ہے
یہ جہاں کہ ہژدہ ہزار ہے جسے دیکھو اس کا ہزار ہے

نہیں سر کہ سجدہ کناں نہ ہو نہ زباں کہ زمزمہ خواں نہ ہو
نہ وہ دل کہ اس پہ تپاں نہ ہو نہ وہ سینہ جس کو قرار ہے

وہ ہے بھینی بھینی وہاں مہک کہ بسا ہے عرش سے فرش تک
وہ ہے پیاری پیاری وہاں چمک کہ وہاں کی شب بھی نہار ہے

کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جوششِ حسن سے
نہ بہار اور پہ رخ کرے کہ جھپک ملک کی تو خار ہے

یہ سمن یہ سوسن و یاسمن یہ بنفشہ سنبل و نسترن
گل و سرو و لالہ بھرا چمن وہ ہی ایک جلوہ ہزار ہے

یہ صبا سنک وہ کلی چٹک یہ زباں چہک لب جو چھلک
یہ مہک جھلک یہ چمک دمک سب اسی کے دم کی بہار ہے

وہی جلوہ شہر بشہر ہے وہی اصل عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بُن ہے بن سے ہی بار ہے

یہ ادب کہ بلبل بے نوا کبھی کھل کے کر نہ سکے نوا
نہ صبا کو تیز روش روا نہ چھلکتی نہروں کی دھار ہے

یہ ادب جھکا لو سرِ ولا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گل تر محمدِ مصطفےٰ چمن ان کا پاک دیار ہے

وہی آنکھ ان کا جو مُنہ تکے وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی سر جو ان کے لیے جھکے وہی دل جو اُن پہ نثار ہے

یہ کس کا حُسن ہے جلوہ گر کہ تپاں ہیں خوبوں کے دل و جگر
نہیں چاکِ جیبِ گل و سحر کہ قمر بھی سینہ فگار ہے

وہی نظر شہ میں زرِ نکو جو ہو ان کے عشق میں زرد رُو
گلِ خُلد اس سے ہو رنگ جو یہ خزاں وہ تازہ بہار ہے

جسے تیری صفتِ نعال سے ملے دو نوالے نوال سے
وہ بنا کہ اس کے اگال سے بھری سلطنت کا ادھار ہے

وہ اٹھیں چمک کے تجلیاں کہ مٹا دیں سب کی تعلیاں
دل و جان کو بخشیں تسلیاں ترا نور بارد و حار ہے

رُسُل و مَلک پہ درود ہو وہی جانے ان کے شمار کو
مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیعِ روزِ شمار ہے

نہ حجاب چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

وہ تری تجلی کو دل نشیں کہ جھلک رہے ہیں فلک زمیں
ترے صدقے میرے مہ مبیں مری رات کیوں ابھی تار ہے

مری ظُلمتیں ہیں ترا ستم مگر ترا مہ نہ مہر کہ مہر گر
اگر ایک چھینٹ پڑے اِدھر شب داج ابھی تو نہار ہے

گنہِ رضا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا
مگر اے عفو ترے عفو کا تو حساب ہے نہ شمار ہے

ترے دینِ پاک کی وہ ضیاء کہ چمک اٹھی رہِ اصطفا
جو نہ مانے آپ سقر گیا کہیں نور ہے کہیں نار ہے

کوئی جان بس کے مہک رہی کسی دل میں اس سے کھٹک رہی
نہیں اس کے جلوے میں یک رہی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٔ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

یہ ہے دین کی تقویت اس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شر
جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زباں پہ چوڑھا چمار ہے

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے

وہ رضاؔ کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

ایمان ہے قالِ مصطفائی — قرآن ہے حالِ مصطفائی
اللہ کی سلطنت کا دُولہا — نقشِ تمثالِ مصطفائی
کُل سے بالا رُسُل سے اعلیٰ — اجلال و جلالِ مصطفائی
ادبار سے تو مجھے بچا لے — پیارے اقبالِ مصطفائی
مرسل مشتاقِ حق ہیں اور حق — مشتاقِ وصالِ مصطفائی
خواہانِ وصالِ کبریا ہے — جویانِ جمالِ مصطفائی
محبوب و محب کی مِلک ہے اک — کونین ہیں مالِ مصطفائی
اللہ نہ چھوٹے دستِ دل سے — دامانِ خیالِ مصطفائی
ہیں تیرے سپرد سب اُمیدیں — اے جود و نوالِ مصطفائی
روشن کر قبر بے کسوں کی — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
اندھیر ہے بے ترے مرا گھر — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
مجھ کو شبِ غم ڈرا رہی ہے — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
آنکھوں میں چمک کے دل میں آ جا — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
میری شبِ تار دن بنا دے — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
چمکا دے نصیبِ بدنصیباں — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
قزاق ہیں سر پہ راہ گرم ہے — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
چھایا آنکھوں تلے اندھیرا — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
دل سرد ہے اپنی لو لگا دے — اے شمعِ جمالِ مصطفائی

گھنگھور گھٹائیں غم کی چھائیں — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
بھٹکا ہوں تو راستہ بتا جا — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
فریاد دباتی ہے سیاہی — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
میرے دلِ مردہ کو جلا دے — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
آنکھیں تیری راہ تک رہی ہیں — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
دکھ میں ہیں اندھیری رات والے — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
تاریک ہے رات غم زدوں کی — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
ہو دونوں جہاں میں مونھ اجالا — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
تاریکیٔ گور سے بچانا — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
پُرنور ہے تجھ سے بزمِ عالم — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
ہم تیرہ دلوں پہ بھی کرم کر — اے شمعِ جمالِ مصطفائی
للہ ادھر بھی کوئی پھیرا — اے شمعِ جمالِ مصطفائی

تقدیر چمک اُٹھے رِضا کی
اے شمعِ جمالِ مصطفائی

ذرے جھڑ کر تری پیزاروں کے — تاجِ سر بنتے ہیں سیاروں کے
ہم سے چوروں پہ جو فرمائیں کرم — خلعتِ زر بنیں پشتاروں کے
میرے آقا کا وہ در ہے جس پر — ماتھے گھس جاتے ہیں سرداروں کے
میرے عیسیٰ ترے صدقے جاؤں — طور بے طور ہیں بیماروں کے
مجرمو چشمِ تبسّم رکھو — پھول بن جاتے ہیں انگاروں کے
تیرے ابرو کے تصدّق پیارے — بند کرّے ہیں گرفتاروں کے
جان و دل تیرے قدم پر وارے — کیا نصیبے ہیں ترے یاروں کے
صدق و عدل کرم و ہمت میں — چار سُو شُہرے ہیں ان چاروں کے
بہرِ تسلیم علی میداں میں — سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ
بول بالے مری سرکاروں کے

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا — دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے — یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

یا غرض سے چھٹ کے محض ذکر کو — نام پاک ان کا جپا پھر تجھ کو کیا

بے خودی میں سجدۂ در، یا طواف — جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

ان کو تملیک ملیک الملک سے — مالکِ عالم کہا پھر تجھ کو کیا

ان کے نامِ پاک پر دل جان مال — نجدیا سب تج دیا پھر تجھ کو کیا

یٰعِبَادِیْ کہہ کے ہم کو شاہ نے — اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب — تو نہ ان کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا

لَا یَعُوْدُوْنَ آگے ہوگا بھی نہیں — تو الگ ہے دائما پھر تجھ کو کیا

دشتِ گرد و پیشِ طیبہ کا اَدب — مکہ سا تھا یا سوا پھر تجھ کو کیا

نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی — یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں — ہم سے راضی ہے خدا پھر تجھ کو کیا

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض — ہم ہیں عبد المصطفےٰ پھر تجھ کو کیا

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رِضا پھر تجھ کو کیا

وُھی رَبّ ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا — تجھے حمد ہے خُدایا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسمِ عطایا
تمہیں دافع بلایا، تمہیں شافع خطایا — کوئی تم سا کون آیا

وہ کواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا — وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا — تجھے یک نے یک بنایا

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یہ ملا ہے تجھ کو مَنْصَبْ
جو گدا بنا چکے اب اُٹھو وقت بخشش آیا — کرو قسمت عطایا

وَاِلیٰ الْاِلٰہِ فَارْغَبْ کرو عرض سب کے مطلب
کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا — بنو شافع خطایا

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا — نہ کوئی گیا نہ آیا

همیں اے رضا ترے دل کا پتہ چلا بمشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا — یہ نہ پوچھ کیسا پایا
کبھی خندہ زیرِ لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے
کبھی غم کبھی طرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا — نہ اُسی نے کچھ بتایا
کبھی خاک پر پڑا ہے سرِ چرخ زیرِ پا ہے
کبھی پیشِ در کھڑا ہے سرِ بندگی جھکایا — تو قدم میں عرش پایا
کبھی وہ تپک کہ آتش کبھی وہ ٹپک کہ بارش
کبھی وہ ہجومِ نالش کوئی جانے ابر چھایا — بڑی جوششوں سے آیا
کبھی وہ چہک کہ بلبل، کبھی وہ مہک کہ خود گل
کبھی وہ لہک کہ بالکل چمنِ جناں کھلایا — گلِ قدس لہلہایا
کبھی زندگی کے ارماں کبھی مرگِ نو کا خواہاں
وہ جیا کہ مرگ قرباں وہ موا کہ زیست لایا — کہے روح ہاں جلایا
کبھی گم کبھی عیاں ہے کبھی سرد گہ تپاں ہے
کبھی زیرِ لب فغاں ہے کبھی چپ کہ دم نہ تھا یا — رُخِ کامِ جاں دکھایا
یہ تصوراتِ باطل ترے آگے کیا ہیں مشکل
تری قدرتیں ہیں کامل انھیں راست کر خُدایا — میں انھیں شفیع لایا

بکارِ خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ　　پریشانم، پریشانم اغثنی یا رسول اللہ
ندارم جز تو ملجائے ندارم جز تو ماوای　　توئی خود ساز و سامانم اغثنی یا رسول اللہ
شہا بیکس نوازی کُن طبیبا چارہ سازی کُن　　مریض دردِ عصیانم اغثنی یا رسول اللہ
ز رفتم راہ بینایاں فتادم در چہِ عصیاں　　بیا اے حبلِ رحمانم اغثنی یا رسول اللہ
گنہ بر سر بلا بارو دلم ورد ہوا دارد　　کہ داند جز تو درمانم اغثنی یا رسول اللہ
اگر رانی و گر خوانی غلامم انتَ سُلطانی　　وگر خیزے نمیدانم اغثنی یا رسول اللہ
بلطفِ رحمتم پرور ز قطمیرم منہ کم تر　　سگِ درگاہِ سُلطانم اغثنی یا رسول اللہ
گنہ در جانم آتش زد قیامت شعلہ می خیزد　　مددِ اے آبِ حیوانم اغثنی یا رسول اللہ
چو مرگم نخلِ جاں سوزد بہارم را خزاں سوزد　　نہ ریزد برگ ایمانم اغثنی یا رسول اللہ
چو محشر فتنہ انگیزد بلائے بے اماں خیزد　　بجویم از تو درمانم اغثنی یا رسول اللہ
پدر را نفرتے آید پسر را وحشت افزاید　　تو گیری زیرِ دامانم اغثنی یا رسول اللہ
عزیزاں گشتہ دور از من ہمہ یاراں نفور از من　　دریں وحشت ترا خوانم اغثنی یا رسول اللہ
گدائے آمد اے سلطاں بامیدِ کرم نالاں　　تہی داماں مگر دانم اغثنی یا رسول اللہ
اگر میرانیم از در نمی بینم درے دیگر　　کجا نالم کرا خوانم اغثنی یا رسول اللہ
گرفتارم رہائی دہ مسیحا مومیائی دہ　　شکستم زنگ سامانم اغثنی یا رسول اللہ

رضائیت سائلِ بے پر توئی سلطان لاتنہر
شہا بہرِ ازیں خوانم اغثنی یا رسول اللہ

☆

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خُدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سُراغ لے کے چلے

جناں بنے گی محبانِ چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

گئے زیارتِ در کی صد آہ واپس آئے
نظر کے اشک پُچھے دل کا داغ لے کے چلے

مدینہ جانِ جنان و جہاں ہے وہ سُن لیں
جنھیں جنونِ جناں سوئے زاغ لے کے چلے

ترے صحابِ سُخن سے نہ نم کہ نم سے بھی کم
بلیغ بہرِ بلاغت بلاغ لے کے چلے

حضورِ طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے
کہ جھوٹے حیلۂ مکر و فراغ لے کے چلے

تمھارے وصفِ جمال و کمال میں جبریل
محال ہے کہ مجال و مساغ لے کے چلے

گلہ نہیں ہے مریدِ رشیدِ شیطاں سے
کہ اس کے وسعتِ علمی کا لاغ لے کے چلے

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے
ہر ایک مغبچہ مغ کا ایاغ لے کے چلے

مگر خُدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا
یہ کس لعیں کی غلامی کا داغ لے کے چلے

وقوعِ کذب کے معنی درست اور قدوس
ہیئے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے کے چلے

جہاں میں کوئی بھی کافر سا کافر ایسا ہے
کہ اپنے ربّ پہ سفاہت کا داغ لے کے چلے

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے
بٹیر ہاتھ میں نہ آئی تو زاغ لے کے چلے

خبیث بہرِ خبیثہ، خبیثہ بہرِ خبیث
کہ ساتھ جنس کو باز و کلاغ لے کے چلے

جو دین کوؤں کو دے بیٹھے ان کو یکساں ہے
کلاغ لے کے چلے یا الاغ لے کے چلے

رضا کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

غزلِ قطع بند

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اُسی آن کے بعد ان کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

رُوح تو سب کی ہے زندہ اُن کا
جسمِ پُر نور بھی روحانی ہے

اوروں کی رُوح ہو کتنی ہی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
رُوح ہے پاک ہے نورانی ہے

اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

یہ ہیں حیّ ابدی ان کو رِضا
صِدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

نظمِ معطّر
۱۳۰۹ھ

حمد

حمداً یا مفضل عبدالقادر — یا ذا الافضال
یا منعم یا مجمل عبدالقادر — انت المتعال
مولائے بما منت بالجود علیہ — من دون سوال
امنن ولجب سائل عبدالقادر — جُد بالآمال

صلوٰۃ

بارد ز خدا بر جدِّ عبدالقادر — محمود خدا حامد عبدالقادر
بارانِ درودے کہ چکیدہ زِرُخش — بارد بسرِ سیّد عبدالقادر

تمہید

یارب کہ دمد ثنائے عبدالقادر — ہر حروف کند ثنائے عبدالقادر
ھمزہ بردیفِ الف آید یعنی — خم کردہ قدش برائے عبدالقادر

ردیف الالف

یا من بسناہ جاء عبدالقادر — یا من بثناہ یاء عبدالقادر
اِذا انت جعلتہٗ کما کنت تشاء — فاجعلنی کیف شاء عبدالقادر

رباعی

ربی آر بی الرجاء عبد القادر　　اذ عود نا العطاء عبد القادر
الدار وسیعۃ و ذوالدار کریم　　بور نا حیث بار عبد القادر

ردیف الباء

در حشر گاہ جناب عبد القادر　　چوں نشر کنی کتب عبد القادر
از قادریاں مجو حید اگانہ حساب　　مدے شمر از حساب عبد القادر

رباعی

اللہ اللہ رب عبد القادر　　دارد واللہ حب عبد القادر
از وصف خدائے تو نصیبت داوند　　طوبیٰ لک اے محب عبد القادر

ردیف التاء

اے عاجز تو قدرت عبد القادر　　محتاج درت دولت عبد القادر
از حرمت ایں قدرت و دولت بخشائے　　بر عاجز پر حاجت عبد القادر

رباعی

تنزیل مکمل ست عبد القادر　　تکمیل منزل ست عبد القادر
کس نیست جز او در دو کنار ایں سیر　　خود ختم و خود اول ست عبد القادر

رُباعی

مماَّ[1] لا تعلمو[2]ست عبد القادر — مستور ستو[3]ر ست عبد القادر
میجو میگو پس آنچہ دانی کہ دراست — از جستن و گفتن اوست عبد القادر

رُباعی مستزاد

دمی گفت ولم کہ جان ست عبد القادر — گفتم احسنت
جان گفت کہ دین مان ست عبد القادر — گفتم آمنت
دین گفت حیات من از من گفتم — این جملہ صفات
از ذات بگو کہ آن ست عبد القادر — گمشد من ذات

رُباعی

عقل و حصر صفاتِ عبد القادر — شب کور و نجوم
وہم و ادراک ذات عبد القادر — وہ شارق و یوم
عجز آنکہ بجنہ قطرۂ آبے نرسید — زعم آنکہ رسد
تا قعر یم و فرات عبد القادر — قدرت معلوم

ردیف الثاء

دیں را اصل حدیث عبد القادر — اہلِ دیں را مغیث عبد القادر
و مَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی ایں شرحش — قرآن احمد حدیث عبد القادر

---

[1] اسقاط النون من المضارع شائع نظماً و نثراً و علیہ یخرج حدیث کما تکونو یولی علیکم ۱۲ منہ

[2] سیدنا فرمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اللہ تعالیٰ وَ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ہ انا مما لا تعلمون

[3] ھُو اشارہ بذات احدیت جل شانہٗ ۱۲ منہ

ردیف الجیم

اے رفعت بخش تاج عبد القادر | پُر نُور کُن سراج عبد القادر
آن تاج و سراج باز کُن یارب | بستاں زِ شہاں خراج عبد القادر

ردیف الحاء

پاک ست زباک طرح عبد القادر | وجی ست بری زجرح عبد القادر
جرحش کہ تو اندز کلکِ قدرت | احمد متن ست و شرح عبد القادر

رُباعی

اے عالم کُن صلاح عبد القادر | انعام کُن فلاح عبد القادر
من سرتاپا جناح گشتم فریاد | اے سرتاپا مجاح عبد القادر

ردیف الخاء

اے ظلِ الٰہ شیخ عبد القادر | اے بندہ پناہ شیخ عبد القادر
محتاج و گدائیم و تو ذوالتاج و کریم | شیئاً للہ شیخ عبد القادر

رُباعی

ماہ عربی اے رُخ عبد القادر | نورے زنبی اے رُح عبد القادر
امروزِ زدی دِی زپری خوب تری | بدرے عجبی اے رُخ عبد القادر

ردیف الدال

دیں داد کہ زاد در زاد عبد القادر | دل داد کہ داد داد عبد القادر
ایں جاں چہ کنم نذر سگش باد و مرا | جاں باد کہ باد بادِ عبد القادر

ردیف الذّال

سلطانِ جہاں معاذ عبد القادر | تن ملجاؤ جان ملاذ عبد القادر
صحن آر دامانی دامان باردبام | آں را کہ دہد عیاذ عبد القادر

ردیف الراء

پر آب بودے کوثر عبد القادر | خوش تاب بود گوہر عبد القادر
در ظلمت و ظماء آب و تابے دارم | اے حشر بیا بر درِ عبد القادر

رُباعی

یارب نیم از در خور عبد القادر | دل دادہ مراں از در عبد القادر
ایں ننگ مریدے از رفتہ بمراد | رفتن مدہ از خاطر عبد القادر
اے دافعِ ظلم افسر عبد القادر | اے دفعِ ظلم خنجر عبد القادر
دور از تو جہاں بمرگ نزدیک بیا | برکش زدوان کشور عبد القادر
حسِ کن انوار بدر عبد القادر | بس کن زاسرار صدر عبد القادر
خود قُدرت قدر نامقدر زقدر | جوئی مقدار قدر عبد القادر

ردیف الزاء

اے فضل تو برگ و ساز عبد القادر — فیض تو چمن طراز عبد القادر
آن کن کہ رسد قمری بے بال و پرے — در سایۂ سروِ ناز عبد القادر
اے بر درِ تو نماز عبد القادر — اے رُخِ تو نیاز عبد القادر

ردیف السّین

درواز در مجلس عبد القادر — دُور است سگ بے کس عبد القادر
حال این و ہوس آنکہ چو میرم میرم — سر بر قدمِ اقدسِ عبد القادر

رُباعی مستزاد

گفتم تاج رؤس عبد القادر — سر خم گردید
جانا روح نفوس عبد القادر — بر خود بالید
رونالو قلب فوج دیں دلِ جاں ست — زد نوبت فتح
بزما بزمِ عروس عبد القادر — ساداں رقصید

ردیف الشّین

بالا است بلند فرش عبد القادر — بر قدر بلند عرش عبد القادر
آں بدرِ[1] عریش بدر مہ پارہ عرش — تابندہ ہمیں بفرش عبد القادر

---

[1] بدر اول یعنی ماہ شب چہار دہ و بدر دوم جائے ہر حرب کہ اولین جہاد اسلام آنجا واقع شدہ و عریش خانہ ایکہ از نے بنا کنند در حدیث است سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم در غزوۂ بدر فرمود مرا بکارِ موسیٰ رُو گردانی نیست۔ عریشے بچو عریشِ موسیٰ ساختند ہمچناں ساختند و سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم درو جلوہ ارزانی داشت۔ ۱۲ منہ

ردیف الصّاد

فن گرچہ نہ شد بر نص عبد القادر
جاں دارد مہر از فص عبد القادر

گر ناقصم ایں نسبت کامل چہ خوش است
کاں بندہ رضا ناقص عبد القادر

رُباعی

بالکسر منم مخلص عبد القادر
سر بہ قدم خلص عبد القادر

بر کسر چو پرحم آرو فتحش چہ عجب
بالفتح شوم مخلص عبد القادر

ردیف الضاد

تمکین گلے از ریاض عبد القادر
تلوین نمی از حیاض عبد القادر

نورِ دلِ عارفاں کہ شب صبح نماست
سطرے بود از بیاض عبد القادر

ردیف الطاء

ایں جا وجہ نشاط عبد القادر
آنجا شمع صراط عبد القادر

بکشادہ دور دادہ باد بنہادہ بجود
دروازہ صلا سماط عبد القادر

ردیف الظاء

خوبانِ چو گل بو عظِ عبد القادر
اعیان رُسل بو عظ عبد القادر

پروانہ صفت جمع کہ خود جلوہ نماست
شمع جزو کل بو عظ عبد القادر

ردیف العین

خود راتبہ خور ز شمع عبد القادر | مہ آز قہ بر ز شمع عبد القادر
ایں نور و سرور شیرت از صبح زچلیست | دو دلیست مگر ز شمع عبد القادر

رُباعی

اما مگر ز شمع عبد القادر | مہری بنگر ز شمع عبد القادر
کارے کہ زخور بہ نیم مہ دیدی بیں | در نیم نظر ز شمع عبد القادر

رُباعی

بر وحدت او رابع عبد القادر | یک شاہد و دو سابع عبد القادر
انجام وے آغاز رسالت باشد | اینک گو ہم تابع عبد القادر

رُباعی مستزاد

واحد چوں ہم رابع عبد القادر | در دامن دال
زائد چو سوم سابع عبد القادر | ہم مسکن دال
یعنی بدلائے ہفت و او تا دِ چہار | توحید سرا
یک یک بیکے تابع عبد القادر | اندر فن دال

ردیف الغین

مے نے نورِ چراغ عبد القادر | مے تے نورے زباغ عبد القادر
ہم آب رشد ہست و ہم مایۂ خلد | یارب چہ خوش است ایاغ عبد القادر

الالتفات الی الخطاب مع تقریرِ جامعیۃ الحسن و العشق

سرورِ جاں پرورِ حیرانم اندر کارِ تو　　حیرتم در تو فزوں باد اے سرِ پنہاں توئی
سوزی افروزی گدازی بزمِ جاں روشن کنی　　شب بپا استادہ گریاں با دلِ بریاں توئی
گرد تو پروانہ در دوئے تو یکساں ہر طرف　　روشنم شد کز ہمہ رو شمع افروزاں توئی

شہ کریم است اے رضا در شرح سر کن مطلعے
شکرت بخشد اگر طوطیِ مدحت خواں توئی

اوّل مطالع المدح

پیرِ پیراں میرِ میراں اے شہِ جیلاں توئی　　انس جانِ قدسیاں و غوثِ انس و جاں توئی

زیبِ مطلع

سرِ توئی سرور توئی سر را سر و ساماں توئی　　جاں توئی جاناں توئی جاں را قرارِ جاں توئی
ظلِ ذاتِ کبریاؤ عکسِ حسنِ مصطفیٰ　　مصطفیٰ خورشید آں خورشیدِ لمعاں توئی
مَن رَاٰنی قَد رَاَی الحق گر بگوئی می سزد　　زانکہ ماہِ طیبہ را آئینہ تاباں توئی
بارک اللہ نو بہارِ لالہ زارِ مصطفیٰ　　وہ چہ رنگ است ایں کہ رنگِ روضۂ رضواں توئی
جو شد از قدِ تو سرو و بار داز روئے تو گل　　خوش گلستانے کہ باشی طرفہ سروستاں توئی
آنکہ گویند اولیاء راہست قدرت از الٰہ　　باز گرداند تیر از نیم راہ ایماں توئی
از تو میریم و زییم و عیش جاویداں کنیم　　جاں ستاں جاں بخش جاں پرور توئی و ہاں توئی

کہنہ جانے دادہ جانے چوں تو در بریا فتیم　　وہ کہ ماں چنداں گرانیم و چنیں ارزاں توئی
عالمِ اُمّی چہ تعلیمی عجیب کردہ است　　او حش اللہ بر علومِ سرو غائب داں توئی

فی ترقیاتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ردیف الفاء

عطفاً عطفاً عطوفِ عبد القادر　　رافاً رافاً رؤف عبد القادر
اے آنکہ بدست تست تصرفِ اُمور　　اصرف عنا الصروف عبد القادر

ردیف القاف

خیرہ است خرد ز برق عبد القادر　　تیرہ است حضور شرق عبد القادر
خورشید بہ پرتو سہا حستن چیست　　اے جستہ بعقل فرق عبد القادر

ردیف الکاف

آخر نیم اے مالک عبد القادر　　مملوک و مکین مالک عبد القادر
مپسند کہ گویند بایں نسبت و بند　　کاں بندہ فلاں ہالک عبد القادر

ردیف اللام

تا مد ز سلف عدیل عبد القادر　　ناید بخلف بدیل عبد القادر
مثلش گر از اہلِ قرب جوئی گوئی　　عبد القادر مثیل عبد القادر

رُباعی

حشر ست و توئی کفیل عبد القادر　　جاہست بہ شہ جلیل عبد القادر
دردا، در، دار عدل آمد مجرم　　زود آ زود آ وکیل عبد القادر

ردیفُ المِیم

یارب بجمالِ تامِ عبدالقادر　　یارب بنوالِ عامِ عبدالقادر
منگر بقصور و نقص ما قادریاں　　بنگر بجمالِ تامِ عبدالقادر

رُباعی

ہر صبح رہت مرام عبدالقادر　　ہر شام درت مقام عبدالقادر
بگذر ز سپید و سیاہ قادریاں　　از حُرمتِ صبح و شام عبدالقادر

عبدالقادر کریم عبدالقادر　　عبدالقادر عظیم عبدالقادر
رحمانت رب و رحمت عالم آب　　رحمت رحمت رحیم عبدالقادر

رُباعی

در جود سمر اے یم عبدالقادر　　صد بحر براے یم عبدالقادر
دور از تو سگ تشنہ لبے می میرد　　یک موج دگر اے یم عبدالقادر

رُباعی

صدیق صفت حلیم عبدالقادر　　فاروق نمط حکیم عبدالقادر
مانندِ غنی کریم عبدالقادر　　در رنگِ علی علیم عبدالقادر

ردیفُ النُون

دستے زدم اے ضامن عبدالقادر   در دامن جاں بامن عبدالقادر
یارب چو خود ایں دامن گسترده تست   گسترده بہیں دامن عبدالقادر

رُباعی

یارب قُرصے ز خوانِ عبدالقادر   داریم حقے بنانِ عبدالقادر
ایں نسبت بس کہ عاجزانِ اویم   رحمے بر عاجزانِ عبدالقادر

رُباعی

جو دست بار شانِ عبدالقادر   بو دست و بو دارانِ عبدالقادر
جنت بگدا دہند و منت ننہند   وہ سنت خاندانِ عبدالقادر

ردیفُ الواو

خوباں خوبندے چو عبدالقادر   شیرینیاں قندے چو عبدالقادر
محبوباں یک دگر بہ افزائش حسن   چند و صد چندے چو عبدالقادر

رُباعی

خواہی کہ کاہی علوِ عبدالقادر   نامی سامی سُموِ عبدالقادر
ہشدار کہ با خدائے خود می جنگی   مت غیظاً لے عدوِ عبدالقادر

رباعی

مہ فرش کتاں دردو عبدالقادر خورشیرہ ساں درجو عبدالقادر
آشفتہ مہ وشیفتہ میگردو مہر درجلوہ ماہ نو عبدالقادر

ردیف الہاء

حمداً لک اے الٰہ عبدالقادر اے مالک و بادشاہ عبدالقادر
اے خاک براہ تو سر جملہ سراں کن خاک مرا براہ عبدالقادر

رباعی

بے جان و بے جانم شہ عبدالقادر کس جز تو ندانم شہ عبدالقادر
بد بودم و بد کردم و بر نیکی تو نیک ست گمانم شہ عبدالقادر

رباعی

بہر سرہٗ ہو تجلیہ عبدالقادر ہم تجلیہ را تحلیہ عبدالقادر
بر متن متن احدیت احمد شرح ست وبراں نہیہ عبدالقادر

رباعی

از عارضہ نیست وجہ عبدالقادر ذاتی ست ولائے وجہ عبدالقادر
ہر کس شدہ محبوب بوجہ عبدالقادر عبدالقادر بوجہ عبدالقادر

رباعی

خور نور ستد از رہ عبد القادر | ہم اذن طلوع از شہ عبد القادر
ماہ است گدائے در مہر و ایں جا | مہر است گدائے مہ عبد القادر

رباعی مستزاد

بر اوج ترقی شد عبد القادر | نام نام خدا
خیمہ مستنزل زدہ عبد القادر | ناس اند و ہدے
بالجملہ بقرآن رشاد و ارشاد | در بدء و ختام
بسم اللہ و ناس آمدہ عبد القادر | حمد ست ابدا

ردیف الیاء

اے قادر والے خدائے عبد القادر | قدرت وہ دستہائے عبد القادر
بر عاجزی ما نظر رحمت کن | رحم اے قادر برائے عبد القادر

جاں بخش مرا بپائے عبد القادر | جا بخش تہ لوائے عبد القادر
از صد چو رضا گزشتے از بہر رضاش | اینہم بعلم برائے عبد القادر

رباعی

عین آمدہ ابتدائے عبد القادر | از رویت امرائے عبد القادر
از رویت او عین مرا روشن کن | روشن کن عین ورائے عبد القادر

رُباعی

عید کیست لقائے عبدالقادر — دربار دو درعطائے عبدالقادر
عیدا بہ لقائے او چو ہمزہ گُشد — تادریابی بپائے عبدالقادر

رُباعی

دل حرف مزن سوائے عبدالقادر — حاجت داند عطائے عبدالقادر
پیش اش ھم از د شفیع انگیرد بگو — عبدالقادر برائے عبدالقادر

رُباعی مستزاد

افتادہ در اول ہدایت باساں — الصاق طلب
گرویدہ بآخر تجنس خنداں — سین سان بطرب!
یعنی شہِ جیلاں زشہالبس کہ ہمونست — در مصحفِ قرب
بسم اللہ و ناس راشروع پایاں — الحمد لرّب

ؑ

اکسیر اعظم

قصیدۂ مجیدہ مقبولہ ان شاء اللہ تعالیٰ فی منقبت سیدنا الغوث الاعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مطلع تشبیب و ذکر عاشق شدن حبیب

اے کہ صد جاں بستہ در ہر گوشۂ داماں توئی ... دامن افشانی و جاں بار و چرا بیجاں توئی
آنکہ ایں سنگدل عیارۂ خونخوارۂ ... کز غمش با جانِ نازک در تپ ہجراں توئی
سروِ ناز خویشتن را بر کہ قمری کردۂ ... عندلیب کیستی چوں خود گل خنداں توئی
ھم رُخاں آئینہ داری ہم لباں شکر شکن ... خود بخود در نغمہ آئی باز خود حیراں توئی
جوئے خوں نرگس چہ ریزد گر بچشماں نرگسی ... بوئے خوں از گل چہ خیزد گر بہ تن ریحاں توئی
آں حسینیتی کہ جانِ حُسن می نازد بتو ... می ندانم از چہ مرگ عاشقی جویاں توئی
لو غزالِ کمسن من سوئے ویراں می رمی ... ہیچ ویرانہ بود جائیکہ در جولاں توئی
سینہ حُسن اباد شد تر سیم نمائی در دلم ... زانکہ از وحشت رسیدہ در دلِ ویراں توئی
سوختم من سوختم اے تابِ حُسنت شعلہ خیز ... آتشت در جان باز و خود چرا سوزاں توئی
ایں چنینی اے کہ ماہت زیر ابر عاشقی ست ... آہ اگر بے پردہ روزے بر سر لمعاں توئی
سینہ گر بر سینہ ام مالی غمت چینیم مگر ... دانم اینہم از غرض دانی کہ بس ناداں توئی
ماہ من مہ بندہ آت مہ را چہ مانی کایں چنیں ... سینہ وقفِ داغ و بیخواب سرگرداں توئی
عالمے کشتہ بناز ایں جا چہ ماندی در نیاز ... کار فرما فتنہ را آخر ہماں فتاں توئی
دام کاکل بہر آں صیاد خود ہم می کشا ... یا ہمیں مشت پر مارا بلائے جاں توئی

باغہا گشتم بجان تو کہ بے مانا ستی   یارب آں گل خود چہ گل باشد کہ بلبل سایں توئی
منکہ میگریم سزائے من کہ زیت دیدہ ام   تو کہ آئینہ نہ بینی از چہ روگریاں توئی

یا مگر خود را بروئے خویش عاشق کردہ
یا حسین تر دیدہ از خود کہ صید آں توئی

غ

یا ہما نا پر توئے از شمع جیلاں بر تو تافت   کایں چنیں از نالش و تب ہر دو با ساماں توئی
آں شہے کاندر پناہش حُسن و عشق آسودہ اند   ہر دو را ایماں کہ شاہا ملجاء ماپاں توئی
حُسن زنگش عشق بوئیش ہر دو بر روئیش نثار   ایں سرائدِ جاں توئی واں نغمہ زن جاناں توئی
عشق در نازش کہ تا جاں رسانیدم ترا   حسن در بالش کہ خود شاخی زمحبوباں توئی
عشق گفتش بید ابر خیز و رُو بر خاک نہ   حُسن گفت از عرش بگذر پر تو یزداں توئی
قبلہ گاہِ جان و دل پاکی زلوثِ آب و گل   رخت بالا بردہ از مقصورۂ ارکاں توئی
شہسوارِ من چہ می تازی کہ درگام نخست   پاک بیروں تاختہ زیں ساکن و گرداں توئی
تا پری بخشودہ از عرش بالا بودہ   آں قوی پر باز اشہب صاحب طیراں توئی
ساماہا شد زیر مہمیزت اسپ لکاں   تا عناں در دست گیری آں سوئے امکاں توئی

فی کونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرّ الایدرک

ایں چہ شکل ست اینکہ داری تو کہ ظلے برتری   صورتے بگرفتہ بر اندازۂ اکوائی توئی
یا مگر آئینہ از غیب ایں سو کردہ روئے   عکس میچو شد نمایاں در نظر زنیساں توئی
یا مگر نوعے دگر را ھم لبشر نامیدہ اند   یا تعالیٰ اللہ از انساں گر ھمیں انساں توئی

فی جامعیتہٖ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکمالات الظاہر والباطن

شرعِ از رویت چکد عرفاں ز پہلویت دمد | ہم بہار ایں گل و ہم ابرِ آں باراں توئی
پردہ برگیر از رخت اے مہ کہ شرحِ ملتی | رُخ بپوش ایجاں کہ رمزِ باطنِ قرآں توئی
ہم توئی قطبِ جنوب و ہم توئی قطبِ شمال | نے غلط کردم محیطِ عالمِ عرفاں توئی
ثابت و سیارہ ہم در تست و عرشِ اعظمی | اہلِ تمکیں اہلِ تلویں جملہ را سلطاں توئی
مصطفیٰ سلطانِ عالی جاہ و در سرکارِ او | ناظمِ ذوالقدر بالا دست والا شاں توئی
اقتدارِ کن مکن حق مصطفیٰ را دادہ است | زیرِ تختِ مصطفیٰ بر کرسئ دیواں توئی
دورِ آخر نشوِ تو بر قلبِ ابراہیم شُد | دورِ اول ہم نشیں موسیِ عمراں توئی
ہم خلیلِ خوانِ رفق و ہم ذبیحِ تیغِ عشق | نوحِ کشتئ غریباں خضرِ گمراہاں توئی
موسیِ طورِ جلال و عیسیِٰ چرخِ کمال | یوسفِ مصرِ جمال ایوبِ صبرستاں توئی
تاجِ صدیقی بسر شاہِ جہاں آراستی | تیغِ فاروقی بقبضہ داورِ گیہاں توئی
ہم دو نورِ جان و تن داری و ہم سیف و علم | ہم تو ذوالنورینی و ہم حیدرِ دوراں توئی

فی تفضیلہٖ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاولیاء

اولیاء اگر گہر باشد تو بحرِ گوہری | در بدستِ شاں زرے اند زرا کاں توئی
واصلاں را در مقامِ قرب شانے دادہ اند | شوکتِ شاں شد نشان و شانِ شاں شاں توئی
قصرِ عارف ہر چہ بالا تر تو محتاج تر | نے ہمیں بنا کہ ہم بنیادِ ایں بنیاں توئی

فصل منہ فی شیئ من التلمیحات

آنکہ پالش بر رقاب اولیائے عالم است ● وانکہ ایں فرمود و حق فرمود باللہ آں توئی
اندریں قول آنچہ تخصیصات بیجا کردہ اند ● از زلل یا از ضلالت پاک ازاں بہتاں توئی
بہر پایت خواجہ بنداں شہ کیواں جناب ● بل علی عینی و راسی گویدآں خاقاں توئی
در تن مردانِ غیب آتش زعظمت میزنی ● باز خود آں کشت آتش دیدہ رانیساں توئی
آنکہ از بیت المقدس تا درت یک گام داشت ● از تو رہ می پرسد و منجیش از نقصاں توئی
رہروانِ قدس اگر آنجا نبیندت رواست ● زانکہ اندر حجلۂ قدسی نہ در میداں توئی
بر خلعت باطراز قل ھو اللہ احد ● آن محرم راکہ بخشیدار نہ در دیواں توئی

فصل منہ فی تفضیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی مشایخہ الکرام

گو شیوخت را تواں گفت از رہ القائے نور ● کافتابانند ایشاں و مہ تاباں توئی
لیک سیر شاں بود بر مستقر و از کجا ● آں ترقی منازل کاندراں ہر آں توئی
ماہ من لا ینبغی للشمس ادراک القمر ● خاصہ چوں از عاد کالعرجون در اطمیناں توئی
کور چشم بد چہ می بالی پری بودی ہلال ● دی قمر گشتی و امشب بدر و بہتر ازاں توئی

فی تقریر عیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصفیا در جہد و تو شاہانہ عشرت می کنی ● نوش بادت زانکہ خود شایان ہر ساماں توئی
بلبلاں را سوز و ساز و سوز ایشاں کم مباد ● گلرخاں را زیب زیبد زیب ایں بستاں توئی
خوش خور و خوش پوش و خوش زی کوری چشم عدو ● شاہ اقلیم تن و سلطان ملک جاں توئی
کامرانی کن بکام دوستاں اے من فدات ● چشم حاسد کور بادا نوشۂ فلیشاں توئی
شاد زی اے نوعروس شادمانی شاد زی ● چوں بحمد اللہ در مشکوئے ایں سلطاں توئی

بلکہ لاواللہ کاینہا ہم نہ از خود کردہ — رفت فرماں اینچنیں و تابع فرماں توئی
ترک نسبت گفتم از من لفظ محی الدین مخواہ — زانکہ در دین رضا ہم دین و ہم ایماں توئی
ہم بدقت ہم بہ شہرت ہم بہ لغتِ اولیاء — فارغ از وصف فلاں و مدحت بہماں توئی

تمہید عرض الحاجۃ

بے نوایاں را نوائے ذکر عیشت کردہ ام — زار نالاں را صلائے گوش بر افغاں توئی
چارہ کن اے عطائے ابن کریم ابن الکریم — طرف من معلوم و بحید وافر و جوشاں توئی
با ہمیں دستِ دوتاؤ دامن کوتاہ و تنگ — از چہ گیرم در چہ بہنم بسکہ بے پایاں توئی
کوہ دامن ندہد و وقت آنکہ پر جوش آمدی — دستِ در بازار نفروشد و بر فیضاں توئی

المطلع الرابع فی الاستمداد

رو متاب از ما بداں چوں مایۂ غفراں توئی — آیۂ رحمت توئی آئینہ رحماں توئی
بندہ ات غیرت برد گر بر در غیرت رود — در رود چوں بنگرد ہم شاہ آں ایواں توئی
سادگیم بیں کہ میخواہم ز تو درمان درد — درد گو درماں کجا ہم ایں توئی ہم آں توئی

الاستعانت للاسلام

دین بابائے خودت را از سر نو زندہ کن — سید آخر نہ عمر سید الادیاں توئی
کافراں توہینِ اسلام آشکارا می کنند — آہ اے عز مسلماناں کجا پنہاں توئی
تا بیاید مہدی از ارواح و عیسیٰ از فلک — جلوہ کن خود مسیحا کار و مہدی شاں توئی
کشتیٔ ملت بموجے کالجبال افتادہ است — من ستر گردم بیا چوں نوح ایں طوفاں توئی
بادریزد موج، موج خیزد فوج فوج — بر سر وقت غریباں رس چو کشتی باں توئی

استمد العبد لنفسہ

حاش للہ ننگ گردد جاہت از ہمچوں منے	یا عمیم الجود بس با وسعت داماں توئی
نامۂ خود گر سیہ کردم سیہ ترکردہ گیر	بلکہ زنیساں صد گرہم چوں مہ رخشاں توئی
کم چہ شد گر ریزہ گشتم ننگ بدستت مومیا	کم چہ شد گر سوختم خود چشمۂ حیواں توئی
سخت ناکس مردکے ام گر نہ رقصم شاد شاد	چوں شنیدم ہم وطب واشطح وغنّ گویاں توئی
وقت گوہر خوش اگر دریاش در دل جائے داد	غرقہ خش را ہم نہ بیند خس منم عماں توئی
کوہ من کاہست اگر دستے دہی وقت حساب	کاہ من کوہست اگر بر پلۂ میزاں توئی

المباہاۃ الجلیہ باظہار نسبت العبدیہ

احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا	از اب وجد بندہ و واقف ز ہر عنواں توئی
مادرم باشد کنیز تو پدر باشد غلام	خانہ زاد کہنہ ام آقائے خان و ماں توئی
من نمک پروردہ ام تا شیر مادر خوردہ ام	للہ المنۃ شکر بخشِ نمک خوراں توئی

خط آزادی نہ خواہم بندگیت خسروی است
یللے گر بندہ ام خوش مالک غلماں توئی

انتساب المداح الیٰ کلاب الباب العالی

بر سرِ خوانِ کرم محروم نگزارند سگ	من سگ و ابرار مہمانان و صاحب خواں توئی
سگ بیاں نتواند وجودت نہ پابند بیانست	کام سگ دانی وقادر بر عطائے آں توئی
گر بسگے میزنی خود مالکِ جان و تنی	ور بہ نعمت می نوازی منت مناں توئی
پارۂ نانے بفرما تا سوئے من افگنند	ہمت سگ اینقدر دیگر نوال افشاں توئی

منکہ سگ باشم ز کوئے تو کجا بیروں روم
چوں یقیں دانم کہ سگ را نیز وجہ ناں توئی

در کشادہ خواں نہادہ سگ گرسنہ شہ کریم
چیست حرف رفتن و مختار خوان دزاں توئی

دور نشینم زمیں بوسم فتم لا بہ کنم
چشم در تو بندم و دانم کہ ذوالاحساں توئی

للہ العزۃ سگِ ہندی و در کوئے تو بار
آرے ابن رحمۃ للعالمین اے جاں توئی

ہر سگے را بر در فیضت چناں دل می دہند
مرحبا خوش آ و بنشیں سگ نہ مہماں توئی

گر پریشاں کرد و وقت خادمانت عو عوم
خامش اہل درد را پسند چوں درماں توئی

وائے من گر جلوہ فرمائی و من مانند بمن
من ز من بستاں و جائش در دلم منشاں توئی

قادری بودن رضا را مفت باغ خلد داد
من نمی گفتم کہ آقا مایۂ غفراں توئی

مثنوی ردّ امثالیہ

گریہ کن بلبلا از رنج و غم / چاک کن اے گل گریباں از الم
سنبلا از سینہ بر کش آہِ سرد / اے قمر از فرطِ غم شو روئے زرد
ہاں صنوبر خیز و فریادی بکن / طوطیا جز نالہ ترک ہر سخن
چہرہ سرخ از اشک خونی ہر گلیست / خون شو اے غنچہ زمان خندہ نیست
پارہ شو اے سینۂ مہ ہمچو من / داغ شو اے لالۂ خونیں کفن
خرمن عیشت بسوز اے برق تیز / اے زمین بر فرق خود خاکے بریز
آفتابا آتش غم بر فروز / شب رسید اے شمع روشن خوش بسوز
ہمچو ابر اے بحر در گریہ بجوش / آسمانا جامۂ ماتم بپوش
خشک شو اے قلزم از فرطِ بکا / جوش زن اے چشمۂ چشمِ زکا
کن ظہور اے مہدئ عالی جناب / بر زمیں آ عیسیٰ گردوں قباب
آہ آہ از ضعفِ اسلام آہ آہ / آہ آہ از نفس خود کام آہ آہ
مردماں شہوات را دیں ساختند / صد ہزاراں رخنہا انداختند
ہر کہ نفسش رفت راہے از ہوا / ترک دیں گفت و نمودش اقتدا
بہر کارے ہر کرا گفتہ تعال / سر قدم کردہ نمودش امتثال
ہر کرا گفت ایں چنیں کن اے فلاں / گفت لبیک و پذیرفتش بجاں
آں یکے گویاں محمد آدمی ست / چوں من و در وحی او را برتریست
جز رسالت نیست فرقے درمیاں / من برادر خورد باشم او کلاں
ایں ندانند از عمی آں ناسزا / یا خود است ایں ثمرۂ ختم خدا

کہ بود مر لعل را فضل و شرف
کے بود ہم سنگ او سنگ و خزف

آں خزف افتادہ باشد بر زمیں
بس ذلیل و خوار و ناکارہ مہیں

لعل باشد زیبِ تاجِ سروراں
زینت و خوبیٔ گوشِ دلبراں

داں دمی کز خلق مذبوحی جہد
کے بفضلِ مشک اذفر می رسد

بوئے او کردہ پریشاں صد مشام
جامہا ناپاک از مسّش تمام

اَوْ دَمٍ مَّسْفُوْح ذمش در نبی
مدحت مشک اطیب الطیب از نبی

مشک از فر روح را بخشد سُرور
ہمچو بوئے سنبل گیسوئے حور

شامّہ از بوئے او رشکِ جناں
ہم معطر زو قبائے مہوشاں

مولوی معدنِ راز نہفت
رحمۃ اللہ علیہ خوش بگفت

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

ہے چہ گفتم ایں چنیں شبہ شنیع
کے بود شایان آں قدر رفیع

لعل چہ بود جوہری با سرِ خفیٔ
مشک چہ بود خون نافِ وحشئے

مُصطفٰی نورِ جنابِ اَمرِ کُن
آفتاب برجِ علمِ مِن لّدُن

معدنِ اسرارِ علام الغیوب
برزخ بحرین امکان و وجوب

بادشاہ عرشیاں و فرشیاں
جلوہ گاہ آفتابِ کُن فکاں

راحتِ دل قامتِ زیبائے او
ہر دو عالم والہ و شیدائے او

جانِ اسماعیل بر رویش فدا
از دُعا گویاں خلیل مجتبٰی

گشت موسٰی در طوٰی جویانِ او
ہست عیسٰی از ہوا خواہان اُو

بندگانش حُور و غلمان و ملک
چاکرانش سبز پوشانِ فلک

مہر تابانِ علومِ لم یزل
بحر مکنونات اسرارِ ازل

ذرّہ زاں مہر بر موسٰی دمید
گفت من باشم لعلم اندر فرید

رستہ زاں بحر بر خضر او فتاد — تا کلیم اللہ راشد او ستاد
پس درازیں قدر شاہ انبیاء — لیک مجبورم ز فہم اغبیاء
وصف او از قدرت انساں دراست — حاش للہ اینہمہ تفہیمہا راست
لذت دیدار شوخے سیم تن — ماہ روے دلبر غنچہ دھن
فتنہ آئینے خراماں گلشنے — رشک گل شیریں ادا نازک تنے
گر بخواہی فہم او مردی کنند — کو ز عشق و حسن تا آگہ بود
ناکشیدہ منت تیر جفا — لب بفریاد و فغاں نا آشنا
دل نشد خوں نابہ در یاد لبے — بر لبش نامد ز ہجراں یاربے
مرغ عقلش بے پر و بالے شود — جز کہ گوئی چوں شکر شیریں بود
گرچہ خود داند اسیر دلربا — از کجا ایں لذت و شکر کجا
زیں مثل شدی از نیش و نوش — لیک من بار دگر رفتم ز ہوش
تا من از تمثیل می کردم طلب — باز رفتم سوئے تمثیل اے عجب
زیں کر و فر در عجب وا ماندہ ام — حیرت اندر حیرت اندر حیرتم
ایں سخن آخر نہ گردو از بیاں — صد ابد پایاں رود او ہم چناں
نیست پایانش الیٰ یوم التناد — ختم کن واللہ اعلم بالرشاد
خامشی شد مہر لبہائے بیاں — باز گرداں سوئے آغازش عناں
ایں چنیں صد بافتن آنگیختند — بر سر خود خاک ذلت ریختند
فرقۂ دیگر ز اسماعیلیاں — بستہ در توہین آں سلطاں میاں
در دل شاں قصد تازہ فتنہا — بر لب شاں ایں کلام ناسزا
کہ بہ شش طبقات زیریں زمیں — حق فرستاد انبیاء و مرسلیں
شش چو آدم شش چو موسیٰ شش مسیح — شش خلیل اللہ شش نوح و ذبیح
ہم در انہا شش چو ختم الانبیاء — مثل احمد در صفات اعتلا

یا محمد ہر یکے دارد سرے — در کمال ظاہری و باطنی
پارہ شد قلب و جگر زیں گفتگو — اِحذَرُوا یا ایُّہا النّاس اِحذَرُوا
الحذر اے دل ز شعلہ زادگاں — پائے از زنجیر شرع آزادگاں
مُصطفےٰ مہریست تاباں بالیقیں — منتشر نورش بہ طبقاتِ زمیں
مستنیر از تابش یک آفتاب — عالمے واللہ اعلم بالصواب
گرچہ یک باشد خود آں مہرے سنی — احولانش ہفت بینند از کجی
دو ہمی بینند یک را احولاں — الاماں زیں ہفت بیناں الاماں
چشم کج کردہ چو بینی ماہ را — زاحولی بینی دو آں یکتاہ را
گوئی از حیرت عجب امریست ایں — خواجہ دو شد ماہ روشن چیست ایں
راست کردی چشم و شد رفع حجاب — یک نماید ماہِ تاباں یک جواب
راست کن چشم خود از بہر خدائے — ہفت بیں کم باش اے ہرزہ درائے
اے برادر دست در احمد بزن — بر کجی نفس بد دیگر متن
رو تشبث کن بذیل مصطفےٰ — احولی بگذار سوگند خُدا
پندھا دادیم و حاصل شد فراغ — مَا عَلَینَا یا اَخِی اِلّاَ البَلاغ
در دو عالم نیست مثل آں شاہ را — در فضیلتہا و در قربِ خُدا
ماسوی اللہ نیست مثلش از یکے — برتر است از وی خدا اے مہتدے
انبیائے سابقین اے محتشم — شمعہا بودند در لیل و ظُلم
درمیان ظلمت و ظلم و علو — مستنیر از نورِ ہر یک قومِ او
آفتاب خاتمیّت شد بلند — مہر آمد شمعہا خامش شدند
نورِ حق از شرق بے مثلی بتافت! — عالمے از تابشِ او کام یافت
دفعتہً برخاست اندر مدحِ او — از زبانہا شو لَا مِثلَ لَہٗ

لیک شیر ناپذیرفت از عناد　　در جہاں ایں بے بصر یارب مباد
چشمہا بودند ایں ربانیاں　　مزرع دل بہرہ یاب از فیض شاں
ابر آمد کشت ہا سیراب کرد　　نخلہائے خشک را شاداب کرد
حق فرستا ایں سحاب با صفا　　کے یطہرتا ویذھب رِجسنا
بارشِ اور رحمت ربُّ العلیٰ　　شورِ رعدش رحمۃ مہداۃ انا
رحمتش عالم است بہرِ ہم کناں　　لیک فضلش خاص بہر مومناں
چوں نئی بے میلیش را معترف　　کے شوی از بحر فیضش مغترف
نیست فضلش بہرِ قوم بے ادب　　یَخطَفُ اَبصارھُم برقُ الغضبُ
چوں بہ بینند آں سحاب ایناں زدود　　عارضٌ مُمطر بگویند از غرور
بَل ھُوَ مَا استَعجلتُم خزیٌ عظیمٌ　　ارسلت ریح بتعذیب الیمٌ
فیض شد با غیظ گرم اختلاط　　جتذا ابرے عجب خوش ارتباط
خرمنے کش سوخت برق غیظ او　　گفت قرآں السقر مثوی لہٗ
مزرعے کش آب داد آں بحرِ جُود　　حق بہ تنزیل مبیں وصفش نمود
قل کزرع اخرج الشطاء الی　　ازرفاستغلظ ثُمَّ استوٰی
یُعجِبُ الزُّرَّاعَ کالماءِ المعین　　کی یغیظ الکافرین الظالمین
ابر نیساں ست ایں ابرِ کرم　　در رخشاں آفریں در قعرِ یم
قطرۂ کز وے چکید اندر صدف　　گوہر رخشندہ شد با صد شرف
بحرِ زاخر شرعِ پاکِ مصطفےٰ　　داں صدف عرش خلافت لے فتا
قطرہ ہا آں چار بزم آرائے او　　زانکہ او کل بود شاں اجزائے او
برگہائے آں گلِ زیبا بُدند　　رنگ و بوئے احمدی می داشتند
قصد کاری کرد آں شاہِ جواد　　ہر یکے اِنّی لہٗ گویاں ستاد

جنبش ابرو نہ تکلیفِ کلام
خود بود ایں کار آخر والسّلام

آں عتیق اللہ امام المتقین
بود قلب خاشع سلطان دیں

واں عمر حق گو زبانِ آں جناب
ینطق الحق علیہ والصواب

بود عثمانِ شرمگیں چشمِ نبی
تیغ زن دست جواد او علی

نیست گر دستِ نبی شیرِ خدا
چوں یدُ اللہ نام آمد مر او را

دستِ احمد عین دستِ ذوالجلال
آمد اندر بیعت و اندر قتال

سنگریزہ می زند دستِ جناب
مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ آید خطاب

وصف اہلِ بیعت آمد اے رشید
فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یَدُ اللہِ الْمَجِیْدُ

شرحِ ایں معنی بروں از آگہی ست
پا نہادن اندریں راہ بیرہی ست

تا ابد گر شرح ایں معضل کنم
جز تحیر ہیچ نبود حاصلم

رَبَّنَا سُبْحٰنَکَ لَیْسَ لَنَا
عِلْمِ شَیْئٍ غَیْرَ مَا عَلَّمْتَنَا

گفتہ گفتہ چوں سخن ایں جا رسید
خامۂ گوہر فشاں داماں بچید

ملہمِ غیبی سروشِ راز داں
دامنم بگرفت کای آتش زباں

در خورِ فہمت نباشد ایں سُخن
بس کن و بیہودہ وش خامی مکن

اصفیا ہم اندریں جا خامشند
از مئی کَلَّتْ لِسَانُہٗ بے ہشند

رازہا بر قلب شاں مستور نیست
لیک افشا کردنش دستور نیست

ہر کجا گنجے ودیعت داشتند
قفل بر در بہر حفظش بستہ اند

در دلِ شاں گنجِ اسرار اے اخو
بر لبِ شاں قفلِ امر اَنْصِتُوْا

روز آخر گشت و باقی ایں کلام
ختم کن انی لہ طرف التمام

نغز گفت آں مولوی مستند
راز مارا روز کے گنجا بود

الغرض شد مثل آں عالی جناب
سایہ ساں معدوم پیش آفتاب

متفق بروئے ہمہ اسلامیاں ‌ ‌ سنیاں و بدعیاں متہاں
ممتنع بالغیر داند یک فریق! ‌ ‌ ممتنع بالذات دیگر اے رفیق
وادریغا کردہ ایں قوم عنید ‌ ‌ خرق اجماعے بدیں قول جدید
اللہ اللہ اے جہولان غبی ‌ ‌ تا یکے بیدینی و فتنہ گری
مُصطفےٰ وایں چنیں سوءُ الادب ‌ ‌ ایں قدر امین شدید از اخذ رب
سابع سبعہ می گوئید از عناد ‌ ‌ اِنْتَھُوا خَیْرًا لَّکُمْ یَوْمُ التَّنَادُ
روز محشر چوں خطاب آید ز عرش ‌ ‌ اے نطیقاں فلک سکان فرش
ہیچ می بینید در ارض و سما ‌ ‌ مثل و شبہ بندۂ ما مُصطفےٰ
یک زباں گویند نے اے کریم ‌ ‌ کس عدیلش نیست باللہ العظیم
آں چناں کاندر ازل زار واح ما ‌ ‌ از الستے خواست بے پایاں بلیٰ
لاجرم آں روز زیں قول وخیم ‌ ‌ توبہ ہا ظاہر کنند از ترس و بیم
معترف آیند جُرم و خطا ‌ ‌ معذرت آرند پیش کبریا
کاے خدا از فضل او غافل بُدیم ‌ ‌ شمس پیش چشم ما جاہل بُدیم
رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا رحم کُن ‌ ‌ جاہلانہ گفتہ بودیم ایں سخن
پردہا بر چشم ما افتادہ بُود ‌ ‌ رحم کن بر جاہلاں رحم اے ودود
نفس ما انداخت مارا در بلا ‌ ‌ وائے بر ماؤ بنا دانئ ما
عذر ہا در حشر باشد ناپذیر ‌ ‌ قاریاں برخواں اَلَمْ یَاتِ النَّذِیْر
سخت روزے باشد آں روز الاماں ‌ ‌ باختہ ہوش و حواس قدسیاں
واحد قہار باشد در غضب ‌ ‌ یَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا فِی التَّعَب
زہرہا در باختہ افلاکیاں ‌ ‌ رنگ از چہرہ پریدہ خاکیاں
دو گروہ باشند مسعود و لئیم ‌ ‌ کُلُّ فِرْقٍ کَانَ کَالطَّوْدِ الْعَظِیْم

رَبِّ سَلِّمْ التجائے انبیاء — شور نفسی بر زبان اولیاء
برلب آمد نام آں روز سیاہ — موی بر تن خاستم یارب پناہ
اعتراف جرم و توبہ اے ادیب — در چنیں روز سیہ ناید عجیب
کیں جہولاں را زِ طعن و دور باد — ہم بدنیا لیک در موزہ فتاد
شان بیک جائے زمان گیرودار — ہم چو پائے سوختہ نامد قرار
تاج مثلیت گہے بر سر نہند — گاہ خطاب خاتمیت می دہند
گاہ بالذات ست آں ختم اے ہمام — گاہ بالعرض آمد و تخییل خام
نو نیازان کتاب اضطراب — ایں چنیں کردند صد ہا انقلاب
اندریں فن ہر کہ او استادی بود — کے بچندیں قلبہا قانع شود
می رسد از وے بہر فرضے بنے — شقہ معزولی از پیغمبرے
کہ قناعت کن گزشتہ از طمع — بر ہدایت حسب عز من قنع
از نبوت وز نزول جبرئیل — قصہ مالو دست ارشاد السبیل
معنی شمس است برگ نسترن — موج عمان شرح نسرین و سمن
آہوئے چین است و مقصود از سما — مرحبا تاویل اطہر مرحبا
الغرض سیماب وش در اضطراب — صد تپیدن کردہ ایں قوم عجاب
چند در کوئے جبل بشتافتند — لیک راہ مخلصی کم یافتند
من فدائے علم آں یکتا شوم — حبذا دانائے راز مکتتم
حبذا سرو عیاں دانائے من — حبذا رب من و مولائے من
کرد ایمائے بریں فتنہ گری — قہرہا پیش از وجودش در نبی
احمد ابنگر کہ ایناں چوں زدند — بہر تو امثال از کفر نژند
او فتادند از ضلالت در چہے — پے نبردند از عمی سوئے رہے
تا یکے گوئی دلا ازیں و آں — بر دعا کن اختتام ایں بیاں

نالہ کن بہر دفعِ ایں فساد
از تہِ دل دُونَہٗ خَرطُ القَتادِ

اے خدا اے مہربان مولائے من
اے انیسِ خلوتِ شبہائے من

اے کریم و کارسازِ بے نیاز
دائم الاحساں شہِ بندہ نواز

اے بیادت نالہ مرغِ سحر
اے کہ ذکرت مرہمِ زخمِ جگر

اے کہ نامت راحتِ جان و دلم
اے کہ فضلِ تو کفیلِ مشکلم

ہر دو عالم بندہ اکرام تو
صد چو جانِ من فدائے نامِ تو

با خطا آریم تو بخشش کنی
نعرہ اِنّی غفورٌ میزنی

اللہ اللہ زیں طرف جُرم و خطا
اللہ اللہ زاں طرف رحم و عطا

زہرِ ما خواہیم و تو شکر دہی
خیر را دانیم شر از گمرہی

تو فرستادی بما روشن کتاب
میکنی باما باحکامت خطاب

از طفیلِ آں صراطِ مستقیم
قوّتے اسلام را دہ اے کریم

بہر اسلامے ہزاراں فتنہا
یک مہ و صد داغ فریاد اے خدا

بہر مرداں رہبت اے بے نیاز
مردماں در خوابِ ایشاں در نماز

اے خدا بہرِ جنابِ مصطفیٰ
چار یارِ پاک و آلِ باصفا

بہر آبِ گریۂ تر دامناں
بہر شور خندہ طاعت کناں

بہر اشکِ گرم دوراں از نگار
بہر آں سردِ مہجوراں زیار

بہر جیبِ چاک عشق نامراد
بہر خونِ پاکِ مردانِ جہاد

پر کن از مقصد تہی دامانِ ما
از تو پذرفتن زما کردن دُعا

ہیچ می آید ز دستِ عاجزاں
جز دعائے نیم شب اے مستعان

بلکہ کارِ تست اجابت اے صمد
ویں دعا ہم محض توفیقت بود

ماکہ بودیم و دعائے ما چہ بود
فضلِ تو دل داد اے ربِّ ودود

ذرّہ بر روئے خاک اُفتادہ بُود　　آفتابے آمد و روشن
تکیہ بر رب کرد عبد مستہان　　اوست بس مارا ملاذ و مستع
کیست مولائے بہ از ربّ جلیل　　حَسبُنَا اللهُ رَبُّنَا نِعمَ الوَکِ
چوں بدیں پایہ رساندم مثنوی!　　بہ تمامش بر کلامِ مولو
تا ختامہ مسک گویند اہلِ دیں　　زانکہ مشک است آں کلام مستب

چوں فتاد از روزنِ دل آفتاب
ختم شد واللہ اعلم بالصواب

نعتیہ رُباعیات

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مُجھ کو
ہاں شرع کا البتہ ہے جذبہ مُجھ کو
مولیٰ کی ثنا میں حکم مولیٰ کا خلاف
لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مُجھ کو

ہُوں اپنے کلام سے نہایت محظُوظ
بیجا سے ہے اَلْمِنَّةُ لِلّٰہِ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

محصُورِ جہاں دانی و عالی میں ہے
کیا شبہ رضا کی بیمثالی میں ہے
ہر شخص کو اک وصف میں ہوتا ہے کمال
بندے کو کمال بے کمالی میں ہے

کس منہ سے کہوں رشکِ عنادل ہُوں میں
شاعر ہوں فصیح بے مماثل ہُوں میں
حقا کوئی صنعت نہیں آتی مجُھ کو
ہاں یہ کہ نقصان میں کامل ہُوں میں

توشہ میں غم و اشک کا ساماں بس ہے
افغانِ دلِ زار حُدی خواں بس ہے
رہبر کی رہ نعمت میں گر حاجت ہو
نقشِ قدمِ حضرتِ حسّان بس ہے

ہر جا ہے بلندیٔ فلک کا مذکور
شاید ابھی دیکھے نہیں طیبہ کے قصُور
انسان کو انصاف کا بھی پاس رہے
گو دور کے ڈھول ہیں سہانے مشہور

کس درجہ ہے روشن تن محبوب الٰہ — جامہ سے عیاں رنگ بدن ہے واللہ
کپڑے یہ نہیں میلے ہیں اس گل کے رضا — فریاد کو آئی ہے سیاہی گناہ

ہے جلوہ گہہ نور الٰہی وہ رُو — قوسین کی مانند ہیں دونوں ابرُو
آنکھیں یہ نہیں سبزۂ مژگاں کے قریب — چرتے ہیں فضائے لامکاں میں آہو

معدوم نہ تھا سایۂ شاہ ثقلین! — اس نور کی جلوہ گہ تھی ذات حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے — آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولےٰ — عقبیٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولےٰ
بیٹھوں جو در پاک پیمبر کے حضور — ایماں پر اس وقت اٹھانا مولےٰ

خالق کے کمال ہیں تجدد سے بری — مخلوق نے محدود طبیعت پائی
بالجملہ وجود میں ہے اک ذات رسول — جس کی ہے ہمیشہ روز افزوں خوبی

ہوں گر دو تو گردوں کی بنا گر جائے — ابرو جو کھچے تیغ قضا گر جائے
اے صاحب قوسین بس اب رد نہ کرے — سہمے ہوؤں سے تیر بلا پھر جائے

نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا — غفران میں کچھ خرچ نہ ہو گا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں کردے معاف
جس میں ترا کچھ خرچ نہیں دے مولا

کہنا رہا کہ جانب عصیاں نہ آئے دل — ان رہزنوں نے لوٹ لی آخر سرائے دل
چمکا کے برق جلوہ جلا دیجے طور ساں — ارنی اگر کہا تو یہی ہے سزائے دل
آہستہ پاؤں رکھنا مدینے کے رہروو — دل فرش راہ ہیں نہ کوئی ٹوٹ جائے دل
جوش ہوائے نفس ہے عصیاں کا دور ہے — دل کی خبر لے جلد مرے غم زدائے دل

فریاد مہر حشر سے اے صاحب لوا
لٹتا ہے دن کو قافلہ بینوائے دل

عالم ہمہ صورت اگر جاں ہے تو تو ہے — سب ذرے ہیں گر مہر درخشاں ہے تو تو ہے
پروانہ کوئی شمع کا، بلبل کوئی گل کا — اللہ ہے شاہد مرا جاناں ہے، تو تو ہے

طالب میں ترا غیر سے ہرگز نہیں کچھ کام
گر دین ہے تو تو ہے جو ایماں ہے تو تو ہے

جبکہ پیدا شہ انس و جاں ہو گیا — دور کعبہ سے لوثِ بتاں ہو گیا
دل مکانِ شہ عرشیاں ہو گیا — لامکاں، لامکاں، لامکاں ہو گیا
سر فدائے رہِ جانِ جاں ہو گیا — امتحاں، امتحاں، امتحاں ہو گیا
ان کے جلوے کا جم دل بیاں ہو گیا — گلستاں مجمع بلبلاں ہو گیا
تھا براق نبی یا کہ نورِ نظر، — یہ گیا، وہ گیا، وہ نہاں ہو گیا
حق شفاعت سے تیری گنہگاروں پر — مہرباں ہو گیا، مہرباں ہو گیا
گلشنِ طیبہ میں طائرِ سدرہ کا — آشیاں آشیاں آشیاں ہو گیا
یا نبی لو خبر، آتشِ غم سے میں — تفتہ جاں، تفتہ جاں، تفتہ جاں ہو گیا
گزرے جس کوچے سے شاہِ گردوں جناب — آسماں، آسماں، آسماں ہو گیا
کس کے روئے منور کی یاد آ گئی — دل تپاں، دل تپاں، دل تپاں ہو گیا
طوطیٔ سدرہ وصفِ رخِ پاک میں — گلفشاں، گلفشاں، گلفشاں ہو گیا
طوطیٔ اصفہاں، سن کلامِ رضا — بے زباں، بے زباں، بے زباں ہو گیا

ؑ